بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

البدر 2022ء

سر پرست اعلیٰ ڈائریکٹر۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظہ شاہدہ پروین

نگران: ڈاکٹر سعدیہ گلزار

معاون نگران: ڈاکٹر حافظ محمد عبداللہ

مجلس ادارت

مدیرہ: مقدس حبیبہ

نائب مدیرہ: بریرہ، عائشہ محمود

کمپوزر: مریم شاہد، مبین اسحاق، بینش حسیب

گرافکس: مقدس جبین

فوٹو گرافی: انتظامیہ ادارۂ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

ادارۂ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

اداریہ

البدر 2022ء طلبہ و طالبات کی ادبی اور تحقیقی تحریروں پر مشتمل ہے۔ اس شمارے کو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں جس کی تائید و نصرت سے اس ذمہ داری سے سرخرو ہوئی۔ البدر 2022ء کی اشاعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، پروفیسر ڈاکٹر شاہدہ پروین کی سرپرستی اور ڈاکٹر محمد عبداللہ کے بھرپور تعاون اور مشاورت سے ممکن ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دُنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے نوازے (آمین)۔

میں مدیر، مدیرہ، معاون مدیرات اور البدر کی پوری ٹیم کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس شمارے کی تیاری میں انتہائی محنت، دلچسپی اور لگن سے کام کیا۔ اللہ تعالیٰ البدر کے معاونین کو جزائے خیر سے نوازے (آمین)۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور قارئین کے لیے نافع بنائے (آمین)۔

عزیز طلبہ و طالبات ادارے کی ترقی میں آپ کا کردار نہایت اہم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و اطاعت میں ہی حقیقی فلاح پوشیدہ ہے۔

ایمان کی پختگی اور فکری اصلاح کے ساتھ اخلاق و کردار کی تربیت بھی ضروری ہے۔ اخلاقی تربیت کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ آپ معاشرے کے لیے نافع بنیں۔ آپ کے ہاتھ اور زبان سے معاشرے کے افراد محفوظ رہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده[1]

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

معاشرے میں بہتر شخص وہ ہی ہے جو دوسروں کے لیے فائدہ مند ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

خير الناس من ينفع الناس[2]

لوگوں میں بہتر شخص وہ ہے جو دوسروں کے لیے نفع مند ہے۔

معاشرے میں بسنے والے افراد کے حقوق کا خیال رکھیں اور ان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں۔ دوسروں کی مدد کریں۔ غیبت، چغلی، عیب جوئی، لڑائی جھگڑے اور گالی گلوچ سے اجتناب کریں۔ علمی و تحقیقی سرگرمیوں میں ایک دوسرے کے معاون رہیں۔ اساتذہ کا احترام کریں۔ جہاں تک ممکن ہو اپنے وجود سے

---

[1] بخاری، الجامع الصحیح ، کتاب الإیمان باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ،حدیث: 10

[2] علی متقی ابن حسام الدین الہندی،کنزالعمال، کتاب المواعظ والرقاق والخطب والحکم من قسم الافعال، ج ۸، ص ۲۰۱

دوسروں کو فائدہ پہنچائیں۔ دعا ہے کہ ادارہ علوم اسلامیہ کے طلبہ وطالبات معاشرے کا فعال رکن بننے کے ساتھ دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کے جذبے سے بھی بھرپور ہوں۔ (آمین)

نگران البدر

ڈاکٹر سعدیہ گلزار

اداریہ

عزیز طلباء و طالبات! ہم علوم اسلامیہ کے سالانہ مجلہ "البدر2022ء" کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہیں، اللہ کے فضل سے اس مجلہ کی تکمیل ہو گئی۔

پنجاب یونیورسٹی ایک قومی اور قدیم ادارہ ہے، یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء نے زندگی کے ہر میدان میں نمایاں کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کا شعبہ علوم اسلامیہ بھی یونیورسٹی کا قدیم ترین شعبہ ہے، یہ 1950ء میں قائم ہوا، اس کے پہلے چیئرمین مشہور نو مسلم علامہ محمد اسد تھے، انہوں نے 11 ماہ اس شعبے میں بطور صدر کام کیا، کچھ ہی عرصہ بعد اپنی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے انہوں نے اس عہدے سے معذرت کر لی، ان کے بعد علامہ علاو الدین صدیقی صدر شعبہ منتخب ہوئے اور انہوں نے حقیقی معنوں میں اس شعبے کو کامیاب بنایا۔ علامہ محمد اسد کے دور میں قانون سازی اور کاغذی کام ہوا لیکن اصل بنیاد علامہ علاو الدین صدیقی نے رکھی جو 1950ء سے 1969ء تک شعبہ کے چیئرمین رہے۔ شعبہ علوم اسلامیہ کی شروعات اولڈ کیمپس میں صرف دو کمروں سے ہوئی تھی، آج کل یہ عمارت کالج آف آرٹ اینڈ ڈیزائن کے پاس ہے۔

اسی کی دہائی میں شیخ زاید اسلامک سنٹر کی عمارت بنی تو 1986ء میں یہ شعبہ نیو کیمپس موجودہ عمارت میں شفٹ ہو گیا۔

اس مجلے کا آغاز پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت نے کیا، پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت 1990ء سے 1998ء تک چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ رہیں، انہوں نے اس مجلہ البدر کی بنیاد 1994ء میں رکھی۔

البدر علوم اسلامیہ کے طلبہ و طالبات کے لیے ایک سالانہ مجلہ ہے، جس میں وہ اپنے مضامین دیتے ہیں، البدر میں مضامین، غزل و اقوال لکھے جاتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسا پلیٹ فارم ہے جو طلبہ و طالبات کی لکھنے کی صلاحیت کو مزید نکھارتا ہے۔

یہ مجلہ ادارہ علوم اسلامیہ کے ان ذرخیز دماغوں کی تحاریر سے سجا ہے جن کے دل میں کچھ کر گزرنے کی لگن موجود ہے۔ یہ وہ دل و دماغ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کی بصیرت بخشی۔ میں اس مجلہ کا حصہ بننے والے ہر شخص کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

یہ میری مجلہ البدر کی ادارت کا آخری سال ہے۔ علومہ اسلامیہ کے لیے خدمت کرنا میرے لیے باعث مسرت ہے۔ میں نگران البدر ڈاکٹر سعدیہ گلزار کی شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ترغیب دی اور ان کی شفقت کے سائے میں رہ کر میں یہ مجلہ مکمل کرنے میں کامیاب ہو سکی۔۔۔

مدیرہ البدر

مقدس حبیبہ

اداریہ

البدر..... آپ کے نزدیک یہ مجلہ محض چند تحریروں پر مشتمل ایک کتاب ہے لیکن میرے لیے یہ محنت ومشقت سے عبارت ایک مجلہ ہے۔ کیونکہ میں ذہن میں ابھرنے والے خیالات کو الفاظ میں ڈھالنے اور ان الفاظ کو کتاب کا حصہ بنانے اور کتاب میں ترتیب دینے کی محنت ومشقت سے واقف ہوں۔

بہت سے طالب علم اس مجلے کو نظر انداز کرتے ہوئے کھولنے کی زحمت بھی نہیں کریں گے۔ درحقیقت یہ طالب علم کتاب کا حق ادا نہیں کرتے بلکہ کتاب کا حق تو یہ ہے کہ اس کو پڑھا جائے اور اس سے استفادہ حاصل کیا جائے۔

دورِ حاضر میں جب انسان کی دلچسپی کا مرکز مختلف سوشل میڈیا ایپس ہیں تو ایسے میں کتابوں کو الماریوں تک محدود کر دیا گیا ہے۔ ہم دن بھر ان سوشل میڈیا ایپس کو تو چلا سکتے ہیں لیکن کتابوں کے ساتھ ایک گھنٹہ نہیں گزار سکتے۔ اور ہمیں یہ جان لینا چاہئے کہ کتابوں سے دوری قوموں کے زوال کا سبب بنتی ہے جبکہ کتاب دوستی سے اقوام عروج سے ہمکنار ہوتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم واپس کتاب کی طرف لوٹیں ورنہ بعید نہیں کہ شاعر کی کہی یہ بات حقیقت کا روپ دھار لے:

کتابوں کی یہ مہک یہ نشہ روٹھنے کو ہے
یہ آخری صدی ہے کتابوں سے عشق کی

آپ کے لکھنے اور پڑھنے میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے رنگ رنگ کے مضامین سے بھرپور مجلہ تیار کیا گیا ہے۔

البدر کی نائب مدیرہ کے طور پر میں نے پہلی دفعہ کام کیا ہے۔ اس دوران مجھے سیکھنے کا بھرپور موقع ملا۔ اس سلسلے میں میں البدر کی ٹیم کی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے بھرپور محنت کی۔ اگر آپ کے ہاتھوں میں علم و ادب اور طنز و مزاح سے بھرا ایک مجلہ ہے تو اس کا سہرا البدر کی ٹیم کے سر ہے۔ جنہوں نے ایک بہترین مجلہ آپ کے ہاتھ میں دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس کو پڑھ کر اس سے مستفید ہوں گے۔

نائب مدیرہ البدر

بریرہ

فہرست البدر 2022

اداریہ.....i

اداریہ.....iii

اداریہ.....iv

حمد و نعت

حمد باری تعالی.....2

(دعا مقصود، بی ایس سمسٹر سوم، مارننگ)

نعت شریف.....3

(دعا مقصود، بی ایس سمسٹر سوم، مارننگ)

قرآنیات

قرآن کریم اور نو مسلم.....5

(عازب علی، بی ایس سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا.....6

(آمنہ خان، بی ایس، سمسٹر پنجم)

آیئے تجدید عہد کرتے ہیں.....7

(رواحہ عالیہ، ایم-اے، سیشن 2020-22)

حدیث

نماز کیا ہے؟؟؟.....11

(مبین اسحاق، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

ایمان کے شعبے محدثین کی رو سے.....12

(بینش حبیب، ایم فل، سمسٹر سوم)

صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ پیشین گوئیاں.....16

(عازب علی، بی ایس، سمسٹر ہفتم)

رزق عورت کے نصیب سے اور اولاد مرد کے نصیب سے 19

(ملائکہ نور، بی ایس سمسٹر سوم، مارننگ)

رشتوں میں باہمی پیار و محبت 21

(عنبرین کنول، بی ایس، 2017-21)

تصویریں بنانے والوں کے متعلق عذاب 23

(میمونہ عبدالعزیز، 22-20، ایم اے ایوننگ)

روز محشر آسان حساب 27

(اسماء، بی ایس سمسٹر ہفتم، مارننگ)

چار فتنے جن سے پناہ طلب کی گئی 29

(اسماء، بی ایس سمسٹر ہفتم، مارننگ)

واٹس ایپ کا شرعی حکم 32

(بینش حبیب، ایم فل، سمسٹر سوم)

اقوال زریں

سنہرے اقوال 36

(ماہم خالد، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

حکمت کی باتیں

انمول موتی 38

(سدرہ بخاری، بی ایس، سمسٹر ششم، مارننگ)

باپ سراں دے تاج محمّد 39

(زویا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

انسانیت 40

(نبیہا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

شرم وحیا 41

(قرۃ العین، بی ایس سمسٹر ہفتم، مارننگ)

کامیاب انسان کون ہے؟؟؟ 42

(مبین اسحاق، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

انسان کو اپنی لاعلمی پر افسوس ہو گا 43

(مبین اسحاق، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

نظمیں اور غزلیں

اللہ کارساز 45

(زویا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

تیری لذتوں کی ہے اک سحر 46

(لبیقہ مبشر، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

دفنایا جا رہا تھا 47

(عائدہ عرفان، بی ایس، سمسٹر ہشتم، ایوننگ)

میں باغی ہوں 48

(عازب علی، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

خاموش رہنا سیکھو! 50

(انمول اشفاق، بی ایس، سمسٹر اول، مارننگ)

مٹی کے لوگ 51

(ایمان فاطمہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

حوّا کی بیٹی 52

(ام حبیبہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

غزل 53

(مریم شاہد، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

غزل 54

(فروا اعجاز، بی ایس، سیشن 2016-20)

غزل 55

(مریم شاہد، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

محلے کی آنٹی دوسری آنٹی سے 57

(لبیقہ مبشر، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

خوبصورتی کا چہرے اور رنگ سے کیا تعلق ہے؟..... 58

(نبیہا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

خواب..... 59

(عارفہ تبسم، ایم-اے، سمسٹر چہارم، ایوننگ)

مزاحیہ شاعری..... 61

(عائشہ محمود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

مضمون نگاری

الہامی مذاہب میں ارض مقدس کی اہمیت 63

(محمد حمزہ، بی ایس، سمسٹر ہفتم)

انسان اور ابلیس کے درمیان مکالمہ 65

(اقرا ظفر، ایم فل، سمیسٹر سوم)

مایوسی کفر ہے جاناں 66

(رواحہ عالیہ، ایم اے، 20-22)

ویلنٹائن ڈے اسلام میں..... 69

(نامعلوم)

میں روزہ ہوں 71

(ایمان فاطمہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

کیا اصلاح کے لیے سزا ضروری ہے؟..... 73

(خنسہ عفیفہ، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

میر انصب العین..... 75

(مبین اسحاق، بی ایس، سمیسٹر ہفتم، ایوننگ)

ہولوکاسٹ 77

(حافظہ فرحین، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

مسکان 89

(فاطمہ نعیم، بی ایس سمسٹر سوم، ایوننگ)

بہترین معاشرے کی تشکیل 91

(عنبرین کنول، 21-2017)

آزمائش 95

(اقصیٰ پروین، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

غلاظت میں لتھڑی یہ زبانیں 96

(میاں شاہد شفیق، ایم فل اسلامیات)

لائبریری کی کتاب کی آپ بیتی 97

(بینش حبیب، ایم فل، سمسٹر سوم)

آنکھ 99

(حافظہ اقصیٰ نور، بی ایس، سمسٹر پنجم، مارننگ)

بے جا خوف 101

(ایمان فاطمہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

مشکل وقت 102

(کہکشاں اویس، بی ایس، سمسٹر ہفتم)

دور حاضر کی مہنگائی اور ہماری بچت 104

(خنسہ عفیفہ، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

ہماری کہانی ہماری زبانی 106

(بریرہ، بی ایس، سمیسٹر سوم، مارننگ)

طالب علموں کو سخت محنت کرنے کے لیے حوصلہ افزا اقتباسات 108

(عائشہ محمود بی-ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

اگر ہمارے ادارے میں ڈوریمون آئے تو 109

(زویا مقصود، بی ایس، سمیسٹر ہفتم، مارننگ)

زوال کا سبب۔۔۔۔۔رشوت 110

(اقراء یحییٰ، بی-ایس، سمیسٹر سوم، مارننگ)

دعا 111

(اقصیٰ پروین، بی ایس، سمیسٹر ہفتم، مارننگ)

افسانہ نگاری

ادھوری کہانی کی تکمیل 114

(عارفہ تبسم، ایم اے، سمیسٹر چہارم، ایوننگ)

انگریزی تحاریر

Chapters of Quran.....122

(Hadia Bashir, BS 3rd Semester, Morning)

O Allah! 126

(Bareera, BS 3rd Semester, Morning)

Unity of Muslim ummah is the need of the time.....127

(Beenish Haseeb, Mphil- Semester:3rd)

Al-wahab 128

(Zoia Maqsood, BS 7th Semester, Morning)

Worst fitnah of 21st century 129

(Arifa Tabassum, MA Semester 4th Evening)

Until We Meet Again..... 130

(Sidra Bukhari, BS 7th Semester, Morning)

Not to be worried, Allah is there 131

(Tayyaba Nisar , BS 7th Semester, Evening)

The Measure Of A Man..... 132

(Nabiha Maqsood, BS 7th Semester, Morning)

Life 133

(Iqra Zafar, Mphil 3rd Semester)

SECULARISM..... 134

(Hafiza Farheen, BS 8th Semester, Evening)

First in Islam 136

(Iqra Zafar, Mphil 3rd Semester)

Lessons From Life 137

(Tayyaba Shakeel, BS 7th Semester, evening)

VIRTUE OF PATIENCE 138

(Hamda, MA 7th Semester, Morning)

TEST YOURSELF 140

(Lala Rukh, Mphill 3rd Semester)

Should Muslims Celebrate Christmas? 141

(Tayyaba Nisar, BS 7th Semester, Evening)

Prayer.....142

(Eman Fatima, BS, 3rs Semester, Morning)

On the Top of the Mountain..... 143

(Rabia Hafsa, BS 7th Semester, Evening)

Heaven's Doorway.....144

(Zoia Maqsood, BS 7th Semester, Morning)

Sentimental Mother-Daughter Quotes.....145

(Ayesha Mehmood, BS 7th Semester, Evening)

Allah's Quotes in Arabic with Urdu and English Translation 146

(Ayesha Mehmood, BS Semester 7th, Evening)

Strategy to Deal with Hypocrites 148

(Arifa Tabassum, MA 4th Semester, Evening)

No escape from death 150

(Arifa Tabassum, MA 4th Semester, Evening)

"Save water, save life" 151

(Lala Rukh, Mphill 3rd Semester)

Love The Food That Loves You Back..... 152

(Bareera, BS 3rd sesemester, Morning)

New Atheism..... 153

(Lala Rukh, MPhil 3rd Semester)

Smile..... 155

(Iqra Zafar, Mphil 3rd Semester)

Thank you in different languages 156

(Laiba Safdar, BS Semester, Morning)

Communication in Chinese 157

(Beenish Haseeb, Mphil-3rd Semester)

JOKES : THAT MAKE YOU LAUGH 158

(Beenish Haseeb, Mphil-3rd Semester)

Quotes about hard work and hope 159

(Beenish Haseeb, Mphil-3rd Semester)

حمد و نعت

حمد باری تعالی

(دعا مقصود، بی ایس سمسٹر سوم، مارننگ)

چھپتے ہوئے بھی مجھ سے میرے ہے روبرو
تو ہی ہے میری منزل تو ہی ہے جستجو
ماہ و مہر، شمس و قمر، شام و سحر
دنیا کی رونقوں میں حائل ہے تو ہر سو
بس گیا ہے میرے دل میں اسطرح
جیسے کسی بے رنگ پھول میں خوشبو
سنا کہ تاب لا نہ سکا موسی اک تجلی کی
پیدا ہوئی جو دل میں دید نور کی آرزو
پایا ہے میں نے شجرِ عجوہ میں تیرا سایہ
بعد غور جانا، ہے میری ذات میں بھی تو
چمکا ہے یہ بزم تیرے ہی نور سے
اگر دل میں نہیں تو، تو دل ہے فالتو
کھولا جو میں نے شاگرد جبرئیل کا کلام
دل نے کہا کہ ہم کلام ہے تو ہو بخو
"اول" کو جان کر آخر کو میں نے پایا
"واحد" ہے حوریہ کا حاصلِ گفتگو

☆☆☆☆

نعت شریف

(دعا مقصود، بی ایس سمسٹر سوم، مارننگ)

دل چاہتا ہے میرا تیری کروں بات
میری کیا اوقات تیری لکھوں ذات
بنالے مجھے آقا اپنے در کا گدا
نظر کی بھیک دے ہے میری صدا
باعث فخر ہے مجھے اس سے پیار ہے
نور مجسم ہے، خدا کا یار ہے
مسافر ہوں میرا راستہ ہے خار دار
طوفاں ہے چار سُو کشتی لگا دو پار
راتوں کو جاگ کر امت کو بخشوایا
بیڑا دو جہاں کی اصلاح کا اٹھایا
گلاب کی پتی میں شامل تیرا پسینہ
ہوں غلامِ محمد منزل میری مدینہ
مولا مجھے دکھا دے روضے کی وہ جالی
خوشی سے جھوم جاؤں کہلاؤں جو سوالی

☆☆☆☆

قرآنیات

قرآن کریم اور نو مسلم

(عازب علی، بی ایس سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

1۔ ابراہیم خلیل احمد جو کہ پہلے عیسائی پادری تھے، انھوں نے قرآن کریم کا انتہائی باریک بینی کے ساتھ مطالعہ کیا اور بالآخر 1380ھ میں قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ وہ بیان کرتے ہیں:

"میں یقیناً اس بات کا اعتقاد رکھتا ہوں کہ اگر میں دہریہ انسان ہوتا یعنی اس کائنات کے وجود پر ایمان رکھتا نہ آسمانی رسالتوں میں سے کسی رسالت پر ایمان رکھنے والا ہوتا اور میرے پاس کچھ لوگ آتے جو مختلف جدید علوم کی ایسی باتیں بتاتے جو قرآن نے پہلے ہی بیان کر دی ہیں تو یقیناً میں رب العزت پر ایمان لے آتا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا"۔

مزید فرماتے ہیں:

"مسلمان کو چاہئیے کہ قرآن پر فخر کرے اور اس سے قوت حاصل کرے کیونکہ قرآن کریم پانی کے مانند ہے جس میں ہر اس شخص کے لیے زندگی کی بشارت ہے جو اسے سیر ہو کر پیتا ہے"۔

2۔ برطانوی گلوکار کیٹ سٹیونز نے بھی قرآن کریم کی وجہ سے اسلام قبول کیا، کہتے ہیں کہ

"قرآن کریم کی قراءت میری فطرت میں موجود ہر اس چیز کے لیے تصدیق و توثیق ثابت ہوئی جسے میں حق سمجھتا تھا اور قرآن سن کر یوں محسوس ہوا گویا وہ میری حقیقی شخصیت کی تشکیل اور اس کی حقیقی رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔

مصدر: (عمران ایوب لاہوری، فضائل قرآن کی کتاب (لاہور: فقہ الحدیث پبلیکیشنز، 2011)، 43، 44۔

☆☆☆☆

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا

(آمنہ خان، بی ایس، سمسٹر پنجم)

"اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی استطاعت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا"

بعض اوقات ہم بہت ناامید ہو جاتے ہیں ہمیں لگتا ہے کہ دنیا کی ہر مصیبت اور پریشانی صرف ہمارے ہی مقدر میں لکھ دی گئی ہے جب کہ ایسا نہیں اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو آزماتے ہیں ان پر طرح طرح کی مشکلات لاتے ہیں۔ انہیں ہر مشکل اور ناممکن صورتحال سے گزارتے ہیں۔ اس لئے نہیں کہ اللہ کو ایسا کرنا پسند ہے بلکہ اللہ تو اپنے بندوں سے ستر ماوں سے بڑھ کر پیار کرتے ہیں یہ صرف اللہ اپنے بندے کو اپنے قریب لانے کے لئے کرتے ہیں تاکہ بندہ اللہ کا قرب حاصل کرلے وہ اپنے بندوں کو اس کے ذریعے سے مضبوط بناتا ہے کہ جس طرح کسی چیز کی مضبوطی کے لئے اسے آگ میں پکایا جاتا ہے اسی طرح اللہ بھی اپنے بندے کے ایمان، تقوی اور توکل کو مضبوط کرنے کے لیے مختلف آزمائشوں سے گزارتے ہیں اور اس ہمارا کام جو بنتا ہے وہ شکوہ شکایت نہیں بلکہ صبر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

○ان اللہ مع الصابرین

○فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ

☆☆☆☆

آیئے تجدید عہد کرتے ہیں

(رواحہ عالیہ، ایم-اے، سیشن2020-22)

یہ زندگی حسین ہے اور یہ تب اور بھی حسین ہو جاتی ہے جب اللہ کے نازل کردہ اصولوں کے مطابق گزاری جائے کیونکہ یہ آپ کو ذہنی سکون بخشتے ہیں۔ زندگی چونکہ انسانوں میں رہ کر بسر ہوتی ہے، اس لیے اسلام نے اصول بھی انہی کے ساتھ رہنے سہنے کے وضع کیے ہیں۔ اور ہمارے معاشرے اور خاندان میں بھی وہی اصول لاگو ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ ، حَدَّثَنَا يُونُسُ ، قَالَ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ ، أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ

میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔(بخاری2067)

رشتوں کی رسی تب کمزور ہوتی ہے جب آپ بدگمان ہونے لگتے ہیں۔ دراصل بدگمانی ایک ایسا بیج ہے جو اگر دل میں آجائے اور انسان اس کو دور نہ کرے تو دوسرے انسان کی ہر چھوٹی سی بات بھی اس بیج کو پانی دینے کا کام کرتی ہے اور بالآخر وہ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس کی جڑیں دل کی زمین میں مضبوطی سے پیوست ہو جاتی ہیں۔ اور پھر خود غرضی، عدم تحفظ، جھوٹ، فریب، چالاکی و مکاری اسی بدگمانی کے بطن سے جنم لیتی ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالی کہتے ہیں کہ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

" اے ایمان والو! بدگمانی سے بچو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔"(الحجرات:12)

ابن باز کہتے ہیں کہ "جتنا ممکن ہو سکے اپنے بھائی کے بارے میں اچھا سوچو، تاکہ تم اپنے دل کو بغض سے بچا سکو اور خیر کثیر سمیٹ سکو۔

ایسا کرتے ہیں کچھ اصول بنا لیتے ہیں جو ہمیں اپنی زندگیوں میں شامل کرنے ہیں۔(ویسے تو بے شمار ہیں مگر یہاں اختصار کے ساتھ)؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ

اے ایمان والو بدگمانی سے بچو(الحجرات:12)

سبق:

- آج کے بعد کسی کا کوئی عمل بھی تکلیف دے تو اس سے اُس عمل کی اچھے طریقے سے وضاحت لے لیں. دل میں پنپنے نہ دیا جائے۔
- کسی سے شکایت ہو تو اس سے direct ہو جائیں۔ دل میں رکھنے کی بجائے اس شخص سے بات کر کے اس سے مل کر شکایت دور کی جائے۔

مفہوم حدیث

❖ ہر انسان کی عزت ہم سب پر واجب ہے۔ چاہے وہ امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا، کالا ہو یا گورا۔ حتیٰ کہ اس کی عزت، جان اور مال کی حرمت کعبہ کی حرمت سے زیادہ ہے۔

سبق:

➢ آج کے بعد کوئی کسی کی بے عزتی نہیں کرے گا۔

➢ کوئی کسی کو defame نہیں کرے گا۔

قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

سیدھی بات کہا کرو (سورۃ الاحزاب:70)

سبق:

➢ اپنے احساسات کو زبان دیں۔ جو محسوس کر رہے ہیں اسے بیان کر دیں (ایسی بات اور جملہ جو آپکی خواہش کی ترجمانی کرتا ہو)۔

➢ ہمیں اپنی communication skills کو بہتر بنانا ہے (ڈاکٹر فرحت ہاشمی نے سیریز کروائی ہیں اس پر)۔ میں نے دیکھا ہے بے حد چھوٹے چھوٹے مسائل اس skill کے نہ ہونے کی وجہ سے جنم لیتے ہیں۔

❖ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم"، صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے مظلوم ہونے کی صورت میں تو اس کی مدد کی لیکن ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: "اسے ظلم سے باز رکھو، اس کے لیے یہی تمہاری مدد ہے"۔

سبق:

➢ ہم میں کسی سے بھی کوئی خطا یا زیادتی ہو جائے تو نیک نیتی کے ساتھ ہم اسے سمجھائیں گے۔ نہ زیادتی کریں گے نہ کرنے دیں گے۔

❖ آخری اور سب سے اہم اصول, نبی کریم نے فرمایا: "جب آدمی اپنے بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہئے کہ اسے بتلا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔"

سبق:

➢ ہم میں سے شاید ہی کسی نے اس اصول کو اپنایا ہو۔ یہ ہماری کوتاہی ہے کہ ہم اپنی زبان سے دوسرے کو اپنی محبت کا یقین نہیں دلاتے اور شیطان بھی اپنا کام مزید تیزی سے کر گزرتا ہے۔

اس لیے ہم آج سے جب بھی کسی کی بات یا عمل سے حقیقتاً خوش ہوں گے تو ان الفاظ میں بھی اظہار کریں گے **کہ إني أحبك في الله** بلکہ اپنے پیاروں سے وقتاً فوقتاً اس کا اظہار کرتے رہنا چاہیے۔

کبھی کسی کو جان بوجھ کر نظر انداز کر کے تکلیف دینے کی کوشش نا کریں۔ خاندان کی خوشیاں سانجھی ہوتی ہیں اور غم بھی سانجھے ہوتے ہیں۔

دعا کریں کہ "اے اللہ! ہمیں بہادر بنا کہ یہ کام واقعی عزم الامور میں سے ہے۔ اللہ آپ سے ملیں تو قلب سلیم کے ساتھ، اس دنیا سے جائیں تو اپنوں کے حقوق ادا کر کے جائیں!" آمین

☆☆☆☆

حدیث

نماز کیا ہے؟؟؟

(مبین اسحاق، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

نماز، اہم عبادت ہے

نماز، فرض ہے

نماز، خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ ہے

نماز، برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے

نماز، عاجزی سیکھاتی ہے

نماز، روح کی تسکین ہے

نماز، جنت کی کنجی ہے

نماز، فلاح کا ذریعہ ہے

نماز، رزق میں برکت کا سبب ہے

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نماز ادا کرنا ہی آج کے مسلمان کے لیے انتہائی مشکل ہو گیا ہے۔ نماز محض دکھاوا بن کر رہ گئی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو شیطان نے صرف ایک سجدے سے انکار کیا تھا، پھر اسکو اللہ کی رحمت سے محروم کر دیا گیا تھا۔ یاد رہے قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کا ہے۔ جو لوگ دنیاوی کاروبار میں مگن رہتے ہیں ان سے سوال ہو گا کہاں ہے تیرا پیسہ جو تو نے نماز ترک کر کے بنایا؟؟؟ تو وہ قیامت کے دن اللہ سے دنیا میں آنے کی مہلت مانگیں گے تا کہ وہ نیکی کر سکیں۔ اور قرآن میں ایک جگہ تو نماز پڑھنے والوں کے لیے بھی خرابی ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اور اس تحریر کے پڑھنے والوں کو نماز کا صحیح معنوں میں پابند بنا دے۔ آمین

☆☆☆☆

ایمان کے شعبے محدثین کی رو سے

(بینش حبیب، ایم فل، سمسٹر سوم)

- **امام بیہقی رحہ:**

امام بیہقی نے شعب الایمان نامی کتاب میں بڑی تفصیل کے ساتھ ایمان کے شعبوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ اِس موضوع پر لکھی گئی سب سے زیادہ ضخیم کتاب ہے۔ اِس کتاب کی وجہ تصنیف میں امام بیہقی لکھتے ہیں:

فوجدت الحاكم أبا عبد الله الحسين بن الحسن الحليمي - رحمنا الله وإياه - أورد في" كتاب المنهاج المصنف في شعب الإيمان" المشار إليها في حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم من حقيقة كل واحدة من شعبه، وبيان ما يحتاج إليه مستعمله من فرضه وسننه وأدبه وما جاء في معناه من الأخبار والآثار - ما فيه كفاية[1]

میں نے امام ابو عبد الحسین بن حسن علی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المنہاج بھی جو انہوں نے شعب الایمان پر کی اور اس میں متعدد احادیث و آثار کا تذکرہ کیا مگر وہ کافی نہ تھیں اس لئے میں نے اس موضوع پر کام کا سوچا۔ نیز امام بیہقی ایمان کی شاخوں کی تعداد کو ستّتر سمجھتے ہیں اور ان کو ہی انہوں نے اپنی کتاب شعب الایمان میں اکھٹا کیا ہے۔

- **امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحہ**

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحہ بخاری کی حدیث نمبر 9 کی شرح میں لکھتے ہیں:

بضع وسبعون من غير شك ولأبي عوانة في صحيحه من طريق ست وسبعون أو سبع وسبعون ورجح البيهقي رواية البخاري لأن سليمان لم يشك وفيه نظر لما ذكرنا من رواية بشر بن عمرو عنه فتردد أيضا لكن يرجح بأنه المتيقن وما عداه مشكوك فيه وأما رواية الترمذي بلفظ أربع وستون فمعلولة وعلى صحتها لا تخالف رواية البخاري وترجيح رواية بضع وسبعون لكونها زيادة ثقة كما ذكره الحليمي[2]

بضع و سبعون کو ئی شک نہیں اور ابی عوانہ سے ان کی صحیح میں ستون و سبعون کے طریق سے یا سبع و سبعون سے اور اس کو راجح سمجھا ہے بیہقی نے بخاری کی روایت کے ساتھ کہ سلیمان نے نہیں شک کیا اور اس میں نظر کی کہ دیکھا ہو گا جو کہ ہم نے ذکر کیا۔ اسی طرح عمر کی روایت سے اس کو مردود کہا ہے لیکن وہ راجح سمجھتے ہیں کیونکہ یہ یقین کرنے والی ہے اور جو اس کے علاوہ ہے اس میں شک ہے اور جو ترمذی کی

---

[1] أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي، شعب الإيمان، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند، الأولى، 1423ھ، 1/84

[2] أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي، فتح الباري شرح صحيح البخاري 1/52,

روایت ہے اربع وستون کے الفاظ کے ساتھ وہ معلول ہے اور اس کی صحت پر بخاری کی روایت اس کی مخالفت نہیں کرتی اور اس کو اور راجح سمجھتی ہے بضع وسبعون کی روایت کو زیادہ ثقہ ہونے کی وجہ سے (اہمیت حاصل ہے) جیسا کہ اس کو حلیمی نے ذکر کیا ہے۔

- **امام بدر الدین عینی رحہ:**

امام بدر الدین عینی رحہ بخاری کی حدیث نمبر 9 کی شرح میں لکھتے ہیں:

والبضع من العدد في الأصل غير محدود، وإنما صار مبهما لأنه بمعنى القطعة، والقطعة غير محدودة[1]

اور بضع جو اصل میں عدد ہے غیر محدود ہے اور بے شک یہ ہو گیا ہے مبہم کیونکہ یہ قطعہ کے معنی میں ہے اور قطعہ غیر محدود ہوتا ہے۔

اس قول سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ امام بدر الدین عینی رحہ ایمان کے شعبوں کو لاتعداد سمجھتے ہیں۔

- **عبد الرحمن مبارکپوری رحہ:**

عبد الرحمن مبارکپوری تحفۃ الاحوزی میں ترمذی کی حدیث نمبر 3614 کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاله العيني وقال الحافظ في الفتح ولم يتفق من عد الشعب على نمط واحد وأقربها إلى الصواب طريقة بن حبان لكن لم يقف على بيانه من كلامه[2]

امام بدر الدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں کہا ہے کہ، اور وہ اس بات سے اتفاق نہیں کرتے تھے کہ لوگ ایک انداز میں گن رہے ہیں، اور یہ ابن حبان کے طریقہ کار کے صحیح راستے کے قریب تھا، لیکن وہ اپنے الفاظ کے بیان پر قائم نہیں ہوئے۔

- **امام نووی رحہ:**

امام نووی رحہ مسلم کی حدیث نمبر 35 کی شرح میں لکھتے ہیں:

وهي الرواية الصحيحة أخرجاها في الصحيحين غير أنها فيما عندنا من كتاب مسلم بضع وسبعون وفيما عندنا من كتاب)البخاري بضع وستون وقد نقلت كل واحدة عن كل واحد من الكتابين ولا إشكال في أن كل واحدة منهما رواية معروفة في طرق روايات هذا الحديث واختلفوا في الترجيح قال والأشبه بالإتقان والاحتياط ترجيح رواية الأقل قال ومنهم من رجح رواية الأكثر[3]

---

[1] أبو العلا محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم المبارکفوری، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، دار الكتب العلمية–بيروت، (س،ن)، 7/302

[2] أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى، عمدة القاري شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي، بيروت، (س،ن)، 1/126

[3] أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار إحياء التراث العربي، بيروت، الثانية1392، 2/3

اور یہ صحیح روایت ہے کہ جس کو صحیحین میں دونوں نے نکالا ہے علاوہ اس کے کہ جس میں ہمارے پاس مسلم کی کتاب کے الفاظ بضع وسبعون اور اس میں جو ہمارے پاس کتاب البخاری میں بھی بضع وستون ہے اور تحقیق نقل کیا ہے ہر ایک نے ہر ایک سے دو کتابوں سے اور اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے معروف روایت ہیں اس حدیث کی روایات کے طریق سے اور علماء نے اختلاف کیا ہے اس کے راجح ہونے میں کہا ہے اور شبہ ہے اس کے مضبوط ہونے میں اور احتیاط ہے اس کے راجح ہونے میں روایت ہے کم لوگوں کی کہاں ہے اور ان میں سے جنہوں نے سمجھا تو کہا کہ یہ اکثر کی روایت ہے۔

- **شبیر احمد عثمانی رحہ:**

شبیر احمد عثمانی رحہ مسلم کی حدیث نمبر 35 کی شرح میں لکھتے ہیں:

والعجب من حافظ الدنيا أنه كيف خفي عليه رواية مسلم من طريق أبي عامر عن سليمان بن بلال هذه بلفظ بضع وسبعون؟ حتى قال في الفتح: المتختلف الطرق عن أبي عامر شيخ شيخ البخاري في ذلك»۔ وهذا ذهول منه كله تعالى، والله سبحانه وتعالى أعلم۔[1]

مولانا شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں ہیں کہ کتنی عجیب بات ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی سے سے صحیح مسلم کی یہ حدیث مخفی رہ گئی ہوں جو کہ ابو عامر کے طریق سے سلیمان بن بلال سے روایت ہے جس میں بضع و سبعون کا لفظ ہیں۔ یہاں تک کہ فتح الباری میں ابو عامر سے مختلف طرق سے حدیث جمع کی گئی۔ (کیوں کے یہ بخاری کے استاد تھے) یہ دیکھ کر علامہ شبیر احمد عثمانی پریشان اور حیران ہو گئے آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔

- **اشرف علی تھانوی رحہ:**

جس ایمان کا ہم دعویٰ کیا کرتے ہیں اس کے اس قدر شعبے ہیں، اور غور کریں کہ ہم میں کتنی باتیں ہیں کتنی نہیں ہیں، تاکہ اس سے اپنے ایمان کے نقصان و کمال کا اندازہ کر سکیں۔ اور جن اوصاف کی کمی اپنے اندر پائیں ان کی تحصیل و تکمیل کی کوشش کریں اور بدون تکمیل اس دعوے سے شرمائیں۔ گو اصولِ دین کے مان لینے سے ادنیٰ درجے کا ایمان میسر ہو جاتا ہے مگر وہ ایمان ایسا ہی ہے جیسا لنگڑا، لنجا، اندھا، اپاہج آدمی، آدمی کہلایا جاتا ہے، سب جانتے ہیں کہ ایسا آدمی کس درجے کا آدمی ہے۔ دوسری غرض ان شعبوں کے بتلانے سے یہ بھی ہے کہ غیر قوموں کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ اسلام کی تعلیم کافی و تام ہے، اور اسلام اسی کو کامل مسلمان جانتا ہے جس میں یہ سب خصالِ خیر و اوصافِ کمال ہوں، ناقص مسلمانوں کی حالت دیکھ کر اسلام کی تعلیم کو بے وقعت نہ سمجھیں، کیوں کہ اسلام کا کام بتلا دینا ہے، نہ کہ زبردستی کسی کو ویسا ہی بنا دینا۔ یہ قصور ہم لوگوں کا ہے، اسلام پر کوئی الزام نہیں۔[2]

---

[1] شبیر أحمد العثماني- محمد تقي الدين العثماني، موسوعة فتح الملهم بشرح صحيح الإمام مسلم، دار إحياء التراث العربي، 1، 2006/562

[2] حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، فروع الایمان، ادارۃ المعارف، کراچی، 1994، ص:8

- **شیخ محمد نعمانی رحہ:**

ایک قرینہ اس کا یہ بھی ہے کہ اگر "بِضْعٌ وَسَبْعُونَ" سے آپ کا مطلب کوئی معین عدد نہیں ہوتا تو پھر آپ اس ابہام و اجمال پر اکتفانہ فرماتے، بلکہ اُن کی تفصیل بھی فرماتے، جیسا کہ موقع اور مقام کا تقاضا تھا۔ ایمان کے شعبوں سے مُراد وہ تمام اعمال و اخلاق اور ظاہری و باطنی وہ سب احوال ہیں جو کسی دل میں ایمان کے آجانے کے بعد اُس کے نتیجہ اور ثمرہ کے طور پر اس میں پیدا ہو جانے چاہئیں، جیسے کہ سرسبز و شاداب درخت میں برگ و بار نکلتے ہیں، اس طرح گویا تمام اعمالِ خیر و اخلاق حسنہ اور احوال صالحہ ایمان کے شعبے ہیں، البتہ ان کے درجے مختلف ہیں۔ اس حدیث میں ایمان کا سب سے اعلیٰ شعبہ "لا الہ الا اللہ" یعنی توحید کی شہادت کو بتلایا گیا ہے، اور اس کے مقابلے میں ادنیٰ درجے کی چیز راستے سے تکلیف پہنچانے والی چیزوں کے ہٹانے کو قرار دیا ہے، اب ان کے درمیان جس قدر بھی اُمور، خیر کا تصور کیا جاسکتا ہے وہ سب ایمان کے شعبے اور اس کی شاخیں ہیں، خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے، اور ظاہر ہے کہ ان کا عدد سینکڑوں تک پہنچے گا۔[1]

☆☆☆☆

[1] مولانا منظور نعمانی، معارف الحدیث، دارالاشاعت، کراچی، 1/ 109,2001

صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ پیشین گوئیاں

(عازب علی، بی ایس، سمسٹر ہفتم)

1: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال:

امام بخاری رحمہ اللہ صحیح بخاری میں حدیث پیش فرماتے ہیں: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگ گئیں۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میری وفات اسی مرض میں ہو گی میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی تو فرمایا کہ میرے گھر کے افراد میں سب سے پہلے میں ہی آپ ﷺ سے جاملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔[1]

تبصرہ:

نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی ہو بہو پوری ہوئی۔ آپ ﷺ کے بیان کے مطابق آپ ﷺ کے اہل خانہ میں سب سے پہلے جس کا انتقال ہوا وہ سیدہ فاطمہ تھیں۔ آپ نبی کریم ﷺ کے بعد تقریباً چھ ماہ زندہ رہیں اور پھر وفات پائی۔

یعنی نبی کریم ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا رمضان المبارک کے مہینے میں۔ اس حوالے سے نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی سو فیصد پوری ہوئی۔

2: بصرہ سے آگ کا نمودار ہونا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصری میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کرے گی۔[2]

تبصرہ:

نبی کریم ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی ہو بہو پوری ہوئی۔ آپ ﷺ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یہ نشانی 654ھ میں ظاہر ہوئی جس کا ذکر حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایا میں فرمایا ہے۔ امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

شیخ شہاب الدین ابو شامہ جو کہ اپنے زمانے کے شیخ المحدثین اور استاد المورخین تھے فرماتے ہیں کہ 654ھ میں مدینہ کی سرزمین پر بعض وادیوں میں سے آگ نکلی جس کی لمبائی چار فرسخ اور چوڑائی چار میل تھی وہ چٹانوں پر بہتی آئی حتی کہ انھیں پگھلے ہوئے سیسے کی طرح کر دیا اور پھر کالے ڈامر کی طرح کر کے چھوڑتی اس کی روشنی اتنی زیادہ تھی کہ لوگ اس کی روشنی میں تیماء کا سفر کرتے جاتے۔ یہ آگ تقریباً ایک ماہ تک رہی۔

---

[1] (البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ، 4433)۔

[2] (البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب تخرج نار من ارض الحجاز، 7118)

مجھے (ابن کثیر کو) قاضی القضاہ صدر الدین علی بن قاسم حنفی دمشق نے اپنے والد شیخ صفی الدین جو مدرسہ حنفیہ بصرہ میں مدرس تھے کے حوالے سے بتایا کہ انہیں ایک اعرابی نے صبح اس رات کا قصہ بتایا کہ وہ بصرہ میں موجود تھا اور اس نے اور کئی لوگوں نے اس رات میں اس آگ کی روشنی میں جو حجاز سے ظاہر ہو رہی تھی بصرہ کے اونٹوں کی گردنوں کو روشن دیکھا۔[1]

3:سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زندہ رہنا:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم سیدنا عمر کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انھوں نے پوچھا تم میں سے فتنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان کسے یاد ہے؟ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انسان کا فتنہ اس کی بیوی، اس کا مال، اس کے بچے اور پڑوسی کے معاملات میں ہوتا ہے جس کا کفارہ نماز، روزہ، صدقہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ سیدنا عمر نے کہا میں ان کے متعلق نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنے کے بارے میں پوچھتا ہوں جو دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ امیر المومنین تم پر اس کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کے اور تمہارے درمیان ایک بند دروازہ رکاوٹ ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ بیان کیا کہ توڑ دیا جائے گا۔ سیدنا عمر نے اس پر کہا پھر تو وہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ہم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا عمر رضی اللہ عنہ اس دروازے کے متعلق جانتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں، جس طرح میں جانتا ہوں کہ کل سے پہلے رات آئے گی کیونکہ میں نے ایسی بات بیان کی تھی جو بے بنیاد نہیں تھی۔ ہمیں ان سے پوچھتے ہوئے ڈر لگا کہ وہ دروازہ کون تھے۔ چنانچہ ہم نے مسروق سے کہا کہ وہ پوچھیں۔ جب انھوں نے پوچھا کہ وہ دروازہ کون تھے؟ تو انھوں نے کہا کہ وہ سیدنا عمر تھے۔[2]

تبصرہ:

یہ نبی کریم ﷺ کی پیشین گوئی تھی اور ایسا ہی ہوا کہ سیدنا عمر کو شہادت کی موت نصیب ہوئی۔ اس کے علاوہ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جس طرح سے فتنوں کے دروازے کھلے ہیں وہ آج تک بند نہیں ہوئے۔

4۔زمانہ قریب ہو گا:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا اور لالچ دلوں میں ڈال دی جائے گی اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے۔ ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔ لوگوں نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل، قتل۔[3]

تبصرہ:

اس حدیث میں نبی ﷺ کی کئی ایک پیشین گوئیوں کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک پیشین گوئی پر غور کرتے ہیں:

---

[1] (عماد الدین ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مترجم حافظ عبد المنان (کراچی: نفیس اکیڈمی)، جلد 15، ص22)

[2] (البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الفتن، باب الفتنۃ التی تموج کموج البحر، 7096)

[3] (البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الفتن، باب ظہور الفتن، 7061)

زمانہ قریب ہو جائے گا: یہ ایک ایسی پیشینگوئی ہے جو تقریبا حال ہی میں ظاہر ہوئی ہے کیونکہ اس کا تعلق بہت سے معاملات اور مراحل کے ساتھ وابستہ ہے۔ لیکن آج کے اس دور میں اس حدیث کی پیشینگوئی زیادہ واضح ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اگر ہم صرف اسی یا سو سال پیچھے جائیں تو اس دور میں روابط کے نظام بے انتہا مشکل دکھائی دیتے تھے کیونکہ اگر کوئی شخص پاکستان میں بیٹھا سات سمندر پار کسی کو خط لکھے تو ایک سال کے طویل عرصے میں کہیں اسے خط کا جواب موصول ہو گا۔ اس کے بعد مواصلات کی پہلی سیڑھی کی ابتداء ہوئی جسے ہم ٹیلی فون کہتے ہیں۔ اس نے بھی سفر کو بہت آسان کیا مگر جب اسی نے ترقی کے مراحل طے کیے اور ٹیلی فون سے آگے مزید آلات بڑھے اور اس قدر بڑھے کہ آج موبائل فون، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعے مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے ہو جاتا ہے لہٰذا نبی ﷺ کی پیشین گوئی کا مصداق آج کے ذرائع ابلاغ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ان ذرائع کی وجہ سے زمانہ بہت قریب ہو گیا ہے۔ اسی طرح دوسری پیشین گوئیوں کا ظاہر ہونا بھی واضح ہے۔ کیونکہ اس ترقیاتی دور میں عمل کم نظر آتا ہے جبکہ لالچ عروج پر ہے۔ ہر کوئی دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ دنیا میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے گناہ قتل کیے جا رہے ہیں۔ یہ نشانی بھی واضح طور پر ثابت ہوئی ہے۔[1]

☆☆☆☆

[1] (محمد حسین میمن، صحیح بخاری اور بائبل: ایک تقابلی جائزہ (لاہور: ادارہ تحفظ حدیث فاؤنڈیشن، 2016)، ص143

رزق عورت کے نصیب سے اور اولاد مرد کے نصیب سے

(ملائکہ نور، بی ایس سمسٹر سوم، مارننگ)

ہمارے ہاں معاشرے میں بہت سی ایسی باتیں رائج ہیں جو کہ دین سے منسلک کی جاتی ہیں مگر ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں- اسی طرح ایک مشہور العام اور غلط العام محاورہ جو کے اس وقت معاشرے میں گردش کر رہا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ

رزق عورت کے نصیب سے اور اولاد مرد کے نصیب سے ملتی ہے

اس کے دو نکات ہیں

1- پہلا نکتہ یہ ہے کہ رزق عورت کے نصیب سے ملتا ہے

2- دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اولاد مرد کے کے نصیب سے ملتی ہے

پہلا نکتہ

رزق ہر انسان کے اپنے نصیب میں لکھا ہوتا ہے کوئی کسی سے اس کے نصیب کا رزق نہیں چھین سکتا اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی کمی کر سکتا ہے- نیز رزق ہر ایک کا مخصوص و متعین ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ؕ كُلٌّ فِیْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ

اور کوئی (رزق کھانے والا) جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کہ ذمے نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روز رہنے کہ جگہ کو جانتا ہے سب چیزیں کتاب مبین (یعنی لوح محفوظ) میں ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث کا مفہوم ہے کہ

"جب بچہ چار ماہ کا ہوتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتہ کو بھیجتا ہے اور اس کا رزق لکھواتا ہے، گویا اس کا رزق پہلے سے ہی مختص کر دیا جاتا ہے جس میں کوئی کمی بیشی نہیں۔"

رزق کے متعلق ایک اور حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے

"قلم قدرت لوگوں کا رزق لکھ کر خشک ہو چکا ہے کسی پرہیز گار کی پرہیز گاری اسے بڑھا نہیں سکتی اور کسی کا فسق و فجود اسے کم نہیں کر سکتا۔"

دوسرا نکتہ

یہ ایک بہت غلط نظریہ ہے کہ اولاد مرد کے نصیب سے ملتی ہے۔ اولاد شوہر اور بیوی دونوں کے نصیب سے ملتی ہے کیونکہ وہ دونوں سے منسوب ہوتی ہے

قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ

آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔

☆☆☆☆

رشتوں میں باہمی پیار و محبت

(عنبرین کنول، بی ایس، 2017-21)

رشتوں میں باہمی پیار و محبت پیدا کرنے کے لیے قرآن و حدیث کی روشنی میں چالیس نصیحتیں درج ذیل ہیں:

i. ایک دوسرے کو سلام کریں ۔(صحیح مسلم:54)

ii. ان سے ملاقات کرنے جائیں۔(صحیح مسلم:6549)

iii. ان کے پاس بیٹھنے اٹھنے کا معمول بنائیں۔(سورۃ لقمان:15)

iv. ان سے بات چیت کریں۔(صحیح مسلم:2560)

v. ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آئیں ۔(جامع ترمذی:1924)

vi. ایک دوسرے کو ہدیہ و تحفہ دیا کریں۔(صحیح الجامع:3004)

vii. اگر وہ دعوت دیں تو قبول کریں۔(صحیح مسلم:5651)

viii. اگر وہ مہمان بن کر آئیں تو ان کی ضیافت کریں ۔(جامع ترمذی:2485)

ix. انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔(صحیح مسلم:6929)

x. بڑے ہوں تو ان کی عزت کریں ۔(جامع ترمذی:1920)

xi. چھوٹے ہوں تو ان پر شفقت کریں ۔(جامع ترمذی:1920)

xii. ان کی خوشی و غم میں شریک ہوں۔(صحیح بخاری:6951)

xiii. اگر ان کو کسی بات میں اعانت درکار ہو تو اس کا م میں ان کی مدد کریں۔(صحیح بخاری:6951)

xiv. ایک دوسرے کے خیر خواہ بنیں۔(صحیح مسلم:196)

xv. اگر وہ نصیحت طلب کریں تو انہیں نصیحت کریں۔(صحیح مسلم:5651)

xvi. ایک دوسرے سے مشورہ کریں۔(سورۃ آل عمران:159)

xvii. ایک دوسرے کی غیبت نہ کریں۔(سورۃ الحجرات:12)

xviii. ایک دوسرے پر طعن نہ کریں۔(سورۃ الھمزہ:1)

xix. پیٹھ پیچھے برائیاں نہ کریں۔(سورۃ الھمزہ:1)

xx. چغلی نہ کریں۔(صحیح مسلم:290)

xxi. آڑے نام نہ رکھیں۔(سورۃ الحجرات:11)

xxii. عیب نہ نکالیں۔(سنن ابو داؤد:4875)

xxiii. ایک دوسرے کی تکلیفوں کو دور کریں۔(سنن ابوداؤد:4946)

xxiv. ایک دوسرے پر رحم کریں۔(جامع ترمذی:1924)

xxv. دوسروں کو تکلیف دے کر مزے نہ اٹھائیں۔(سورۃ المطففین)

xxvi. ناجائز مسابقت نہ کریں۔ مسابقت کرکے کسی کو گرانا بری عادت ہے۔ اس سے ناشکری یا تحقیر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ۔(صحیح مسلم:2963)

xxvii. نیکیوں میں سبقت جائز ہے جبکہ اس کی آڑ میں تکبر، ریاکاری اور تحقیر کارفرمانہ ہو۔(سورۃ المطففین:26)

xxviii. طمع، لالچ اور حرص سے بچیں۔(سورۃ التکاثر:1)

xxix. ایثار و قربانی کا جذبہ رکھیں۔(سورۃ الحشر:9)

xxx. اپنے سے زیادہ آگے والے کا خیال رکھیں۔(سورۃ الحشر:9)

xxxi. مذاق میں بھی کسی کو تکلیف نہ دیں۔(سورۃ الحجرات:11)

xxxii. نفع بخش بننے کی کوشش کریں۔(صحیح الجامع:3289)

xxxiii. احترام سے بات کریں۔ بات کرتے وقت سخت لہجے سے بچیں۔(سورۃ آل عمران:159)

xxxiv. غائبانہ اچھا ذکر کریں ۔(جامع ترمذی:2737)

xxxv. غصہ کو قابو میں رکھیں۔(صحیح بخاری:6116)

xxxvi. انتقام لینے کی عادت سے بچیں۔(صحیح بخاری:6853)

xxxvii. کسی کو حقیر نہ سمجھیں ۔(صحیح مسلم:265)

xxxviii. اللہ کے بعد ایک دوسرے کا بھی شکر ادا کریں۔(سنن ابوداؤد:4811)

xxxix. اگر بیمار ہوں تو عیادت کو جائیں۔(جامع ترمذی:969)

xl. اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو جنازے میں شرکت کریں۔(صحیح مسلم:5651)

☆☆☆☆

تصویریں بنانے والوں کے متعلق عذاب

(میمونہ عبدالعزیز، 22-20،ایم اے ایونگ)

عصر حاضر میں تصویریں بنانا مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے نزدیک بڑا اہم کام ھے ان کی خوشی اس وقت تک خوشی نہیں سمجھی جاتی جب وہ مصوروں کو اپنے اس پروگرام پر نہ بلالیں اور سیر وسیاحت کے سفروں پر بھی نکلتے وقت تصویر کشی ان کا محبوب ترین مشغلہ ہوتا ہے اور زندگی کے مختلف شعبے ایسے ہیں جہاں پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے، ہماری معیشت و معاشرت، ذرائع آمدنی اور خرید و فروخت کے معاملات تصویروں کے بغیر ممکن نہیں ہیں۔ آج ہم اپنے معاشرے کی طرف نظر دوڑائیں تو قدم قدم پر عریاں لڑکیوں کی تصویریں آویزاں ہیں، سائن بورڈ لگے ہوتے ہیں، پورے شاپنگ سنٹروں، تجارتی مراکز اور دوکانات کے سامنے مردوں، عورتوں اور بچوں کے مجسمے کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور یہ نظریات افکارات بن چکے ہیں کہ ان کے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چلتے، ان کے بغیر ہماری دوکان نہیں چلتی حتی کہ یہ بیماری اس قدر ہمارے دل و دماغ میں سرایت کر چکی ہے اور اس قدر لوگ ان کے عادی ہو چکے ہیں کہ وہ ان کو گناہ ہی نہیں سمجھتے اس کبیرہ گناہ کی حرمت کا تصور ہی سوچ و فکر سے مٹ چکا ہے حتی کہ لوگ بڑی خوشی کے ساتھ اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ تصویریں بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی بڑی ڈھٹائی اور سینہ زوری سے کرتے ہیں اور خالق کائنات کے غیض وغضب اور غصے کو دعوت دیتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اس خطرناک اور سنگین بیماری کا شکار ہے اور اس فعل قبیح سے باز نہیں آتا، اپنی اصلاح اور تربیت نہیں کرتا اور اس پر خطر فعل کو معمولی سمجھ کر زندگی گزار رہا ہے، اس کے سامنے ہم آپ ﷺ کا اسوہ اور نمونہ پیش کر رہے ہیں کہ ان تصویروں کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تھا تاکہ اس کبیرہ گناہ کی سنگینی کھل کر ہمارے سامنے آجائے اور ہم اپنی زندگی کے خطوط بدل لیں، یہ وہ خطرناک جرم ہے جس کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کا چہرہ انوار بھی غصے سے متغیر ہو گیا تھا لیکن آج مسلمان اس معاملے کو انتہائی ہلکا سمجھ کر چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

> حدثنا يسرة بن صفوان حدثنا ابراہیم،عن الزهری عن القاسم،عن القاسم،عن عائشہؓ ،قالت: دخل علی النبی ﷺوفی البیت قرام فیه صور،فتلون وجهد ثم تناول السترہ فهتکه،وقالت:قال النبیﷺ:ان من اسد الناس عذابا یوم القیامه الذین یصورون هذه الصور[1]

> ہم سے برہ بن اصفوان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے قاسم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں، حضرت محمد ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ

---

[1] صحیح بخاری:6109

نے پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن ان لوگوں پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا، جو یہ صورتیں بناتے ہیں ہیں۔[1]

ایک اور دوسری روایت میں ہے؛

حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالک،عن نامع،عن القاسم بن محمد،عن عائشة رضي الله عنها،زوج النبی ﷺانها اخبرته: انها اشترت نمرقة فيها تصاوير،فلما راها رسول اللهﷺقام على الباب فلم يد خل،فعرفت فی وجهه اللكراهية،قالت يا رسول الله،اتوب الى الله والى رسوله ماذا اذنبت؟قال:

((ما بال هذه النمرقة))فقالت: اشتريتها لتقعد عليها وتوسدها،فقال رسول اللهﷺ:ان اصعاب هذه الصور يعذبون يوم القيامه،ويقال لهه؛احيوا ماخلقتم وقال:

((ان البيت الذی فيه الصور لا تدخله الملائكة))[2]

ہم سے عبداللہ بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے خبر دی کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں صورتیں تھیں جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے میں آپ کے چہرے سے ناراضگی پہچان گئی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں اللہ سے اُس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں۔ میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے ہی اسے خریدا تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ان صورتوں کے بنانے والوں کا کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں جان بھی ڈالو اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں صورت (تصویر) ہوتی ہے اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔[3]

تصویر بنانے پر اس قدر سخت وعید ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی نے اپنی زبان نبوت سے بیان فرمائی ہے اس لیے ہر اس شخص کے لیے ضروری ہے جو اس گناہ میں لتھڑا ہوا ہے اور تصویر کشی کے ناگزیر معاملے میں ملوث ہے، تصویروں سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اپنے گھر کی دیواروں کے ساتھ لٹکاتا ہے، حالانکہ ان کی کوئی مجبوری بھی نہیں ہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے خالق حقیقی مالک ارض وسما سے اپنے عظیم گناہ کی معافی مانگے اور اس بات کو بھی اپنے دل و دماغ میں جگہ دے کہ اس گناہ پر مصر رہنے والے شخص پر نبی کریم ﷺ نے انتہائی زیادہ غصے کا اظہار کیا ہے اور وہ اس بات کو نہ بھولے کے ایک وقت آئے گا وہ شخص اس آیت کریمہ کا مصداق ضرور ٹھرے گا؛

---

[1] صحیح البخاری:4109، اخلاق کے بیان میں، خلاف شرع کام پر غصہ اور سختی کرنا

[2] صحیح بخاری:5961

[3] صحیح البخاری:5961، لباس کے بیان، باب: جس گھر میں صورتیں ہوں وہاں نہ جانا۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو اس (اللہ اور اس کے رسول) کی حکم عدولی کرتے ہیں کہ ان کو فتنے کا سامنا کرنا پڑ جائے یا دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے۔[1]

مذکورہ حدیث سے مستنبط مسائل:

1۔اس حدیث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ جب دینی امور کی مخالفت ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں غصے میں آنا جائز ہے یہی بات رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ سے ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا تھا اور نہ ہی کبھی غصہ کیا تھا، لیکن جب حدود اللہ کی حرمت کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپ کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہو جاتا اور آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا، یہاں پر بھی آپ کا یہی کردار ہے کہ اس معصیت اور گناہ کے سامنے اللہ کے نبی ﷺ اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے، اس قدر شدید غصہ آیا کہ آپ کا چہرہ غصے سے متغیر ہو گیا۔ ہم پر بھی واجب ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کے امور کو اپنائیں کہ جب اس طرح کی صورت حال دیکھیں تو اللہ کی خاطر غصے میں آجائیں، اور ان کو روکیں نہ کہ خود تصویروں کے دل دادہ بن کر اللہ کی نافرمانی کا ارتکاب کریں۔

2۔احکام شرعیہ کی مخالفت کرنے والے شخص کو استطاعت اور طاقت کے مطابق، روکنا واجب ہے، اگرچہ وہ مخالفت جان بوجھ کر اور ارادۃ نہ کی جارہی ہو جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قطعا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ وہ ایسے فعل کا ارتکاب کرتی کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہو کیونکہ غلط اور حرام چیز کا ارتکاب اللہ تعالیٰ کی معصیت اور نافرمانی کے ارادے کے بغیر جہالت کی بنیاد پر بھی ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود اس وقت لوگوں کو برائی سے روکنا ضروری ہے۔

3۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اس کا اپنے اہل وعیال اور بیوی بچوں پر اس قدر کنٹرول ہو کہ ان کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وعظ کرنے میں کوئی دقت نہ ہو اور گاہے بگاہے ان کو نصیحت کرتا رہے اور احکام شرعیہ کا پابند بناتا رہے، تاکہ اس کی عدم موجودی میں اس کے گھر کے اندر کوئی ایسی چیز داخل نہ ہو سکے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

4۔ یہ فرمان نبوی ﷺ اس آدمی کی بات کو رد کرنے کے لیے بڑی قطعی دلیل ہے جو یہ کہتا ہے کہ تصویریں بنانا یہ معمولی چیزوں میں سے ہے، اسلام نے اس پر اتنا سخت موقف نہیں اپنایا جتنا لوگوں نے کر دیا ہے، تصویروں کو معمولی کہنے والوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہؓ کو کس قدر ڈانٹا اور پھر اس موقع پر جب کہ آپ ایک غزوہ سے واپس آئے تھے، جیسا کہ یہ بات دوسری روایات سے ثابت ہوتی ہے آپ ﷺ نے یہ نہیں سوچا کہ ابھی تو میں سفر سے واپس آرہا ہوں، چلو کچھ دیر ٹھہر کے بات کرلوں گا، نہیں بلکہ آپ نے ڈانٹا بھی اور تصویروں کو پھاڑ بھی ڈالا، اس لیے ایسا موقف اختیار کرنے والے میرے بھائیو بہنوں اور تصویروں کے معاملے میں نرمی رکھنے والو! غور وخوض اور تدبر کرو اور اپنے آپ کو غافلوں میں شامل مت کرو۔

5۔ دیوار کے بعض حصوں کو یا ساری دیوار کو پردے کے ساتھ ڈھانپنے کا جواز مل رہا ہے۔

---

[1] النور:63

6۔ یہ حدیث اپنے علوم کے اعتبار سے تصاویر کی تمام تر اقسام کی حرمت پر دلالت کرتی ہے، وہ تصویر چھوٹی ہو یا بڑی سائے دار ہو یا بغیر سائے کے، جب وہ ذی روح کی تصویر ہے تو وہ ہر حال میں حرام ہے۔

7۔ تصویروں کے ساتھ مشغول ہونا یا تصویریں بنانا جب وہ ذی روح چیزوں کی ہوں تو وہ حرام ہیں۔ اس طرح تصویروں کا کام اور تجارت وغیرہ کرنا بھی حرام ہے۔ یہ تو اس حدیث نبوی ﷺ سے روزِ روشن کی طرح عیاں اور واضح ہے۔

8۔ گھروں میں تصویریں رکھنا، دیواروں پر لٹکانا اور نمود و نمائش کے لیے رکھنا کلی طور پر یہ کام حرام ہے۔

9۔ تحقیر شدہ تصاویر استعمال کرنے میں یہ شرط ہے کہ ان کے نشانات کو بدل دیا جائے، تاکہ تصویر کی اصلی ہیت و کیفیت واضح نہ ہو، بلکہ مسخ ہو جائے جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس پردے پر بنائی گئی تصویروں کو ختم کر ڈالا تھا۔

فوائد:

1۔ پہلے جو بات تصویر کے حوالے سے گزری ہے وہ ان تصاویر کے متعلق ہے جن کی کوئی حاجت و قدرت نہیں ہوتی، ذوق و شوق سے بنوائی جاتی ہیں ہاں وہ تصاویر جن کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں ہے جس طرح شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور تعلیمی اسناد وغیرہ جن چیزوں کی حکومتی حوالے سے ضرورت پڑتی ہے اور ان چیزوں کا انسان محتاج رہتا ہے۔ یا کالج، یونیورسٹی اور بیرون ملک سفری ضرورتوں کے پیش نظر بنوائی جاتی ہیں وہ جائز ہیں، لیکن یہ اباحت کا حکم مقید ہے قطعی ضرورت کے ساتھ، قطعی ضرورت کے علاوہ تصویر کا حکم کلی طور پر حرام ہے۔

2۔ آج کل بعض لوگوں نے اپنے پیروں کی تصاویر خاص طور پر اپنی گاڑیوں، مکانوں اور دکانوں میں بطور برکت کے لٹکائی ہوتی ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ جناب یہ سب کچھ پیر صاحب کے مرہون منت ہے۔ ان کی نیاز مندی اور عطا ہے تو بھائیو ایسی کیفیت کو شریعتِ اسلامیہ نے سراسر کفر اور شرک گردانا ہے، کیونکہ تصویر بنانا تو عام حالت میں حرام ہے اور تصویر بنانے والا شخص لعنتی ہے تو ایسی تصویریں بنانا اور لٹکانا تو بالاولی حرام ہے۔

☆☆☆☆

روز محشر آسان حساب

(اسماء،بی ایس سمسٹر ہفتم،مارننگ)

آسان حساب کیا ہے ؟حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے بعض نمازوں میں رسول ﷺ کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا

اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

اے اللہ میرا حساب آسان فرمادے۔

جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا یارسول ﷺ یہ آسان حساب کا کیا مطلب ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ بندے کے نامہ اعمال پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگزر سے کام لیا جائے۔

اے عائشہ جس شخص سے حساب کتاب میں جرح وسوالات شروع کر دیے گئے،وہ ہلاک ہو جائے گا-(مسند امام احمد بن حنبل 24261، حدیث صحیح)

اللھم اعنا علی غمرات الموت وسکرات الموت

"اے اللہ موت کی سختیوں اور اس سے طاری ہونے والی بے ہوشیوں میں ہماری مدد فرما۔"

غمرا گہرے پانی کو کہتے ہیں۔جان نکلنے کے وقت کی کیفیت کا ذکر ہے۔

اگر کسی مرنے ولے شخص کو کبھی آپ نے دیکھا ہو تو آپ دیکھیں گے اسکو سانس لینے میں بہت دقت ہوتی ہے۔اور جب روح جسم سے الگ ہوتی ہے تو یہ بہت تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے۔

سکرا کا مطلب بے ہوشی ہوتا ہے لاشعوری کی کیفیت۔موت میں بھی دراصل انسان کا شعور، عقل اور ہوش جو اسے کچھ کرنے کے لیے دیا گیا تھا وہ واپس لیا جارہا ہوتا ہے۔وہ وقت انسان کے لیے بہت دکھ اور تکلیف کا ہوتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے۔جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کی روح نکل جائے تو اسکی آنکھیں بند کر دو۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔روح اس بات کا مشاہدہ کرتی ہے کہ آس پاس کے لوگ کیا کر رہے ہیں۔؟کیا معاملہ کر رہے ہیں۔

موت ہر ایک کو آنی ہے۔موت برحق ہے۔لیکن ہمیں کبھی خیال ھی نہیں آیا کہ اس وقت کے لیے دعا ہی مانگ لیں کہ اس وقت مشکل آسان ہو جائے۔

اِن شاءاللہ آج سے ہم اس دعا کو بھی اپنی روٹین میں شامل کریں گے۔اللہ تعالی سے دعا ہے اللہ تعالی ہمیں موت کی سختیوں سے محفوظ فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو۔

آمین یارب العالمین۔

نماز اور دعائیں

اَللّٰھُمَّ اھْدِقَلْبِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَۃَ صَدْرِی

"اے اللہ! میرے دل کو ہدایت دے، میری زبان سیدھی رکھ میرے سینے سے کینہ نکال دے۔"[1]

یہ دعائیں کس لیے مانگی جائیں؟؟

1۔ اخلاق کو سنوارنے کے لیے

2۔ اخلاقی برائیوں کو خود سے دور کرنے کے لیے

3۔ غلط اعمال سے بچنے کے لیے

4۔ بری خواہشوں سے نجات کے لیے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَھْوَاءِ

"اے اللہ! بے شک میں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"[2]

☆☆☆☆

---

[1] (سنن الترمذی، کتاب الدّعوات، باب ربّ اعنّی ولاتعن علیّ :3551) صحیح

[2] (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء امّ سلمۃ:3591) صحیح

چار فتنے جن سے پناہ طلب کی گئی

(اسماء،بی ایس سمسٹر ہفتم،مارننگ)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ: اللهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ [14]

جب تم میں کوئی آدمی تشہد میں بیٹھے تو اسے چاہیے کہ چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے، عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی وموت کے فتنے سے اور دجال کے فتنے کے شر سے۔

نبی اکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ سے صبح وشام اور دیگر مواقع کی جو دعائیں وارد ہیں وہ نہایت ہی جامع ومانع ہیں، وہ انسانی زندگی کی ہر ضرورت سے متعلق ہیں اور ہر حال ومحال سے مناسبت رکھتی ہیں، ان کے اہتمام سے جہاں بندہ مومن ایک طرف اتباع سنت کے اجر سے سرفراز ہوتا ہے وہیں بہت سے شر اور فتنوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرلیتا ہے، انہیں جامع اور انسانی حال سے متعلق دعاؤں میں سے ایک دعاوہ بھی ہے جو اوپر مذکور ہے، جسے ہر فرض نماز میں تشہد ودرود کے بعد نبی ﷺ پڑھتے تھے اور اس کے پڑھنے کا حکم دیتے تھے، اس مبارک دعا میں چار ایسی خطرناک چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہیں جن سے ہر انسان کا لازماسابقہ پڑتا ہے، دنیا اور آخرت دونوں سے ان کا تعلق ہے اور سب سے اہم یہ کہ بغیر اللہ کی توفیق ان سے بچنا امر محال ہے، وہ چار چیزیں اس طرح ہیں:

1۔ جہنم سے اللہ کی پناہ: معلوم ہے کہ جہنم ایسی خطرناک اور ہولناک چیز ہے جو اللہ کے باغیوں اور دشمنوں کا ٹھکانا ہے، جہنم اللہ کا عذاب ہے، جہنم میں داخلہ سب سے بڑی رسوائی اور بڑی بد بختی ہے، جہنم کا ایک غوطہ ساری زندگی کی آسائش کو بھلا دیتا ہے، لہذا ایک انسان کی سب سے عظیم کامیابی یہ ہے کہ وہ جہنم سے نجات پاجائے۔ اس دنیا میں بندہ جب جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہر اس عقیدے سے بچنے کی دعا کرتا ہے جو جہنم میں جانے کا سبب ہے اور ہر اس قول وعمل سے دور رکھے جانے کا طالب ہے جو جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں اور وفات کے بعد جہنم سے اللہ کی پناہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی اسے اپنی سزا اور عذاب سے محفوظ رکھے۔

2۔ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ: موت کے بعد قبر میں دفن ہونا ہر انسان کا حتمی ٹھکانا ہے "ثم اماتہ فاقبر" یعنی اس کے لئے وفات کے بعد قبر کا نظام رکھا تاکہ وہ زمین میں درندوں اور پرندوں کی غذا نہ بنے بلکہ اسے دفن کردیا جائے تاکہ اس کا احترام وتوقیر باقی رہے، قبر کا عذاب اور اس میں نعیم وآرام سے دوچار ہونا اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے، قبر کا عذاب ایسا مشکل مرحلہ ہے کہ اپنے سے پہلے کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں کا بھلادے گا، اسی لئے اللہ کے نیک بندے کو چاہئے ہمیشہ عذاب قبر سے خائف اور اس سے بچنے کا سامان تیار کرتا رہے

اماں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کو جب سے عذاب قبر کی خبر ہوئی ہے اس کے بعد سے ہر نماز میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے [1]۔عذاب قبر سے اللہ تعالی کی پناہ چاہنے کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی اس دنیا میں ہر اس عمل سے محفوظ رکھے جو عذاب قبر کا سبب بنتے ہیں اور دفن ہونے کے بعد قبر کی تنگی، سختی، اس میں پیش آنے والی ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔

3۔زندگی اور موت کے فتنے سے اللہ کی پناہ: جب تک انسان زندہ ہے اسے مختلف قسم کے فتنوں اور مصائب کا سامنا ہے خصوصا دو فتنے بہت اہم ہیں، ایک شہوات کا فتنہ کہ انسان دنیا کی لالچ میں پڑ کر آخرت سے غافل ہو جائے، مال واولاد کی محبت میں پڑ کر اللہ کی محبت اور اس کے نزدیک محبوب عمل سے غافل رہے اور دنیا کی لذتوں میں پڑ کر آخرت کی نعمتوں کو بھول جائے۔ دوم شبہات کا فتنہ کہ اپنے دین وعقیدہ سے متعلق انسان کو ایسے شبہات کا سامنا پڑ جائے کہ وہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگے، اس کی عقل و سمجھ پر ایسے خیالات چھا جائیں کے صراط مستقیم کو چھوڑ کر شیطان کی راہ پر چل پڑے، یہی زندگی کا فتنہ ہے جس سے نبی ﷺ ہر نماز میں اللہ کی پناہ مانگتے تھے، البتہ موت کا فتنہ یہ ہے کہ وفات اور جان نکلنے کے وقت انسان کو کلمہ شہادت نصیب نہ ہو، نیز اس وقت شیطان عموما حاضر رہتا ہے اور انسان کو گمراہی کے راستے کی دعوت دیتا ہے، بلکہ یہودیت ونصرانیت اور دیگر باطل مذہبوں پر مرنے پر اکساتا ہے۔

4۔ دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ: دجال اس روئے زمین کا سب سے بڑا فتنہ ہو گا، اسی لئے جتنے بھی نبی اس دنیا میں آئے ہیں انہوں نے دجال کے فتنے سے اپنی امت کو ڈرایا ہے، جب سے اللہ تعالی نے اس دنیا کا پیدا کیا ہے قیامت تک اس روئے زمین پر دجال سے بڑا فتنہ پیدا نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا، بلکہ اس روئے زمین میں چھوٹے بڑے جتنے فتنے ظاہر ہوتے ہیں یا ہو رہے ہیں یا ہوں گے وہ دجال کے عظیم فتنے کا پیش خیمہ ہیں اور جو شخص دنیا کے ان فتنوں سے اپنے آپ کو بچا نہ پائے گا وہ دجال کے فتنے سے بھی نہ بچ سکے گا۔ لہٰذا دجال کا فتنہ اس لائق ہے کہ اس سے بچنے کے لئے اللہ قوی وعزیز کی پناہ میں آیا جائے۔

ان چار چیزوں کے علاوہ دو چیزیں اور بھی ہیں جن سے نبی ﷺ ہر نماز میں اللہ کی پناہ چاہتے تھے:

اللهمَّ إني أعوذُ بكَ منَ المأْثَمِ والمَغرَمِ".

اے اللہ میں گناہ اور قرضداری سے تیری پناہ چاہتا ہوں

کسی نے سوال کیا کہ آپ قرضداری سے کیوں اللہ کی پناہ اس قدر چاہتے ہیں تو آپ نے فرمایا: کہ آدمی جب قرضدار ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔{ صحیح بخاری بروایت حضرت عائشہ} لیکن واضح رہے کہ قرض سے مراد وہ قرض ہے جس کی ادائیگی کی انسان کے پاس طاقت نہ ہو یا ایسے کاموں کے لئے قرض لیا جائے جس کے لئے قرض لینا مستحسن نہیں ہے۔ واللہ اعلم

فائدے: ہر نماز کے آخر میں تشہد اور درود کے بعد اس دعا کا اہتمام ضرور کرنا چاہئے، بلکہ بعض علماء نے اسے واجب لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

انسان ایک کمزور شخصیت ہے، فتنوں اور خطرات سے بچنے کے لئے اللہ کی مدد کی ضرورت ہے۔

جہنم وقبر، دجال اور قرض ایسے اہم فتنے ہیں جن سے پناہ مانگنی چاہئے.

اللہ پاک ہم سب کو مسنون دعائیں دل کی حاضری اور فہم کے ساتھ مانگنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔

---

[1] صحيح بخاري : 1377 ، الجنائز – صحيح مسلم : 588 ، المساجد

☆☆☆☆

واٹس ایپ کا شرعی حکم

(بینش حبیب، ایم فل، سمسٹر سوم)

واٹس ایپ، انٹرنیٹ ہی کی طرح اور اس سے جڑی ہوئی ایک ایسی چیز ہے، جو اگر اپنے اندر نفع کا پہلو رکھتی ہے (اور یقیناً رکھتی ہے) تو اس کے ساتھ اس سے کہیں زیادہ نقصان کا بھی پہلو رکھتی ہے، جو اس کے استعمال کرنے والوں پر مخفی نہیں، لہٰذا جو چیز اپنے اندر نفع ونقصان دونوں کا پہلو رکھتی ہو، ایسی چیز کے استعمال میں بہت محتاط رہنا چاہیے، تاکہ نقصان والے پہلو سے بچے رہیں۔ اس معمولی تمہید کے بعد سمجھیں:

(1) اگر ہم "واٹس ایپ" کا استعمال گناہ کے کاموں مثلاً: غیبت جس کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں، جیسے کسی کے متعلق کوئی ایسی نامناسب بات "واٹس ایپ" پر چلا دینا، جو اس کے اندر ہو، اسی طرح کسی کی آواز کی نقل اتار کر یا کسی کے چلنے پھرنے کے نقل کی ویڈیو تیار کر کے یا کسی کی الٹی سیدھی تصویر تیار کر کے "واٹس ایپ" پر ڈال دینا اور یہ سب عمل اس طور پر ہو کہ اگر صاحب معاملہ کو علم ہو جائے تو اسے برا لگے، یہ ساری چیزیں آیت کریمہ

{ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ }

(اور کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تو تم گھن کرتے ہو)

کے تحت داخل ہو کر ان چیزوں میں "واٹس ایپ" کا استعمال ممنوع ہو گا۔

(۲) اسی طرح اگر اس کے ذریعے کسی پر بہتان لگایا جائے مثلاً: کسی کے بارے میں ایسی کوئی بات لکھ کر یا ایسا کوئی عمل اس کی طرف منسوب کر کے "واٹس ایپ" پر چلا دیا جائے، جو اس شخص کے اندر نہیں، جیسا کہ آج کل بڑی آزادی کے ساتھ ایسا ہو رہا ہے، تو یہ بہتان ہے، آیت کریمہ

{ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ، یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ }

(اور جب تم نے اس (الزام تراشی) کو سنا، تو کیوں نہ کہہ دیا ہمارے لیے زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات زبان سے نکالیں، معاذ اللہ! یہ تو بڑا بہتان ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتے ہیں اگر تم ایمان دار ہو تو آئندہ کبھی ایسی بات زبان سے مت نکالنا)

کے تحت آ کر ایسی چیزوں میں بھی "واٹس ایپ" کا استعمال ممنوع ہو گا۔

(۳) اسی طرح اگر ذی روح کی تصویر نکالنے اور اسے عام کرنے میں اسے استعمال کیا جا رہا ہے، تو بہت سی صریح اور صحیح احادیث شریفہ جو تصویر کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، (جو ما قبل میں گزر چکیں) اس کے تحت داخل ہو کر اس میں بھی "واٹس ایپ" کا استعمال جائز نہ ہو گا۔ (ہاں اگر کسی ضرورت مثلاً: پاسپورٹ کی تیاری یا کسی ملازمت کے لیے فارم بھرنا یا کوئی پہچان پروف بنانا ہو اور اس کے لیے "واٹس ایپ" کے ذریعے تصویر بھیجی گئی تو یہ مستثنیٰ ہے۔

(۴)اسی طرح اگر جھوٹی خبر یا ہر طرح کی خبر کو بغیر کسی تحقیق کے اس کے ذریعے وائرل کیا جارہا ہے، تو آیت کریمہ

{ وَلَاتَقْفُ مَالَيْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِکَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا }

(اور ایسی چیز کے پیچھے مت پڑو، جس کے بارے میں تمہیں خبر نہیں، یقینا کان، آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک کے بارے میں باز پرس ہونی ہے)

اسی طرح آیت کریمہ

{ يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ }

(اے ایمان والو! اگر کوئی غیر معتبر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کر لیا کرو کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر پہنچادو پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے)

اور حدیث شریف

[كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ماسمع]

(آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دیا کرے)

کے بموجب ایسی چیزوں میں "واٹس ایپ" کا استعمال درست نہ ہو گا۔

(۵)ایسے ہی اگر اس کا استعمال بے حیائی کے کاموں اور فحش چیزوں میں ہو رہا ہے تو

{ لَاتَقْرَبُوْا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَمِنْهَا وَمَابَطَنَ }

(اور بے حیائی کے کاموں کے پاس بھی نہ پھٹکو چاہے وہ بے حیائی کھلی ہوئی ہو یا چھپی ہوئی)

{ وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ }

(ظاہری اور باطنی ہر طرح کے گناہ چھوڑو)

جیسی آیتوں کے تحت داخل ہو کر ان برے کاموں میں بھی اس کا استعمال جائز نہیں ہو گا۔

(۶)اسی طرح اگر ملازمت وغیرہ کے اوقات میں انتظامیہ کی اجازت کے بغیر اس کا استعمال ہو رہا ہے، تو یہ خیانت اور سرقہ متصوَّر ہو گا اور آیت کریمہ

{ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا }

(یقینا اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حق دار تک پہنچاؤ)

اسی طرح

{ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ }

(یاد رکھو کہ اللہ بد عہدی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

کے تحت داخل ہوں گر ایسے اوقات میں بھی اس کا استعمال ممنوع ہو گا۔

(۷)اسی طرح اگر اس کے ذریعے کسی دوسرے کو ایسی غیر ضروری چیزیں بھیجی جارہی ہیں، جس سے مرسل الیہ (جس کے پاس وہ چیز بھیجی گئی ہے) کو تکلیف ہو رہی ہو، تو ایسی صورت میں بھی دوسروں کو تکلیف میں ڈالنے کا باعث ہونے کی وجہ سے ایسی چیزوں میں "واٹس ایپ" کا استعمال جائز نہیں ہو گا۔

(۸)ایسے ہی بہت سی لمبی لمبی اور فضول تحریریں، بے سروپا حکایات، ایمان وعقائد کو خراب کرنے والے بیانات ولٹریچر، فرضی ویڈیو وغیرہ بھی کثرت سے لوگ ایک دوسرے کو بھیجتے رہتے ہیں، اس میں بھی متعدد طریقے کی خرابی موجود ہے، مثلاً: ضیاع وقت، دوسروں کو تکلیف پہنچانا، دوسروں کے ایمان وعقیدے کے خراب ہونے کا سبب بننا وغیرہ، لہٰذا ایسے ناجائز امور میں بھی اس کا استعمال ممنوع ہو گا۔

غرض کہ وہ کام جو کسی بھی طرح شریعت مطہرہ کی حدود میں نہیں آسکتے اس میں اس کا استعمال جائز نہ ہو گا اور اگر "واٹس ایپ" کا استعمال دینی کاموں یا دنیاوی جائز کاموں میں ہے، تو بلاشبہ اس کا استعمال جائز اور درست ہو گا۔

☆☆☆☆

اقوال زریں

سنہرے اقوال

(ماہم خالد، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

- اِس دُنیا میں سب سے بڑی خیر مثبت سوچ ھے، اور دنیا کا سب سے بڑا شَر منفی سوچ ھے۔ یہی میری زندگی کی آخری دریافت ھے۔ (مولانا وَحیدُالّدین)
- ایسا مومن دوست تلاش کرو جو اللہ کی اطاعت میں تمہاری مدد کرے، تمہیں خیر پر ابھارے، شَر سے ڈرائے، تمہیں اس سے جب بھی پہنچے خیر ہی پہنچے۔" (مجموع الشیخ ربیع بن ھادي المدخلي:28)
- کچھ چیزیں بہت سی بیماریوں کا علاج ہیں، جیسے خوش ہونا اور اپنے چاہنے والوں سے ملنا۔ (الموجز في الطب لابن النفیس:69)
- مشہور ہونے کیلئے عمل نہ کرو، اپنی نیکیوں کو بھی ویسے ہی چھپاؤ؛ جیسے تم اپنی بُرائیوں کو چھپاتے ہو! (امام بشر بن حارث رحمہ اللہ، سیر أعلام النبلاء:10/476)
- امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دنیا کا سب سے بڑا منافع اپنے آپ کو ہر وقت اس چیز کے ساتھ مشغول رکھنا جو اس کے لئے آخرت میں زیادہ مناسب اور فائدہ مند ہو۔ (الفوائد 1/31)

☆☆☆☆

حکمت کی باتیں

انمول موتی

(سدرہ بخاری، بی ایس، سمسٹر ششم، مارننگ)

- آپ کو دماغ استعمال کرنا ہے، دماغ کو ضائع نہیں کرنا۔
- بے جا فکریں، چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جانا، جلدی ناراض ہونا، زیادہ غصہ کرنا، ہر وقت ناشکری کرنا یا اپنی نعمتوں کی قدر نہ کرنا دماغ کو نقصان پہچانا ہے۔ شکر گزاری دل، دماغ، روح ہر شے کو فائدہ پہنچاتی ہے۔
- دماغ کی قدر کریں، اسے بامقصد کاموں میں لگائیں۔

☆☆☆☆

باپ سراں دے تاج محمّد

(زویا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

اللہ تعالیٰ کے بعد انسان کی سب سے پہلی محبت والدین ہیں۔ والدین تو وہ ہیں جن کو پیار سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ باپ تو جنت کی کنجی ہوتے ہیں۔ بابا کی ہر چیز مقدس ہوتی ہے۔ ان کی قمیض سے آتی خوشبو؛ ان کا گھر میں داخل ہوتے ہی ان کا جوتا بیٹیوں کو تحفظ کا احساس دلاتا ہے۔ اولاد باپ کے رزق حلال کے لیے بہائے گیے ایک قطرے کا بھی حق ادا نہیں کر سکتی۔

یہ ایک باپ کی ہی اولاد سے محبت ہوتی ہے کہ ہمیشہ باپ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اس سے زیادہ ترقی کرے۔

ماں کی اولاد کے لیے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ مگر ایک باپ کی محبت بھی ماں سے کم نہیں ہوا کرتی، فرق صرف اتنا ہے کہ ایک باپ اولاد کے لیے محبت کو ظاہر نہیں کر پاتا جیسے اس کے دل میں ہوا کرتی ہے۔

اس لیے تو میاں محمد بخش کہتے ہیں

"باپ سراں دے تاج محمد"

☆☆☆☆

انسانیت

(نبیہا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

انسانیت ہی تو انسان کو انسان بناتی ہے اللہ نے انسان کو اشرف المخلوقات (افضل مخلوق) دنیا کی تمام تر مخلوقات سے برتر، بہترین، اعلی انسان کو کہا ہے انسان کے اندر احساس نہ ہو، دوسروں کا درد سن کر اسکی آنکھیں نم نہ ہوں یا پھر اسے دوسروں کی تکلیف مذاق لگنے لگے تب اس شخص میں انسانیت باقی نہیں رہتی۔

یہ بلندی کس کام کی کہ انسان چڑھے اور انسانیت اتر جائے؟

اللہ کے پاس تو بے شمار فرشتے اور ایسی مخلوقات ہیں جو دن رات اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں لیکن قرآن میں تو اللہ نے واضح طور پر کہا ہے اللہ اپنے حقوق تو معاف کر دے گا مگر بندوں کے حقوق اللہ معاف نہیں کرے گا جب تک وہ شخص آپ کو معاف نہ کر دے۔

کوشش کریں آپ کی وجہ سے کسی انسان کی دل آزاری نہ ہو، آپ کے ہاتھ کسی معصوم کی جان نہ لے لیں اور آپ کی وجہ سے کسی کو نقصان نہ ہو آپ کی زبان ہمیشہ حق کے لیے بولے اور لوگوں کے ساتھ ہمدردی کریں۔

جس انسان میں انسانیت نہ ہو وہ تو پھر جانور سے بھی بدتر ہے۔ عبادتیں اپنی جگہ مگر دل دکھا کر جنت نہیں ملتی۔

☆☆☆☆

شرم وحیا

(قرۃ العین، بی ایس سمسٹر ہفتم، مارننگ)

حیا کے لغوی معنی وقار اور سنجیدگی کے ہیں۔ امام راغب اصفہانی نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے "حیا وہ وصف ہے جس کی وجہ سے برا کام کرنے سے نفس میں تنگی محسوس ہوتی ہے"۔

قرآن کریم سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ حیا مرد و عورت دونوں کے لیے برابر حیثیت رکھتی ہے۔ تمام انبیاء کرام باحیا تھے اور حیا کو پسند کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ سے بھی میں شرم وحیا کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> حیاء اور ایمان آپس میں ملے ہوئے ہیں وہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہیں ہوتے جب جاتے ہیں تو دونوں ساتھ جاتے ہیں۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

> "حیا اور ایمان اکٹھے رہتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک اٹھ جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے"

حیا وہ عمدہ اخلاق ہے جو انسان کو برائیوں سے دور رکھتا ہے اور گناہوں سے بچاتا ہے۔ حیا ایسا وصف ہے جو صرف انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ اسلام مرد و عورت دونوں کو حیا اپنانے کی تلقین کرتا ہے۔ حیا انسان کو بے حیائی سے روکتی ہے اور جب انسان حیا کا دامن چھوڑ دے تو ہر قسم کے گناہ کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں حیا نہ رہے تو جو چاہے کرو"۔ اللہ تعالی سے دعا گو ہوں کہ وہ آپ کو اور مجھ کو توحید پر اور اتباع رسول پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆

کامیاب انسان کون ہے؟؟؟

(مبین اسحاق، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو صلاحیتوں سے نوازا ہے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی صلاحیت ضرور دی گئی ہے اب انسان پر ہے کہ وہ دوسروں کی صلاحیت و کامیابی کو دیکھ کر جلتا یا دکھی ہوتا ہے یا وہ اپنے اندر کی صلاحیت کو پہچانتا ہے، اور ایک کامیاب شخص بنتا ہے۔ افسوس ہمارے معاشرے میں یہ رواج بن چکا ہے کہ انسان خود کچھ نہیں کرتا بلکہ دوسروں کی کامیابی پر حسد کرنے لگتا اور اسی غم میں اپنی زندگی کے حسین لمحات کو ضائع کر دیتا ہے جن لمحات میں اسکو اپنی صلاحیتوں کو تلاش کرنا ہوتا ہے لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے اندر کی صلاحیت جلد تلاش کر لیتے ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اگر انسان آج اپنی سوچ کو بدل لے کہ جو کام دوسرا کر سکتا ہے وہ میں بھی کر سکتا ہوں کیونکہ وہ بھی میری طرح ایک عام انسان ہے تو اس طرح تمام انسان کامیابی کے راستے پر نکل پڑیں گے اور پھر ایک دن سب ان شاء اللہ کامیاب انسان بھی بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم بھی جلد اپنی صلاحیتوں کو جان لیں اور ان کا بہترین استعمال کر سکیں، اور اللہ ہم سب کی صلاحیتوں میں برکتیں عطا کرے آمین۔

☆☆☆☆

انسان کو اپنی لاعلمی پر افسوس ہو گا

(مبین اسحاق، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

قیامت کے دن جب اسکو کسی ایسے عمل کی جزا ملے گی جس کے بارے میں وہ دنیا میں لاعلم رہا کہ وہ جو کام کر رہا تھا وہ نیکی تھی وہ کہے گا کاش کہ مجھے اس کا علم ہوتا اور پھر میں حریص ہو کر اور کر لیتا، اسی طرح جب اسے کسی ایسے گناہ کے بارے میں ہو گا وہ خود پر افسوس کرے گا کہ کاش مجھے اس کے گناہ ہونے کا علم ہوتا تو رک جاتا۔

☆☆☆☆

نظمیں اور غزلیں

اللہ کارساز

(زویا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

یوں مایوس بیٹھے رہنے سے کیا ہو گا؟
معجزہ تو اللہ کے روبرو کھڑے ہونے سے ہو گا
یقین کا دعویٰ کرتے ہو تو یقین رکھو بھی
یہ سوچ کر کیوں گھبراتے ہو کہ آگے کیا ہو گا؟
جانتے ہو کیوں یہ بے چینی تمہیں ستاتی ہے؟
تم جلد باز ہو تمہاری جلد بازی تمہیں تھکاتی ہے
تم ہر بار نافرمانی کرتے ہو اللہ کے فیصلوں کی
مگر اُسی کی محبت ہر بار تمہیں بچاتی ہے
لیکن تم! تمہیں ہر حفاظت سزا ہی نظر آتی ہے
تم دیکھتے نہیں پر زندگی تمہیں ہر اک کی حقیقت دیکھاتی ہے
جس نے سنا ہے تمہیں ہر دفعہ، اُسکی بس ایک دفعہ سن لینے سے کیا ہو گا؟
کافی کر کے دیکھو اللہ کو! پھر تمہیں کچھ بھی نہیں چاہیئے ہو گا
اُس کی چاہ کو چاہو پھر وہی ملے گا جو تم نے چاہا ہو گا
تم راضی رکھو اُسے پھر وہی ہو گا جس پر تمہارا دل راضی ہو گا
سب کا سب تمہارا، جب تمہارا کارساز اللہ ہو گا

☆☆☆☆

تیری لذتون کی ہے اک سحر

(لبیقہ مبشر،بی ایس، سمسٹر سوم،مارننگ)

تیری لذتوں کی ہے اک سحر
تو گذر جائے جہاں سے
تجھے تخت ملے اک آرام دہ
تو اڑان بھرے اس زمان سے
دریاؤں کی گونجے ہر اک لہر
ہو آغاز طائروں کے بیان سے
وہ ملائم سی پوشاک اوڑھے ہوئے
تو لطف اٹھائے ہر اک جام سے
کیا سمجھا ہے موت ہے اتنی حسین
بس جلد فرار ہو اس خیال سے
تیاری پکڑ جب اس اعزاز کی
رہنا پھر تم اس گمان سے

☆☆☆☆

دفنایا جا رہا تھا

(عائدہ عرفان،بی ایس، سمسٹر ہشتم ،ایوننگ)

جب میری میت کو سجایا جا رہا تھا، گھر والوں کو میرے رونا آرہا تھا
جو دیکھتے تھے کبھی نفرت کی نگاہوں سے، آج ان کے بھی دل میں پیار آرہا تھا
کانپ اٹھی میری روح وہ منظر دیکھ کر، جہاں مجھے ہمیشہ کے لیے سلایا جا رہا تھا
محبت کی انتہا تھی جن دلوں میں میرے لیے، انہی کے ہاتھوں آج میں دفنایا جا رہا تھا

☆☆☆☆

میں باغی ہوں

(عازب علی، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

اس دور کے رسم رواجوں سے
ان تختوں سے ان تاجوں سے
جو ظلم کی کوکھ سے جنتے ہیں
انسانی خون سے پلتے ہیں
جو نفرت کی بنیادیں ہیں
اور خونی کھیت کی کھادیں ہیں
میں باغی ہوں، میں باغی ہوں
جو چاہے مجھ پر ظلم کرو
وہ جن کے ہونٹ کی جنبش سے
وہ جن کی آنکھ کی لرزش سے
قانون بدلتے رہتے ہیں
اور مجرم پلتے رہتے ہیں
ان چوروں کے سرداروں سے
انصاف کے پہرے داروں سے
میں باغی ہوں، میں باغی ہوں
جو چاہے مجھ پر ظلم کرو
جو عورت کو نچواتے ہیں
بازار کی جنس بناتے ہیں
پھر اس کی عصمت کے غم میں
تحریکیں بھی چلواتے ہیں
ان ظالم اور بدکاروں سے
بازار کے ان معماروں سے
میں باغی ہوں، میں باغی ہوں
جو چاہے مجھ پر ظلم کرو

جو قوم کے غم میں روتے ہیں
اور قوم کی دولت ڈھوتے ہیں
وہ محلوں میں جو رہتے ہیں
اور بات غریب کی کہتے ہیں
ان دھوکے باز لٹیروں سے
سرداروں سے وڈیروں سے
میں باغی ہوں، میں باغی ہوں
جو چاہے مجھ پر ظلم کرو
(ڈاکٹر خالد جاوید خان)

☆☆☆☆

خاموش رہنا سیکھو!

(انمول اشفاق، بی ایس، سمسٹر اول، مارننگ)

لوگوں کے طعنوں پر، مردوں کے فیصلوں پر چپ رہنا سیکھو
دنیا فانی ہے جاناں! یہاں صبر کرنا سیکھو
اگر محبت میں کامیابی کے طلبگار ہو تو
اہمیت دینا سیکھو، وفا کرنا سیکھو
مجھے علم ہے کہ بہت اذیت بھرا ہے بے وفائی کا روگ
مگر ہر پل ہر دم درد سہنا سیکھو
بہت سے لوگ پوشیدہ غم ہیں جاناں!
ان سے ہنسی کے پیچھے آنسو چھپانا سیکھو
تم بہت بہادر ہو اور کسی سے کم نہیں!
اس لیے خاموشی سے نظر انداز کرنا سیکھو
خاموشی وہ آگ ہے جو کچھ کہے بغیر
سب کچھ جلا کر رکھ دیتی ہے
اس لیے اگر کچھ سیکھنا ہے تو
خاموش رہنا سیکھو

☆☆☆☆

مٹی کے لوگ

(ایمان فاطمہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

مٹی کے لوگ
کیچڑ کی باتیں
افسوس بھرے دن
گناہ بھری راتیں
پارسائی کے لباس میں
پر ہوس ارادے
دکھاوے کی نیت
فسوں حال لبادے
جھوٹے ہیں وعدے
وفائیں بدنام
فحاشی ہے فخر
اور نیکی الزام
یہاں حوّا کی بیٹی
کے نت نئے انداز
روایتیں ہیں بدلی
ترقی جواز
ہے بدنامی کا چرچا
شرافت گمنام
دفن ہے سچائی
اور کذب سرعام
ہیں بڑے بڑے لوگ
اور چھوٹی چھوٹی ذاتیں
یہ ہیں مٹی کے لوگ
ان کی کیچڑ کی باتیں

حوّا کی بیٹی

(ام حبیبہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

اے ہوا کی بیٹی کہاں ہے تو
تیرے حسن کی زینت تو قرآن میں ہے
بازار کی گلیوں میں تیرے حسن کے چرچے
یہ چرچے نہیں فقط عزتوں کے جنازے
وہ تیرا نرم لہجہ، وہ تیرا ہلکا سا مسکرانا
تیری زندگی کی رنگینیوں میں روز کا آنا
تجھے گمراہی کی طرف لے جانا
تیرا روز کا بازاروں میں جانا
نہیں لائق تو ان بدنام نگاہوں کی
کبھی ضمیر سے تو پوچھ تیرا مرتبہ کیا ہے
جو روز تجھے بازاروں میں دکھانا ہے
تو مان یا نہ مان یہ تیرا گمراہی میں جانا ہے
وہ تیرا والدین کے ساتھ شدت سے محبت کرنا
وہ تیرا بے پردگی سے رک جانا ہی انھیں جہنم سے بچانا ہے
تو سیاہ چادر اوڑھ تو سہی بدن پر
خود ہی بدنام نگاہوں کا جھک جانا ہے

☆☆☆☆

غزل

(مریم شاہد، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

وعدہ حوروں پہ بھلائے ہوئے لوگ ہیں ہم
خاک بولیں گے کہ دفنائے ہوئے لوگ ہیں ہم
یوں ہر اک ظلم پہ دم سادھے کھڑے ہیں
جیسے دیوار میں چنوائے ہوئے لوگ ہیں ہم
اس کی ہر اک بات پہ لبیک بھلا کیوں نہ کہیں
زر کی جھنکار پہ بلوائے ہوئے لوگ ہیں ہم
جس کا جی چاہے وہ انگلی پہ نچا لیتا ہے
جیسے بازار سے منگوائے ہوئے لوگ ہیں ہم
ہنسی آئے بھی تو ہنستے ہوئے ڈر لگتا ہے
زندگی یوں تیرے زخمائے ہوئے لوگ ہیں ہم
آسماں اپنا، زمیں اپنی، نہ سانس اپنی تو پھر
جانے کس بات پہ اترائے ہوئے لوگ ہیں ہم
جس طرح چاہے بنالے ہمیں یہ وقت قتیل
درد کی آنچ پہ پگھلائے ہوئے لوگ ہیں ہم
(قتیل شفائی)

☆☆☆☆

غزل

(فروا اعجاز، بی ایس، سیشن 2016-20)

کون سے رنگ تم کو بھاتے ہیں؟
کیا جگنو تمھارے خواب سجانے آتے ہیں؟
کیا کوئی لڑکی تم پہ نظمیں کہتی ہے؟
کیا تمھیں اسے گیت سنانے آتے ہیں؟
لوگ پاگل ہوئے پھرتے ہیں محبت میں
کیا تمھیں ایسے پاگل منانے آتے ہیں؟
بس اک تم نے ہی میری خاموشی سنی
کیا تمھیں بھی چپ کے ساز بجانے آتے ہیں؟
ٹوٹے دل جڑتے ہیں تو رنگ بنتے ہیں کئی
کیا تمھیں وہ سنہری پر بنانے آتے ہیں؟

☆☆☆☆

غزل

(مریم شاہد، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

یہ محلوں یہ تختوں یہ تاجوں کی دنیا
یہ انساں کے دشمن سماجوں کی دنیا
یہ دولت کے بھوکے رواجوں کی دنیا

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

ہر اک جسم گھائل ہر اک روح پیاسی
نگاہوں میں الجھن دلوں میں اداسی
یہ دنیا ہے یا عالم بدحواسی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

یہاں اک کھلونا ہے انساں کی ہستی
یہ بستی ہے مردہ پرستوں کی بستی
یہاں پر تو جیون سے ہے موت سستی

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

جوانی بھٹکتی ہے بدکار بن کر
جواں جسم سجتے ہیں بازار بن کر
یہاں پیار ہوتا ہے بیوپار بن کر

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

یہ دنیا جہاں آدمی کچھ نہیں ہے
وفا کچھ نہیں دوستی کچھ نہیں ہے

جہاں پیار کی قدر ہی کچھ نہیں ہے

یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

جلا دو اسے پھونک ڈالو یہ دنیا
مرے سامنے سے ہٹا لو یہ دنیا
تمہاری ہے تم ہی سنبھالو یہ دنیا
یہ دنیا اگر مل بھی جائے تو کیا ہے؟

(ساحر لدھیانوی)

☆☆☆☆

محلے کی آنٹی دوسری آنٹی سے

(لبیقہ مبشر،بی ایس، سمسٹر سوم،مارننگ)

کوئی ہم سے بھی پوچھ لے
تو بیان کر ہی دیں ہم بھی
کہ کلام ہونے کو چاہیے
ذرا تم بھی ذرا ہم بھی
بات ایسے ہی نہیں ہو جائے گی
ہو گا بہت دنوں کا رابطہ
بات کر کے دیکھ لیجیے
ہے ذرا من بھی ذرا غم بھی
پیش کریں گے سب کچھ یا ذرا کم بھی
آئے گی ہماری ننھی تو بتا دینا
ضرورت تو نہیں تھی لیکن
ہو جائے جو ذرا ٹھنڈا بھی ذرا گرم بھی
ہم جب کبھی بھی ملیں
بات ہو گی پھر سب کی
پر حرف آخر تو مان لیجئے
یہ ذرا مٹی پاؤ ذرا سانوں کی

☆☆☆☆

خوبصورتی کا چہرے اور رنگ سے کیا تعلق ہے؟

(نبیہا مقصود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

میں نے خوبصورتی مسکراہٹ میں دیکھی ہے
لہجے کی مٹھاس میں دیکھی ہے
سکون دینے والے چند الفاظ میں دیکھی ہے
سسکنے والے کے قہقہے میں دیکھی ہے
خلوصِ دل سے ہاتھ تھامنے میں دیکھی ہے
خاموشی سے محبت کرنے والے جذبات میں دیکھی ہے
غلطی کے بعد معاف کرنے میں دیکھی ہے
عورت کے صبر میں دیکھی ہے
اور مرد کو کرب کے لمحات میں روتے ہوئے نماز پڑھنے میں دیکھی ہے
حالات اور خیالات بدصورت ہوسکتے ہیں
مگر
میں نے کبھی کسی انسان کو اپنی زندگی میں بدصورت نہیں پایا
خواہ وہ مرد ہو یا عورت

☆☆☆☆

خواب

(عارفہ تبسم، ایم-اے، سمسٹر چہارم، ایوننگ)

زندگی کی راہ میں
وقت کی نگاہ میں
جتنے بھی مسافر ہیں
آنے جانے والے ہیں
اس حسین رستے میں
عارضی اندھیرا ہے
خوشنما سویرا بھی
مستقل نہیں رہتا
خوشیاں آنی جانی ہیں
حسن و شباب بھی
دلنشیں کہانی ہیں
دھوپ بھی تو مستی میں
مستقل نہیں رہتی
زندگی کی بستی میں
چھاؤں بھی ٹھہرتی ہے
بارشیں بھی موسم کی
وقت پر برستی ہیں
یوں تو گل بھی کھلتے ہیں
خار بھی ابھرتے ہیں
اپنے اپنے وقت پر
اپنے اپنے عہد میں
ہاں مگر۔۔۔۔۔
زندگی کے سفر میں
ایک بحر ایسا ہے

جس کے ہر کنارے پر
موج کا بسیرا ہے
بحر ہے تسلط کا
خواب کے تسلط کا
خواب رات کا جگنو
دن کا استعارہ ہیں
رنگ روپ آنکھوں کا
امید ہیں، سہارا ہیں
دھندلکے میں اک کرن
بحر کا کنارہ ہیں
وقت کی زمانے کی
قید میں نہیں رہتے
عمر کے تسلسل میں
خواب ہی مسلسل ہیں
زندگی کے سفر پہ
آدمی ہمیشہ سے
ننگے پاؤں آتا ہے
ننگے پاؤں جاتا ہے
ہاں مگر وراثت میں
خواب چھوڑ جاتا ہے
کیوں کہ ---
خواب آرزو ہیں اور
خواب کے تسلسل سے
زندگی مسلسل ہے

☆☆☆☆

مزاحیہ شاعری

(عائشہ محمود، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

پے پر کے دوان پڑھنے والوں سے کبھی ہم بھی پڑھا کرتے تھے
جتنا سلیبس پڑھ کر وہ ٹاپ کرتے ہیں اتنا تو ہم چوائس پر چھوڑ دیا کرتے تھے
نگاہیں آج بھی اُس شخص کو تکتی ہیں فراز
جس نے کہا تھا میٹرک کر لو آگے پڑھائی بڑی آسان ہے
وہ میری ڈائری پڑھ کر رو پڑی اور میرے پاس آ کر کہا
تختی لکھا کر کتنی گندی لکھائی ہے تیری
میں نے سیکھا ہے ریاضی کے اصولوں سے
جو نا ممکن ہو اُسے فرض کر لیا جائے
کل رات کتاب میری طرف دیکھتی رہی
اور نیند مجھے اپنی طرف کھینچتی رہی
نیند کا جھونکا میرا من موہ گیا
اور کل رات پھر ایک ہونہار سٹوڈنٹ بنا پڑھے سو گیا

مضمون نگاری

الہامی مذاہب میں ارض مقدس کی اہمیت

(محمد حمزہ، بی ایس، سمسٹر ہفتم)

مسجد اقصیٰ جس جگہ موجود اس کو ارض مقدس کہا جاتا ہے۔ اور زمین کا یہ حصہ سامی ادیان یعنی یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں کے لیے ایک مقدس جگہ ہے۔

یہودیت میں ارض مقدس کی اہمیت :

یہودی ارض مقدس کو ارض موعود کہتے ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ خدا نے ان کے لیے ارض مقدس مختص کر دی ہے یہی وہ سرزمین ہے جس میں ان کو داخل ہونے کا حکم ہوا تھا لیکن کیونکہ اس میں ایک طاقتور قوم آباد تھی اس لیے انہوں نے ان سے جنگ نہ کر کے اس کو اپنے اوپر چالیس سال تک کے لیے حرام کروالیا یہ ان پر اس لیے حرام کی گئی تھی کیونکہ انہوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی تھی اور لڑائی کرنے سے انکار کیا تھا حالانکہ ان سے اس کا وعدہ کیا گیا تھا کہ تم ان سے جنگ کر کے یہ شہر فتح کر لو گے۔ آج جس جگہ مسجد اقصیٰ واقع ہے وہاں یہودی دعویٰ کرتے ہیں کہ کبھی اس جگہ ہیکل سلیمانی کا وجود تھا۔ ان کے اس ہیکل کو شاہ بابل جس کا نام بخت نصر تھا نے چھٹی صدی قبل مسیح میں مسمار کر دیا تھا اور ان کو قیدی بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا۔

یہودیوں کی ایک مذہبی کتاب تلمود جو کہ تورات کی شرح ہے میں بھی ان کے اس ہیکل کے بارے میں غیر معمولی اور مبالغہ آمیز معلومات ہیں۔ یہودیوں کے ہاں سرزمین مقدس کی حیثیت فرائض اور ارکان کے درجے کی ہے ان کے نزدیک ہر یہودی پر لازم ہے کہ وہ ارض مقدس میں آکر آباد ہو اور ان کے ہاں یہ واجب تمام واجبات سے مقدس اور مقدم ہے اسی وجہ سے دنیا بھر کے یہودی اس ارض مقدس پر اپنا حق جتاتے اور دنیا کے مختلف حصوں سے آکر یہاں آباد ہو رہے ہیں۔

عیسائیت میں ارض مقدس کی اہمیت:

عیسائیوں کے نزدیک ارض مقدس کی بڑی اہمیت ہے جس طرح یہودی اپنے مسیحا کے منتظر ہیں اسی طرح عیسائی بھی مسیح موعود کے انتظار میں ہیں۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے مسیح اس وقت تک ظہور پذیر نہیں ہوں گے جب تک تمام یہودی ارض مقدس میں آکر آباد نہیں ہو جاتے اور ان کا مسیحا نمودار نہیں ہوتا کیونکہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جب یہودی ارض مقدس میں آکر آباد ہو جائیں گے اور اپنا ہیکل سلیمانی تعمیر کر لیں گے تو ان کا مسیحا نمودار ہو گا جو کہ زمین میں فساد برپا کرے گا تو اس کو روکنے کے لیے مسیح موعود کا ظہور ہو گا اور وہ اس کا خاتمہ کریں گے اور عیسائیت کو پھیلائیں گے۔

مسجد اقصیٰ سے تھوڑے فاصلے پر عیسائیوں کے سب سے بڑے کلیسا میں ہر روز شام کے وقت شمعیں اٹھائے قطار در قطار پادری حضرت عیسیٰؑ کی یاد مناتے ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ارض مقدس لوگوں کو خدا کے قریب کرتی ہے۔ ارض مقدس میں عیسائیوں کا سب سے بڑا گرجا گھر ہے اس گرجا گھر کو تمام گرجا گھروں کی ماں کہا جاتا ہے ان کا اس بارے میں کہنا کہ یہ وہ ہی جگہ ہے جہاں حضرت مسیحؑ کو سولی دی گئی تھی۔

اسلام میں ارض مقدس کی اہمیت:

ارض مقدس کی بزرگی اور تقدس مسلمانوں کے نزدیک دو وجوہات کی بناپر ہے۔ ایک تو یہ انبیاء کی سرزمین ہے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوبؑ کے علاوہ دیگر کئی انبیاء اسی سرزمین پر آئے۔ جبکہ دوسری وجہ اس میں موجود بیت المقدس ہے قرآن میں بیت المقدس کے لیے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ مسجد اقصی ہے۔ جس سے مراد مفسرین بیت المقدس لیتے ہیں۔ بیت المقدس کو مسجد اقصی کہنے کی وجہ کیا ہے؟ اسکی تفسیر میں جناب محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں بیت المقدس کو مسجد اقصیٰ اس لیے کہتے ہیں کہ اقصیٰ کے معنی دور تر کے ہیں اور مسجد بیت المقدس خانہ کعبہ سے بہت دور واقع ہے۔ اور زمانہ وحی میں مسجد حرام اور مسجد اقصی کے علاوہ روئے زمین پر اور کوئی مسجد نہ تھی۔

مسلمان کیونکہ ہر پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں اس لیے وہ انبیاء کی اس پاک سرزمین کا بھی احترام کرتے ہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس سرزمین کو برکت والی زمین کہا ہے قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس ارض مقدس کا ذکر ہوا ہے اور اس کو کئی ناموں سے پکارا گیا ہے جیسے ایک جگہ اسے قریہ کے نام سے پکارا گیا ہے اور ایک جگہ اسے ارض مقدس کہا گیا ہے۔ مسلمانوں کی ارض مقدس سے عقیدت اس میں موجود ان کا قبلہ اول ہے اور یہی وہ ارض مقدس ہے جہاں سے مسلمانوں کے نبی ﷺ نے آسمانوں کی طرف اپنے سفر کا آغاز کیا تھا سو مسلمان بھی اس مقدس سرزمین کے ساتھ گہری عقیدت ومحبت اور وابستگی کا اظہار کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی بیت المقدس کی طرف سفر کرنے کو باعث ثواب کہا ہے اور اس کی طرف سفر کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔

☆☆☆☆

انسان اور ابلیس کے درمیان مکالمہ

(اقرا ظفر، ایم فل، سمیسٹر سوم)

(مذہبی اور ایماندار شخص جو کہ مہنگائی کی وجہ سے تنگ دست ہے اور گھر کے حالات کی وجہ سے پریشان اپنی سوچوں میں گم تھا کہ ابلیس آ جاتا ہے)

ابلیس: اے انسان! تم کیوں پریشان ہو، میرے پاس تمہاری پریشانی کا حل ہے۔

انسان: وہ کیا؟

ابلیس: دوسرے سب لوگوں کی طرح تو بھی رشوت لے اور ایمانداری کو چھوڑ دے، تیرے حالات خود بخود بہتر ہو جائیں گے۔

انسان: نہیں، میں ایسا نہیں کروں گا۔

ابلیس: تو نے ایمانداری اور حلال کی کمائی سے اپنے بیوی بچوں کو کیا دیا ہے؟ غربت، تنگی اور پریشانی؟

انسان: مجھے فخر ہے کہ میں نے اپنے بچوں کو حرام کا ایک لقمہ تک نہیں دیا۔

ابلیس: اس حلال کے لقمے کا کیا فائدہ جس سے تم اپنے بچوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں دے سکتے؟

انسان: اگر میں انہیں حرام کھلاتا تو یہ خدا کی یاد سے غافل ہو جاتے۔

ابلیس: میں نے تو سب کچھ کھو دیا ہے مگر تو نے کیا پایا ہے؟

انسان: میں نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور خوشنودی پالی ہے۔

ابلیس: وہ کیسے؟

انسان: اے بدنصیب شیطان! اس دنیا کے غم اور پریشانیاں تو وقتی ہیں، ہم مسلمانوں نے تو اپنی آخرت سنوار لی ہے۔

ابلیس: آخرت کی آخرت میں دیکھی جائے گی۔ اس زندگی میں تو عیش کر لے۔ کیوں اپنے بچوں کو پریشان کر رکھا ہے؟

انسان یہ پریشانی نہیں ہے یہ تو رب کی طرف سے اپنے نیک بندوں کا امتحان ہے۔

ابلیس: انسان! تیرا یہ امتحان کچھ زیادہ نہیں؟

انسان: ہم تیری طرح نہیں ہیں جو رب کریم کے امتحان پر پورا نہ اتر سکیں۔

ابلیس: میں تو تمہارے فائدے کی بات کر رہا تھا۔

انسان: ہمیں ایسا فائدہ نہیں چاہیے جو ہمیں گمراہی کی طرف لے کر جائے۔

ابلیس: تو پھر تم یوں ہی اپنے بیوی بچوں کو بھوکا مار دو گے؟ ان پر کچھ تو رحم کرو۔

انسان جو کچھ بھی ہو جائے میں صراط مستقیم سے نہیں ہٹ سکتا اور اپنے رب کو ناراض نہیں کر سکتا۔

☆☆☆☆

مایوسی کفر ہے جاناں

(رواحہ عالیہ، ایم اے، 20-22)

مایوسی ایک ایسا ناسور ہے جو ہمارے معاشرے میں مسلسل بڑھتا چلا جارہا ہے۔ یہ ایک ایسا احساس ہے جس سے تقریباً ہم سب ہی گزرتے ہیں لیکن نوجوان طبقہ اس کا سب سے زیادہ شکار ہے۔ اس بات سے بالاتر کہ وہ کس طبقے، قوم، یا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ وہ معاشرے میں بدنامی کے خوف سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔

اسلام صرف ایک مذہب نہیں ہے بلکہ زندگی گزارنے کا ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جو ہماری ہر مسئلے پر مکمل رہنمائی کرتا ہے۔ اس کالم میں ہم جانیں گے مایوسی کیا ہے؟ کیوں ہوتی ہے؟ اور اس کا علاج کیسے ممکن ہے؟

مایوسی کیا ہے؟

ایک ایسا احساس جس سے انسان کے اندر کچھ بھی بہتر ہونے کی امید ختم ہو جائے۔ اور وہ اندھیرے جس کی لپیٹ میں وہ ہے وہ اسے دائمی نظر آئیں۔

مایوسی کی وجوہات

اس کی بے شمار وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن بنیادی وجوہات ہیں:

- رب کی پہچان کا نہ ہونا
- خود شناسی کا نہ ہونا
- جلد باز ہونا
- مثبت سوچ کا نہ ہونا
- خود کو بدلنے کی خواہش کا نہ ہونا
- اچھی صحبت کا نہ ہونا
- اپنی ذات یا حالات کا دوسروں سے موازنہ کرنا

اب چلتے ہیں علاج کی جانب

- سب سے پہلے اپنے رب کو جانیں۔ جتنا آپ اپنے رب کو، اس کے ناموں کو، اس کی صفات کو جانیں گے اتنا ہی آپ کی امید میں اضافہ ہو گا۔ مایوسی کفر ہی اس لیے ہے کہ ہم اپنے مسئلے کو اپنے رب سے بھی بڑا تصور کر کے اس کی طاقت اور موجودگی کا انکار کر دیتے ہیں۔ اسی لیے اسے کفر کہا گیا ہے۔

1۔ یہاں رک کر ایک کاپی پنسل پکڑیں اور اس سوال کا جواب لکھیں کہ میرا اللہ کون ہے؟ کم سے کم 5 جملے لکھیں۔ اور اگر آپ نہ لکھ سکیں تو پہلا کام یہ کریں کی انٹرنیٹ پر جا کر Allah in Quran لکھیں اور ان تمام آیات کا مطالعہ کریں۔

2۔ قرآن پاک میں موجود اللہ کے تمام ناموں کا تفصیلی مطالعہ کریں۔

رب کو جاننے کے 3 ذرائع ہیں۔

- قرآن مجید
- اسماء الحسنیٰ وصفات
- احادیث نبویہ

جب اپنے رب کو جان جائیں گے تو مایوسی کے اندھیرے چھٹنے لگیں گے۔ اور آپ مشکلات سے نمٹنے کیلئے اپنے اندر کافی حوصلہ پائیں گے۔

صبح وشام کے اذکار کی پابندی کریں۔

اپنے حلقہ احباب میں مخلص اور دینی ساتھی رکھیں۔

شکر گزاری اختیار کریں۔

1۔اپنے پاس موجود نعمتوں کی فہرست بنائیں اور اسے کمرے یا فریج پر آویزاں کریں تاکہ وہ آپ کی یادہانی کروائے کہ ایک نعمت نہیں ہے یا لے لی گئی ہے تو کیا ہوا ایمان تو ہے نا

2۔ کسی بھی ہسپتال یا Old Homes کا دورہ کریں ان لوگوں سے جا کر ملیں تاکہ آپ کو احساس ہو کہ کتنی نعمتیں ہیں آپ کے پاس۔

خدمت خلق کریں۔

کوئی نیا مشغلہ اپنائیں جیسے کہ باغبانی، درس و تدریس، بیکنگ، پینٹنگ وغیرہ

سب سے اہم اور آخری بات دعا کریں۔ پھر آپ دیکھیں گے سب سے بہترین دوست اور ساتھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود کہتے ہیں:

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا (النساء:6)

دراصل حساب لینے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيرًا (النساء:45)

اور اللہ تعالیٰ ہی کافی دوست ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کافی مددگار ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا (النساء:79)

اور اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔

وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (النساء:81)

اللہ تعالیٰ کافی کارساز ہے۔

اگر ہم غور کریں تو دیکھیں گے کہ جب انسان توکل اور امید کے ساتھ دعا کرتا ہے تو معجزے رونما ہوتے ہیں اور وہ کچھ ہوتا ہے جس کا انسان کو گمان بھی نہیں ہوتا جیسے کہ

- ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔
- نوح علیہ السلام کے لیے کشتی حفاظت کا ذریعہ بنائی گئی۔

- موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر کے اندر راستے بنائے گئے۔
- یونس علیہ السلام کو حوت کے پیٹ سے صحیح سلامت نکال کر زندگی عطا کی گئی۔
- زکریا علیہ السلام کے گھر بڑھاپے میں اولاد ہوئی۔
- یوسف علیہ السلام کو قیدی سے مصر کا بادشاہ بنایا گیا۔
- مریم علیہ السلام کو بن باپ کے بیٹا دیا۔
- ایوب علیہ السلام کے لیے سونے کی بارش ہوئی۔
- عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو غار ثور میں دشمنوں سے محفوظ رکھا۔
- یہ سب معجزے رب پر ایمان، توکل، امید اور دعا سے رونما ہوتے ہیں۔

یاد رکھیں مشکلات زندگی کا حصہ ہیں۔ انہیں صبر، حوصلے، اور امید کے ساتھ گزاریں۔ زندگی خوشی اور غم کا نام ہے نہ تو یہ دنیا دائمی ہے اور نہ ہی اس کی خوشیاں اور غم دائمی ہیں۔ بس اس جنت کا انتظار کریں جہاں خوشیاں ہی خوشیاں ہیں اور وہ دائمی ہیں۔

☆☆☆☆

ویلنٹائن ڈے اسلام میں

(نامعلوم)

تعارف

مغربی تہذیب نے بہت سے بے ہودہ رسومات و خرافات کو جنم دیا اور بد تہذیبی اور بد کرداری کے نئے طریقوں کو ایجاد کیا جس کی لپیٹ میں اس وقت پوری دنیا ہے اور بطور خاص مسلم معاشرہ اس فتنے کا شکار ہوتا جارہا ہے ہے۔ مختلف عنوانات سے دنوں کو منانے اور اس میں رنگ رلیاں منانے کے کلچر کو فروغ دینا شروع کیا اور اس کی آڑ میں بہت سی خرافات، روایات، بداخلاقی اور بے حیائی کو پھیلانے لگے چنانچہ ان میں سے 14 فروری کی تاریخ ہے جس کو یوم محبت یا ویلنٹائن ڈے کہتے ہیں اور اسے پیار کا دن کہہ کر منایا جاتا ہے۔ تمام حدود کو پامال کر کے بے حیائی اور بے شرمی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور تہذیب و شرافت کے خلاف کاموں کو انجام دیا جاتا ہے۔ ناجائز طور پر اظہار محبت کے لئے اس دن کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ چند سال قبل یہ لعنت اس درجے ہمارے معاشرے میں عام نہیں تھی لیکن اب رفتہ رفتہ نوجوان طبقہ جیسے یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلبہ اور طالبات کی اس میں دلچسپی بڑھتی جارہی ہے گویا یہ دن ان کے لئے دیگر تمام دنوں سے زیادہ اہمیت کا حامل بن گیا کیونکہ اس دن وہ اپنی آرزو کی تکمیل اور اپنے جذبات کا اظہار کر سکتی ہیں جبکہ شرعی اور اخلاقی ہی نہیں معاشرتی اعتبار سے اس کی بہت ساری خرابیاں اور مفاسد ہیں لیکن سب کچھ بھلا کر اس دن کو منانے کی فکر میں اضافہ ہی ہوتا رہا ہے۔

ویلنٹائن ڈے کی حقیقت:

جہاں تک والنٹائن ڈے کا تعلق ہے اس کی مختلف روایات ہیں لیکن سب سے مشہور یہ ہے کہ رومن بادشاہ چاہتا تھا کہ اس کے پاس اس ایک بڑی فوج ہو لیکن زیادہ تر لوگ اپنا گھر بار نہیں چھوڑنا چاہتے تھے اس لیے بادشاہ نے سپاہیوں کی شادی پر پابندی لگادی اس فرمان کے باوجود عید مہندی ڈیزائن محتاجی چرچ کے پادری نے خفیہ طور پر شادی کرائی جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس کو جیل میں ڈال دیا جائے ایک دن جیل کے محافظ نے اپنی بیٹی کو اس سے ملنے کو کہا چنانچہ سینٹ این کو جگر کی لڑکی سے محبت ہو گئی اور کہا جاتا ہے کہ 14 فروری کو سزائے موت دی گئی تو اس دن کو روم میں "محبت کرنے والوں کے تہوار" کے طور پر منایا جاتا ہے. واقعہ بہر حال جو بھی ہوا ہوا اور جس مقصد کے لئے بھی ہو اس کا آغاز کیا گیا لیکن آج اس رسم بد نے ایک طوفان بے حیائی برپا کر دیا ہے۔ عفت و عصمت کی عظمت اور رشتہ نکاح کے تقدس کو پامال کر دیا۔ نوجوان ان لڑکوں اور لڑکیوں میں آزادی اور بے باکی کو پیدا کیا گیا اور معاشرے کو گندا کرنے اور اخلاقی تعلیمات اور جنسی بے راہ روی کو فروغ دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کی وجہ سے بہت شرمناک واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے نے پاکیزہ معاشرے کو بری طرح متاثر کیا ہے اور بڑی بے دردی کے ساتھ امن کو داغدار کیا ہے، اخلاقی قدروں کو تہس نہس کیا ہے اور رشتوں اور تعلقات میں احترام اور انسانی تمام چیزوں کو پامال کر دیا ہے۔ لال گلاب اور سرخ رنگ اس کی خاص علامت ہے۔ پھول کی تقسیم اور اس موقع پر ویلنٹائن کارڈ کا تبادلہ بھی اظہار محبت کی علامت سمجھا جاتا ہے ہے بڑے پیمانے پر اس کی تجارت ہوتی ہے۔ یہ لوگوں کے لئے ایک مستقل تفریح کا سامان بن گیا ہے۔

ویلنٹائن ڈے کی جھوٹی محبت کا انجام کیا ہوتا ہے اور اس سے زندگیوں پڑ بہت اثر پڑتا ہے۔ عشق کا بھوت بالآخر نفرت میں بدل جاتا ہے۔ عشق کی خاطر بہن نے بھائی کا قتل کر دیا، محبوبہ محبوب سمیت حوالات میں بند، محبت کی ناکامی پر دو بھائیوں نے خودکشی کرنے وغیرہ وغیرہ نام نہاد محبت کی بناپر معاشرتی المیہ بنی ہے۔ روز اخبارات کی زینت بنتی جارہی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر:

سب سے پہلے آپ یہ سمجھ لیں کے یہ تو خالص عیسائی تہوار ہے ہے جس میں بے حیائی اور فحاشی کی ہر حد پار کر دی جاتی ہے جب کہ اسلام ایک پاکیزہ اور حیات فروغ دینے والا مذہب ہے جس کی فطرت میں حیا اور پاکدامنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ یہ ہر گز اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک ہر دین کی خاص خصلت ہوتی ہے اور اسلام کی وہ خاص خصلت حیا ہے۔

تو ایسا مذہب بے حیائی کو کیسے فروغ دے سکتا ہے اسلامی تہذیب و تمدن و ثقافت میں خوشیاں منانا بھی عبادات کا اولین حصہ ہے خوشیوں کا اہتمام کرنا خود خوش رہنا اور دوسروں کو بھی خوش رکھنا ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت و عقیدت رکھنا یہ اسلام کی بنیادی تعلیمات رہی ہیں جس سے کسی باشعور انسان کو انکار نہیں ہے لیکن اس کے برعکس محبت اور عقیدت کو پروان چڑھانے کے لئے ایک دن مقرر کر لینا یہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔ بدعات اور خرافات کی بہت سی شکلیں ہیں جس کی مخالفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چودہ سو سال پہلے کر دی کہ وہ ہم میں سے نہیں یعنی وہ ہمارے طریقے سے چلنے والا نہیں ہے

اسلامی معاشرے کی روایات ہیں کہ رب کی کی غیرت کو بھی یہ گوارا نہیں کہ راہ چلتی عورت کے قدموں کی آہٹ بھی کسی غیر محرم کے کانوں تک جائے اور ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں کہ جس کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھایا جائے تاکہ میرے کپڑۂ کفن پر بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ اللہ تعالی ہمیں اس ناسور سے بچائے اور اس دن کو یوم حیا کے طور پر منایا اور دینی اہمیت اور محبت کی ترغیب سے شادی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں روزہ ہوں

(ایمان فاطمہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

میں روزہ ہوں۔۔۔رب رحمن کا تحفہ۔۔۔اس نے مجھے تقوی کے خوبصورت لبادے میں لپیٹ کر اوپر صبر کا لیبل لگائے "مسلمان" کو عنایت کیا۔ مسلمان نے اپنے نام کی لاج رکھتے ہوئے مجھے "فرمانبرداری" سے قبول کر لیا۔ وہ رحمن کا زیر بار ہے۔ رحمن اس کا مالک ہے۔ وہ اسے انکار نہیں کر سکا۔ اس نے مجھے رکھ لیا۔ میں صبر کے لیبل اور تقوی کے لبادے میں پڑا رہا۔ مہکتا رہا۔ لیکن مسلمان میری "مہک" سے لاعلم تھا، کستوری سے زیادہ معطر اور تیز مہک۔۔۔۔

قسم ہے اس رحمن کی جو انسان کا مالک ہے۔ اگر وہ اس مہک کو محسوس کر لیتا تو مجھ جیسے بیش قیمت تحفے کو رحمن کا ایک اور احسان گردانتا لیکن آہ! وہ لاعلم رہا۔ رحمن اس سے محبت کرتا ہے۔ لیکن آہ! وہ رحمن کی محبت کی قدر نہیں کرتا۔

میں بھی رحمن کی ایک رحمت تھا لیکن مجھ تک رسائی سے پہلے اسے صبر اور تقوی کی تہوں سے گزرنا تھا۔

مسلمان نے تقوی کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ دیا۔ کھانے پینے سے ہاتھ روک دیا۔ اور مسلمان اس آزمائش پر پورا اترا۔ کیا ہوا جو اس کے ماتھے پر بل آ گئے۔ طبیعت میں بیزاری ہلکورے لینے لگی۔ لیکن وہ کھانے پینے سے دور رہا۔ رحمن اس کا مالک تھا۔ اسے دکھانا تھا کہ وہ اس کا فرمانبردار ہے۔

رفتہ رفتہ اسے بھوک ستانے لگی۔ اسکا حلق سوکھنے لگا۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد گھڑی دیکھتا۔ وقت گزرنا محال تھا۔ اس نے "ٹی۔وی" آن کر لیا۔ رنگین پردہ حرکت کرنے لگا۔ اس کا دل بہلنے لگا۔ مسلمان کو لگا کہ گھڑی کی سوئیاں متحرک ہو گئی ہیں۔ لیکن آہ! میرے نازک جسم میں چرکا لگا۔ مسلمان کی آنکھوں اور کانوں کا روزہ ٹوٹ چکا تھا۔ کچھ لمحے خاموشی سے گزر گئے۔ سامنے چلنے والا پردہ پسِ منظر میں چلا گیا۔ اور بھوک پیاس کالے نقطوں کی صورت اس کی آنکھوں کے سامنے ناچنے لگے۔ ابھی چار گھنٹے باقی تھے۔ اس کے ماتھے پر ایک بار پھر شکنوں کا جال بننے لگا۔ مسلمان خود پر قابو پانے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اچانک بجلی چلی گئی۔ گرم دن، کمرے کا حبس زدہ ماحول اور پسینہ ایسے جیسے ابھی انسان غسل کر کے نکلا ہو۔ اس نے بے اختیار واپڈا والوں کو گالی دی۔ آہ! میرے جسم میں ایک اور چرکا لگا۔ اس کی زبان کا روزہ بھی ٹوٹ گیا۔

مسلمان گھر کے صحن میں چکر لگا رہا تھا۔ روزہ کھلنے میں ایک گھنٹہ باقی تھا۔ پچھلے چودہ گھنٹوں میں اس کے معدے میں خوراک کے نام پہ ایک دانہ بھی نہیں گیا تھا۔ مسلمان کو اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ تین وقت کا کھانا کتنی بڑی نعمت ہے۔

مسلمان ایک بار پھر وقت دیکھنے کے لیے گھر کے اندرونی حصے کی طرف چل پڑا۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے دیکھا کہ اس کا بھائی سکول کا کام کر رہا ہے۔ وہ اس کے ہاتھ میں موجود پین دیکھ کر چونک گیا۔ "یہ پین تم نے کس سے پوچھ کر لیا؟" مسلمان چلایا "بھائی۔۔۔ وہ۔۔۔ میں۔۔۔ وہ آپکے۔۔۔ بھائی۔۔۔" ڈر کے مارے بچے کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ مسلمان غصے سے بے قابو ہو کر آگے بڑھتا ہے اور چٹاخ کی آواز کے ساتھ پانچ انگلیوں کے نشان بچے کے رخسار پر ثبت ہو جاتے ہیں۔ آہ دیوانے کو کیا خبر کہ اس کے ہاتھ کا روزہ بھی ٹوٹ چکا ہے۔

خوشنما لبادے میں موجود میری جسم سے درد بھری آہ نکلی۔ نہ آنکھ کا روزہ رہا، نہ کان، نہ زبان، اور نہ ہی ہاتھ کا۔۔۔۔ لیکن مسلمان ان سب سے بے خبر "بے روح روزہ" افطار کر رہا تھا۔ مسجد کے اسپیکرز بیدار ہوئے۔ مؤذن نے ابھی "اللہ" ہی کہا تھا کہ مسلمان نے جھٹ کھجور منہ ڈالنے کے بعد پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔

☆☆☆☆

کیا اصلاح کے لیے سزا ضروری ہے؟

(خنسہ عفیفہ، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

سزا کے سلسلے میں عموماً تین تصورات پائے جاتے ہیں۔ بعض لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ بچے کی اصلاح کے لیے سزا بہت ضروری ہے۔ اس خیال کے حامی بعض اوقات سخت سزا کو بھی ناگزیر سمجھتے ہیں۔ بعض ماہرین تعلیم بچے کے لیے سزا کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ مضر سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں بچہ سزا سے سدھرنے کے بجائے بگاڑ کی طرف مائل ہوتا ہے۔ اگر وقتی طور پر سزا سے بچے میں اصلاح و تبدیلی نظر بھی آئے تو وہ اسے عارضی و وقتی خیال کرتے ہیں جس کی تہہ میں بغاوت ورد عمل کے ناخوشگوار احساسات مخفی ہوتے ہیں جو مستقبل میں خطرناک نتائج کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

ان دونوں تصورات سے مختلف تیسرا یہ ہے کہ بچے کی اصلاح شفقت و محبت سے کی جائے۔ ناگزیر صورتوں میں ہلکی سی سزا بھی دی جاسکتی ہے مگر سزا کے فوراً بعد حسن سلوک سے اس کی تلافی کر دی جائے۔ بچے کو اتنا پیار دیا جائے کہ اس کے دل میں پھر کوئی میل باقی نہ رہے۔ اسلامی نظام تربیت کی روح بھی یہی تقاضا کرتی ہے۔ اسلام کا نظام تعزیرات اگرچہ بچوں پر نافذ نہیں ہوتا مگر اس سے اتنی بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ سزا کا بہر حال ایک مقام ہے اور اس کی قطعاً نفی کر دینا قانون فطرت کے خلاف ہے۔ البتہ سزا کا نمبر اس وقت آتا ہے جب اصلاح کی تمام انسانی کوششیں ناکام ہوتی نظر آئیں۔

سزا دینے سے متعلق دو انتہائیں:

بچے کو سخت سزا دینا یا بات بات پر سزا دینا اگر ایک انتہا ہے تو سرے سے سزا کا انکار کر دینا اور آخری درجے میں بھی ہلکی پھلکی سزا کو مضر سمجھنا بھی ایک دوسری انتہا ہے۔ اعتدال و توازن کی راہ یہی ہے کہ بچے کی اصلاح و تربیت محبت و شفقت ہی سے کی جائے البتہ آخری درجے میں ہلکی پھلکی سزا بھی دی جاسکتی ہے مگر یہ سزا بھی پیار کے جذبات سے سرشاری کے عالم میں دی جائے اور جتنی جلد ممکن ہو اس کی تلافی کر دی جائے۔

سزا دینے سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ۔۔۔۔

- بچے کو کبھی دوسروں کے سامنے سزا نہ دیجئے خاص طور پر مہمانوں اور اس کے ہم عمر ساتھیوں کے سامنے سزا دینا اس کی عزت نفس کو پامال کرنا ہے۔
- بچے کو جب سزا دی جائے تو اسے لعن طعن بالکل نہ کیا جائے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ والدین جب بچے کو سزا دیتے تو کمبخت، الو، کمینہ، نالائق، بدتمیز، احمق جیسے خطابات سے بھی اسے نوازتے رہتے ہیں۔ اگر والدین کا رویہ بار بار سامنے آئے تو بچے کی نظر میں ان فقروں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور ان فقروں کی بے اثری کے ساتھ سزا بھی بے اثر ہو کر رہ جاتی ہے۔
- اگر بچہ غلطی کر کے توبہ کر لے یا آئندہ نہ کرنے کا عہد کر لے تو اسے معاف کر دیجئے۔ غلطی کا احساس ہو جانے کے بعد معاف کر دینا غلطی کی بہترین سزا ہے اگر بچہ غلطی کا ارتکاب سے انکار کر رہا ہے تو زبردستی غلطی اس کے سر پر نہ تھوپئے۔ اس کا انکار کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غلطی کو معیوب سمجھ رہا ہے۔ اس لیے یہ توقع دکھیے کہ وہ آئندہ غلطی نہیں کرے گا۔

- غلطی کی جس قدر اصلاح ہوتی جائے اس پر شاباشی دے کر اس کی ہمت بڑھایئے تاکہ وہ باقی کی بھی اصلاح کرلے۔ جب بچہ آپ کی تادیبی کاروائی سے جرم کرنا چھوڑ دے تو آپ حسب توفیق اسے انعام دیا جائے چاہے وہ ایک ٹافی ہی کیوں نہ ہو تاکہ بچے کے تعمیری پہلو کو تقویت حاصل ہو اور اس کے اندر آئندہ غلطی نہ کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔

☆☆☆☆

میرا نصب العین

(مبین اسحاق، بی ایس، سمیسٹر ہفتم، ایوننگ)

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلماں، میں اسی لیے نمازی

یہ زندگی جو اس وقت آپ اور میں جی رہے ہیں، وہ بہت انمول ہے۔ اسکو لغو کاموں میں ضائع کرنا حماقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ یہ زندگی انسان کو صرف ایک بار ملتی ہے، بار بار نہیں ملتی کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور امانت تو پھر ایک دن اپنے اصل مالک کے پاس پہنچ ہی جاتی ہے۔ پھر چاہے وہ کوئی چیز ہو یا انسان۔ انسان کو تو اللہ نے عقل دے کر دوسری مخلوقات سے افضل بنایا ہے۔ اس کو اشرف المخلوقات کا لقب دیا۔ اسکو تمام امت پر فضیلت عطا کی گئی۔

مگر افسوس کہ آج انسانوں نے اپنے آپ کو جانوروں سے بھی بدتر بنالیا ہے۔ جس طرح دنیا کی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے, تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس نے یہ کیسے سوچ لیا کہ وہ بے مقصد پیدا کیا گیا ہے؟؟؟

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِيْنَ مَا خَلَقْنَاهُمَآ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے کھیل کے لیے نہیں بنایا۔ ہم نے انہیں بہت ہی مصلحت سے بنایا ہے لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے.(الدخان:38-39)

دنیا میں مختلف لوگ ہیں اور ان کی سوچیں بھی مختلف ہیں اور انسان کا مقصد بھی وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے لیکن سب ایک خاص مقصد رکھتے ہیں جس کیلیے اللہ تعالی نے ان کو بنایا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔(الذاریات:56)

یعنی جس نے ہم سب کو پیدا کیا اسی نے ہماری تخلیق کا مقصد بھی بتا دیا تو ہم کیوں نہ وہ مقصدِ زندگی پورا کریں۔ انسان دنیاوی لحاظ سے بھی کوئی کام کر کے اپنے مقصد کو حاصل کر سکتا ہے اگر اس کا مقصد دنیاوی لحاظ سے ڈاکٹر بننا ہے تو وہ ڈاکٹر بن کر بھی لوگوں کی خدمت کر کے اپنے حقیقی مقصد کو پا سکتا ہے۔ یعنی بیماروں کی خدمت کر کے۔

اگر اسی طرح کسی کا خواب ہے کہ وہ استاد بنے تو وہ اس کے ذریعے لوگوں میں تعلیم دے کر اپنا مقصد حقیقی پا سکتا ہے تاکہ لوگوں کو صحیح طرح ہدایت مل جائے تو کیا پتہ اسی کے ذریعے اس کی اگلی زندگی سنور جائے۔

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا
مگر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ
(الطاف حسین حالی)

اللہ تعالی کی عبادت و اطاعت کے بعد میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد خدمت خلق ہے انسان کو ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے یہی اصل عبادت ہے۔

اللہ تعالی مجھے ہم سب کو ہمارے نیک مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆

ہولوکاسٹ

(حافظہ فرحین، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

ہولوکاسٹ کیا تھا؟

ہولوکاسٹ (1933–1945) نازی جرمن حکومت اور اس کے اتحادیوں اور حلیفوں کی جانب سے ایک منظم، سرکاری سرپرستی میں کیا جانے والا ظلم و ستم اور چھ ملین یورپی یہودیوں کا قتلِ عام تھا۔1 ریاستہائے متحدہ امریکہ ہولوکاسٹ میموریل میوزیم کے مطابق ہولوکاسٹ کے سال 1933 تا 1945 تھے۔ ہولوکاسٹ کے دور کا آغاز جنوری 1933 میں ہوا جب ایڈولف ہٹلر اور نازی پارٹی جرمنی میں برسرِ اقتدار آئے۔ اس کا اختتام مئی 1945 میں ہوا، جب اتحادی قوتوں نے عالمی جنگِ عظیم دوم میں نازی جرمنی کو شکست دی۔ ہولوکاسٹ کو بعض اوقات "Shoah" بھی کہا جاتا ہے جس کا مطلب عبرانی زبان میں "عظیم تباہی" ہے۔

جرمنی میں برسرِ اقتدار آنے کے بعد، نازیوں نے فوراًہی اجتماعی قتلِ عام شروع نہیں کر دیا تھا۔ تاہم، انہوں نے فوراًہی یہودیوں کو ہدف بنانے اور انہیں جرمن معاشرے سے نکال باہر کرنے کے لیے حکومت کا استعمال شروع کر دیا تھا۔ دیگر یہود دشمن اقدامات کے علاوہ، نازی جرمن حکومت نے امتیازی قوانین نافذ کیے اور جرمنی کے یہودیوں کے خلاف منظم انداز میں پُر تشدد کارروائیوں کا آغاز کیا۔ نازیوں کی جانب سے یہودیوں پر ظلم و ستم 1933 اور 1945 کے درمیان شدید نہج پر پہنچ کر انتہا پسندی کی شکل اختیار کر گیا۔ اس شدت اور انتہا پسندی کا نتیجہ اُس منصوبے کی صورت میں نکلا جسے نازی قائدین "یہودیوں کا آخری حل" سے موسوم کرتے ہیں۔ "آخری حل" یورپی یہودیوں کا منظم اور باقاعدہ اجتماعی قتلِ عام تھا۔ نازی جرمن حکومت نے اس نسل کشی کا ارتکاب 1941 اور 1945 کے درمیان کیا۔

نازیوں نے یہودیوں کو ہدف کیوں بنایا؟

نازیوں نے یہودیوں کو ہدف اس لیے بنایا کیونکہ نازی بنیادی طور پر یہود دشمن تھے۔ یعنی وہ یہودیوں سے تعصب رکھتے تھے اور ان سے نفرت کرتے تھے۔ درحقیقت، یہود دشمنی ان کے نظریے کا بنیادی اصول اور ان کے عالمی مطمعِ نظر کی اساس تھی۔

نازیوں نے یہودیوں پر یہ جھوٹا الزام عائد کیا تھا کہ وہ جرمنی کے سماجی، معاشی، سیاسی، اور ثقافتی مسائل کے ذمہ دار ہیں۔ خصوصاً، انہوں نے عالمی جنگِ عظیم اول (1914–1918) میں جرمنی کی شکست کا الزام ان پر لگایا۔ بعض جرمنوں نے ان نازی دعووں کو قبول کیا۔ جنگ ہارنے اور اس کے بعد پیدا ہونے والے معاشی و سیاسی بحران پر غم و غصے نے جرمن معاشرے میں یہود دشمنی کو پروان چڑھانے میں مدد دی۔ ویمار ری پبلک (1918–1933) کے تحت جرمنی کے عدم استحکام، کمیونزم کے خوف اور عظیم سرد بازاری (گریٹ ڈپریشن) کے معاشی دھچکوں نے بہت سے جرمنوں کو نازی نظریات بشمول یہود دشمنی کا حامی بنا دیا۔

تاہم، نازیوں نے یہود دشمنی کو ایجاد نہیں کیا تھا۔ یہود دشمنی ایک قدیم اور عالمگیر تعصب ہے جو تاریخ میں کئی صورتوں میں نظر آتا رہا ہے۔ یورپ میں، اس کی تاریخ قدیم ادوار سے جا ملتی ہے۔ قرونِ وسطیٰ (500–1400) میں، یہودیوں کے خلاف تعصبات بنیادی عیسائی عقیدے اور نظریے، خصوصاً اس توہم پرستانہ خیال پر مبنی تھے کہ پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے ذمہ دار یہودی ہیں۔ اُس

وقت، مذہبی تعصبات میں جڑ پکڑنے والے شکوک و شبہات اور امتیاز ابتدائی جدید یورپ (1400–1800) میں بھی جاری رہے۔ عیسائی یورپ کے بیشتر حصوں میں قائدین نے یہودیوں کو معاشی، سماجی، اور سیاسی زندگی کے بے شمار پہلوؤں سے خارج کر دیا۔ اس اخراج نے یہودیوں کا تاثر غیر ملکیوں کے طور پر پیش کیا۔ جیسے جیسے یورپ مزید سیکولر ہوتا گیا، بہت سی جگہوں پر یہودیوں سے زیادہ تر قانونی پابندیوں کو اٹھالیا گیا۔ تاہم، اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ یہود دشمنی کا خاتمہ ہو گیا۔ مذہبی یہود دشمنی کے ساتھ ساتھ، 18 ویں اور 19 ویں صدی میں یورپ میں دیگر اقسام کی یہود دشمنیوں نے اپنے قدم جمائے۔ ان نئی شکلوں میں معاشی، قوم پرست اور نسلی یہود دشمنیاں شامل تھیں۔ 19 ویں صدی میں، یہود دشمنوں نے یہ جھوٹا الزام عائد کیا کہ یہودی جدید، صنعتی معاشرے میں بہت سی سماجی اور سیاسی برائیوں کے ذمہ دار ہیں۔ نسل، اصلاحِ نسل اور ڈارون کے سماجی ارتقاء کے نظریات نے ان نفرتوں کا جھوٹا جواز پیش کیا۔ متعصب نازیوں نے یہودیوں پر ان تمام عناصر، اور خصوصاً نسلی یہود دشمنی کا اطلاق کیا۔ نسلی یہود دشمنی کے نظریے کے مطابق یہودی ایک الگ تھلگ اور کمتر نسل ہیں۔

نازی پارٹی نے نسلی یہود دشمنی کی انتہائی زہریلی شکل کو فروغ دیا۔ یہ پارٹی کے نسل پرست عالمی مطمع نظر کا مرکزی نکتہ تھا۔ نازی اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ دنیا کو الگ الگ نسلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان میں سے بعض نسلیں دوسروں سے برتر ہیں۔ وہ جرمنوں کو مبینہ طور پر برتر "آریائی" نسل کے افراد سمجھتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ "آریاؤں" کو دیگر، کمتر نسلوں کے ساتھ مجبوراً ایک مشکل زندگی گزارنی پڑ رہی ہے۔ نازیوں کا مزید عقیدہ یہ تھا کہ نام نہاد "یہودی نسل" تمام نسلوں میں سب سے کمتر اور سب سے خطرناک ہے۔ نازیوں کے مطابق، یہودی ایک بہت بڑا خطرہ تھے جنہیں جرمن معاشرے سے نکالنا ضروری تھا۔ بصورتِ دیگر، نازیوں نے برملا کہا کہ، "یہودی نسل" جرمن عوام کو ہمیشہ کے لیے برباد اور تباہ کر دے گی۔ نازیوں کی طرف سے نسل کی بنیاد پر یہودیوں کی یہ تعریف پیش کرنے والوں میں عیسائی شامل تھے یا پھر وہ لوگ جو یہودی نہیں تھے۔

ہولوکاسٹ کہاں واقع ہوا

ہولوکاسٹ نازی جرمن کا ایک اقدام تھا جو پورے جرمنی- اور محوری قوتوں کے زیرِ تسلط یورپ میں واقع ہوا۔ اس نے تقریباً تمام یورپ کی یہودی آبادی کو متاثر کیا، جن کی تعداد 1933 میں 9 ملین تھی۔

جرمنی میں ہولوکاسٹ کا آغاز اس وقت ہوا جب جنوری 1933 میں ایڈولف ہٹلر کا تقرر چانسلر کے طور پر کیا گیا۔ اس کے فوری بعد، نازی جرمن حکومت نے (جو خود کو تیسرا ارائک کہتی تھی) یہودیوں کو جرمنی کی معاشی، سیاسی، سماجی اور ثقافتی زندگی سے خارج کر دیا۔ 1930 کی پوری دہائی کے دوران، ہجرت کے لیے یہودیوں پر اس حکومت کا دباؤ بڑھتا گیا۔

لیکن نازیوں کی طرف سے یہودیوں پر روا رکھا جانے والا ظلم و ستم جرمنی کی سرحدوں سے بھی آگے بڑھ گیا۔ 1930 کی پوری دہائی کے دوران، نازی جرمنی نے ایک جارحانہ خارجہ پالیسی کو اختیار کیے رکھا۔ اس کا نتیجہ عالمی جنگِ عظیم دوم کی صورت میں نکلا، جس کا آغاز 1939 میں یورپ میں ہوا تھا۔ جنگ سے قبل اور جنگ کے دوران علاقائی توسیع کے نتیجے میں لاکھوں مزید یہودی جرمنی کے زیرِ تسلط آ گئے۔

نازی جرمنی کی علاقائی توسیع کا آغاز 1938–1939 میں ہوا۔ اس وقت، جرمنی نے پڑوسی ممالک آسٹریا اور سڈیٹن لینڈ کا الحاق اپنے ساتھ کر لیا اور چیک زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ یکم ستمبر، 1939 کو، نازی جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر کے عالمی جنگِ عظیم دوم (1939–1945) کا آغاز کر دیا۔ اگلے دو سالوں میں، جرمنی نے یورپ کے بیشتر حصوں، بشمول سوویت یونین کے مغربی حصوں پر چڑھائی کی اور ان پر قبضہ کر لیا۔ نازی جرمنی نے اٹلی، ہنگری، رومانیہ، اور بلغاریہ کی حکومتوں کے ساتھ اتحاد تشکیل دے کر اپنے تسلط کو مزید وسیع کر لیا۔ اس نے سلوواکیہ اور کروشیا میں کٹھ پتلی ریاستیں بھی قائم کی۔ ان ممالک نے ساتھ مل کر محوری قوتوں کے اتحاد کے یورپی ارکان تشکیل دیے، جن میں جاپان بھی شامل تھا۔

1942 تک — الحاق، حملوں، قبضوں، اور اتحادات کے نتیجے میں — نازی جرمنی نے یورپ کے بیشتر حصوں اور شمالی افریقہ کے حصوں پر اپنا تسلط جما لیا۔ نازی تسلط نے سخت پالیسیاں اپنائیں اور بالآخر پورے یورپ میں یہودی شہریوں کے اجتماعی قتلِ عام کا ارتکاب کیا۔ نازیوں، ان کے اتحادیوں اور حلیفوں نے چھ ملین یہودی کو قتل کیا۔

دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے یورپ میں اپنے مخالفین کو مختصر مدت کی فوجی کارروائیوں کے ذریعے شکست دی۔ جرمنی نے تیزی کے ساتھ یورپ کے بیشتر علاقوں پر قبضہ کر لیا اور وہ اگلے دو برس تک وہاں فاتح رہا۔ جرمنی نے پولینڈ کو شکست دے کر اُس پر قبضہ کر لیا (یہ حملہ ستمبر 1939 میں ہوا)، ڈنمارک (حملہ اپریل 1940 میں ہوا)، لیگزمبرگ (مئی 1940)، فرانس (مئی 1940)، یوگوسلاویہ (اپریل 1941) اور یونان (اپریل 1941) میں حملے کئے گئے۔ تاہم جرمنی برطانیہ کو شکست نہ دے سکا جو جرمنی کے زمینی حملوں سے انگلش چینل اور شاہی بحریہ کے وجہ سے محفوظ رہا۔ 22 جون 1941 کو جرمن فوجوں نے اچانک سوویت یونین پر حملہ کر دیا۔ لیکن جرمنی سوویت یونین کو شکست دینے میں ناکام رہا جس نے برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ ملکر لڑائی کا پانسا پلٹ دیا اور بالآخر مئی 1945 میں جرمنی کو شکست دے دی۔

نازی جرمنی اور اس کے اتحادیوں اور حلیفوں نے یہودیوں پر ظلم وستم

1933 اور 1945 کے درمیان، نازی جرمنی اور اس کے اتحادیوں اور حلیفوں نے وسیع پیمانے پر یہودی مخالف پالیسیاں اور اقدامات اپنائے۔ یہ پالیسیاں مختلف جگہوں پر مختلف تھیں۔ چنانچہ، تمام یہودیوں کو ایک ہی انداز میں ہولوکاسٹ کا نشانہ نہیں بنایا گیا۔ لیکن ان تمام ہی مواقع پر، لاکھوں لوگوں کو قتل کیا گیا، صرف اس لیے کہ وہ یہودی تھے۔

جرمنی کے تمام زیرِ تسلط اور ملحقہ علاقوں میں، یہودیوں پر ظلم وستم مختلف انداز سے روا رکھا گیا:

یہود دشمن قوانین کی شکل میں قانونی امتیازی سلوک۔ ان میں نورمبرگ کے نسلی قوانین اور دیگر بے شمار امتیازی قوانین شامل تھے۔

عوامی شناخت اور اخراج کی مختلف شکلیں۔ ان میں یہود دشمن پروپیگنڈا، یہودیوں کے زیرِ ملکیت کاروبار کے بائیکاٹ، عوامی سطح پر تذلیل اور جبری علامات شامل تھیں (جیسے کہ یہودی اسٹار بیج جسے کلائی میں باندھا یا کپڑوں پر ٹانکا جاتا تھا)۔

منظم تشدد۔ سب سے زیادہ قابلِ ذکر مثال کرسٹل ناخٹ ہے۔ ان کے علاوہ انفرادی واقعات اور دیگر قتل وغارت (پُر تشدد فسادات) بھی پیش آتے تھے۔

بے دخلی۔ ظلم کا ارتکاب کرنے والے، یہودی افراد اور کمیونٹیز کو بے دخل کرنے کے لیے انہیں زبردستی ہجرت، نئی جگہ قیام پر مجبور کرتے، بے دخل کرتے، جلاوطن کرتے، اور اقلیتی یہودی بستیوں میں بھیج دیتے تھے۔

قید اور نظر بندی۔ یہ لوگ یہودیوں کو ضرورت سے زیادہ گنجان اقلیتی یہود بستیوں، حراستی کیمپوں، اور جبری مشقت کے کیمپوں میں نظر بند کر دیتے تھے، جہاں بہت سے لوگ قحط، بیماری اور دیگر غیر انسانی حالات کے باعث مر جاتے تھے۔

وسیع پیمانے پر چوری اور ڈاکہ زنی۔ یہودیوں کی جائیداد، ذاتی املاک، اور قیمتی اشیاء کی ضبطی ہولوکاسٹ کا اہم حصہ تھی۔

جبری مشقت۔ یہودیوں کو محوری قوتوں کے جنگی امور کی خدمت یا نازی تنظیموں، فوج اور / یا نجی کاروباری اداروں کی بہتری اور فروغ کے لیے جبری مشقت پر لگایا جاتا تھا۔

ان پالیسیوں کے باعث بہت سے یہودی مر گئے۔ لیکن 1941 سے پہلے، تمام یہودیوں کا منظم اجتماعی قتلِ عام نازی پالیسی کا حصہ نہیں تھا۔ تاہم، 1941 کے آغاز میں، نازی قائدین نے یورپی یہودیوں کے اجتماعی قتلِ عام کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے اس منصوبے کو "یہودیوں کا آخری حل" کا نام دیا۔

یہودیوں کا آخری حل

نازیوں کا "یہودیوں کا آخری حل ("Endlösung der Judenfrage") "یورپی یہودیوں کا دانستہ اور منظم اجتماعی قتلِ عام تھا۔ یہ ہولوکاسٹ کا آخری مرحلہ تھا اور 1941 سے 1945 تک جاری رہا۔ اگرچہ "آخری حل" شروع ہونے سے پہلے بہت سے یہودی مارے جا چکے تھے، لیکن یہودی متاثرین کی ایک وسیع اکثریت کو اسی عرصے میں قتل کیا گیا۔

"آخری حل" کے جزو کے طور پر، نازی جرمنی نے لامحدود پیمانے پر اجتماعی قتلِ عام کا ارتکاب کیا۔ قتل کے دو بڑے طریقے تھے۔ ایک طریقہ تو گولیوں سے بھون ڈالنا تھا۔ جرمن یونٹس نے پورے مشرقی یورپ میں دیہات، قصبوں، اور شہروں کے باہر بندوق کے ذریعے اجتماعی قتلِ عام کیا۔ دوسرا طریقہ زہریلی گیس سے دم گھونٹ کر مارنا تھا۔ گیس سے مار دینے کی کارروائیاں قتل گاہوں اور متحرک گیس گاڑیوں میں انجام دی گئیں۔

بندوق کے ذریعے اجتماعی قتلِ عام

نازی جرمن حکومت نے اتنے بڑے پیمانے پر گن فائر کے ذریعے شہریوں کے اجتماعی قتل کا ارتکاب کیا جس کی مثال اس سے پہلے کبھی نہیں ملتی۔ جون 1941 میں سوویت یونین پر جرمنی کے حملے کے بعد، جرمن یونٹس نے مقامی یہودیوں کے اجتماعی قتل کا آغاز کر دیا تھا۔ سب سے پہلے، ان یونٹس نے فوج میں بھرتی کی عمر کے حامل یہودی مردوں کو ہدف بنایا۔ لیکن اگست 1941 تک، انہوں نے تمام یہودی کمیونٹیز کا وحشیانہ قتلِ عام شروع کر دیا۔ خونریزی کا یہ عمل دن دہاڑے مقامی باشندوں کے مکمل طور پر دیکھتے اور سنتے ہوئے انجام دیا جاتا تھا۔

بذریعہ گن فائر اجتماعی قتل کی کارروائیاں پورے مشرقی یورپ کے 1,500 سے زائد شہروں، قصبوں اور دیہات میں کی گئیں۔ جرمن یونٹس جنہیں مقامی یہودی آبادی کے قتلِ عام کا کام سونپا گیا تھا، انتہائی لرزہ خیز خونریزیوں کی داستانیں نقش کرتے ہوئے پورے خطے میں پھیل گئے۔ عام طور پر، یہ یونٹس کسی قصبے میں داخل ہوتے تھے اور یہودی شہریوں کو گرفتار کر لیتے تھے۔ اس کے بعد وہ یہودی

رہائشیوں کو قصبے کے دور دراز علاقوں میں منتقل کر دیتے تھے۔ پھر، وہ جبری طور پر ان سے ایک اجتماعی قبر کھدوانے کا کام لیتے تھے یا پہلے سے تیار شدہ اجتماعی قبر کے پاس لے جاتے تھے۔ آخر میں، جرمن افواج اور / یا مقامی امدادی یونٹس تمام مردوں، عورتوں اور بچوں کو گولیاں مار کر ان گڑھوں میں گرا دیتے تھے۔ بعض اوقات، ان خونریزیوں میں خصوصی طور پر تیار کردہ متحرک گیس گاڑیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ یہ ظالم لوگ کاربن مونو آکسائیڈ ایگزاسٹ سے دم گھونٹ کر مارنے کے لیے ان گاڑیوں کا استعمال کرتے تھے۔

جرمنوں نے مقبوضہ مشرقی یورپ کی قتل گاہوں میں بھی اجتماعی قتلِ عام کیا۔ عموماً، یہ بڑے شہروں کے قریب واقع ہوتی تھیں۔ ان شہروں میں یہ شہر شامل تھے: کوونو (کونس) میں فورٹ 9 ، ریگا میں میں رمبولا اور بکرنیکی جنگل اور منسک کے قریب واقع میلی ٹراسٹینیٹس۔ ان قتل گاہوں میں، جرمنوں اور مقامی حلیفوں نے ریگا، کوونو اور منسک کی اقلیتی یہود بستیوں کے ہزاروں یہودیوں کو قتل کیا۔ انہوں نے ان قتل گاہوں میں دسیوں ہزاروں جرمن، آسٹرین اور چیک یہودیوں کو بھی گولیاں مار کر ہلاک کیا۔ میلی ٹراسٹینیٹس میں، ہزاروں لوگوں کو گیس گاڑیوں میں بھی ہلاک کیا گیا۔

وہ جرمن یونٹس جنہوں نے مشرقی یورپ میں اجتماعی قتلِ عام کا ارتکاب کیا تھا، ان میں یہ یونٹ شامل تھے: آئن سیٹس گروپن (ایس ایس اور پولیس کی خصوصی ٹاسک فورسز)، آرڈر پولیس بٹالینز، اور وافن-ایس ایس یونٹس۔ جرمن فوج (Wehrmacht) نے لاجسٹک سپورٹ اور افرادی قوت فراہم کی۔ بعض Wehrmacht یونٹس نے بھی خونریزیاں کیں۔ بہت سی جگہوں پر، ایس ایس اور پولیس کے ساتھ کام کرنے والے مقامی امدادی یونٹس نے اجتماعی قتلِ عام میں حصہ لیا۔ یہ امدادی یونٹس مقامی شہریوں، فوج اور پولیس کے عہدیداروں پر مشتمل تھے۔

سوویت افواج سے ہتھیائے گئے علاقوں میں کم و بیش 2 ملین یہودیوں کو گن فائر یا گیس وینوں کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

قتل گاہیں

1941 کے اواخر میں، نازی حکومت نے جرمنی کے زیرِ تسلط پولینڈ میں خصوصی طور پر تیار کردہ، غیر متحرک قتل گاہوں کی تعمیر شروع کی۔ انگریزی میں، قتل گاہوں کو بعض اوقات "خاتمے کے کیمپس" یا "موت کے کیمپس" کہا جاتا ہے۔ نازی جرمنی پانچ قتل گاہیں چلا رہا تھا: چیلمنو، بالزیک، سوبیبور، ٹریبلنکا اور آشوٹز-برکیناؤ۔ انہوں نے یہ قتل گاہیں صرف اور صرف اس مقصد کے لیے بنائی تھیں کہ یہودیوں کو بڑے پیمانے پر مؤثر انداز میں ہلاک کیا جا سکے۔ ان قتل گاہوں میں قتل کا بنیادی ہتھیار ایک زہریلی گیس تھی جو کہ پوری طرح سے بند گیس چیمبر زیا گاڑیوں میں چھوڑ دی جاتی تھی۔

جرمن حکام، اپنے اتحادیوں اور حلیفوں کی مدد سے یہودیوں کو پورے یورپ سے ان قتل گاہوں تک لاتے تھے۔ انہوں نے قتل گاہوں کی طرف جانے والی گاڑیوں کو "دوبارہ آبادکاری کا عمل" یا "اخراجی نقل و حمل" کا نام دے کر اپنے بدنیت ارادوں کو چھپا رکھا تھا۔ انگریزی میں، انہیں عموماً "جلاوطنی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بیشتر جلاوطنیاں بذریعہ ریل انجام دی گئیں۔ یہودیوں کو مؤثر انداز میں قتل گاہوں تک پہنچانے کے لیے، جرمن حکام نے وسیع و عریض یورپی ریل روڈ کے نظام، اور نقل و حمل کے دیگر ذرائع کا استعمال کیا۔ بیشتر صورتوں میں ٹرینز پر موجود ریل کاریں مویشی یا بار برداری کاریں ہوتی تھیں؛ جبکہ بعض صورتوں میں وہ مسافر کاریں ہوتی تھیں۔

جلاوطنی کے ذرائع نقل و حمل پر حالات انتہائی خوفناک ہوتے تھے۔ جرمن اور حلیف مقامی حکام ہر عمر کے یہودیوں کو کھچا کھچ بھری ہوئی ریل کاروں میں زبردستی ڈال دیتے تھے۔ ریل کے اپنے مقام پر پہنچنے تک انہیں بعض اوقات تو کئی کئی دن تک کھڑے ہو کر سفر کرنا پڑتا تھا۔ یہ ظالم لوگ انہیں خوراک، پانی، باتھ رومز، حرارت، اور طبی امداد سے بھی محروم رکھتے تھے۔ ان غیر انسانی حالات کے باعث یہودی سفر کے دوران ہی مسلسل مرتے رہتے تھے۔

یہودیوں کی اکثریت جنہیں قتل گاہوں میں پہنچا دیا جاتا تھا، انہیں وہاں پہنچتے ہی فوراً گیس سے مار دیا جاتا تھا۔ بعض یہودی جو جرمن عہدیداروں کے خیال میں صحت مند اور توانا ہوتے تھے، انہیں جبری مشقت کے لیے منتخب کر لیا جاتا تھا۔

میری ماں بھاگتی ہوئی میرے پاس آئی اور مجھے کندھوں سے پکڑ لیا، اور اس نے مجھ سے کہا "لیبیل، میں تم سے مزید نہیں ملوں گی۔ اپنے بھائی کا خیال رکھنا۔ "

۔۔لیوشائیڈر مین آشوٹز میں آمد، انتخاب، اور اپنے خاندان سے علیحدگی کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

پانچوں قتل گاہوں میں، جرمن عہدیدار بعض یہودی قیدیوں کو قتل کے عمل میں مدد پر مجبور کرتے تھے۔ دیگر کاموں کے علاوہ، ان قیدیوں کو مرنے والوں کی املاک ترتیب سے رکھنے اور گیس چیمبرز سے مرنے والوں کے جسم نکالنے کا بھی کہا جاتا تھا۔ خصوصی یونٹس نے لاکھوں لاشوں کو اجتماعی قبروں، آتشی گڑھوں، یا خصوصی طور پر تیار کردہ بڑی بھٹی میں ڈال کر، جلاتے ہوئے ٹھکانے لگایا۔

ان پانچ قتل گاہوں میں تقریباً 2.7 ملین یہودی مردوں، عورتوں، اور بچوں کو قتل کیا گیا۔

اقلیتی یہودی بستیاں

اقلیتی یہود بستیاں شہروں یا قصبوں کے وہ حصے تھے جہاں جرمن قابضوں نے یہودیوں کو ضرورت سے زیادہ گنجان اور حفظانِ صحت سے عاری حالات میں رہنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ جرمن حکام عموماً ان علاقوں کو دیواریں یا دیگر رکاوٹیں کھڑی کر کے بند کر دیتے تھے۔ گارڈز یہودیوں کو بغیر اجازت یہاں سے نکلنے نہیں دیتے تھے۔ بعض اقلیتی یہود بستیاں کئی سالوں تک قائم رہیں، لیکن کچھ بستیاں صرف چند ماہ، ہفتوں، یا حتیٰ کہ دنوں تک ہی موجود رہیں کیونکہ انہیں جلاوطنی یا قتل سے پہلے عارضی قیام گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

جرمن عہدیداروں نے سب سے پہلے 1939–1940 میں جرمنی کے زیرِ تسلط پولینڈ میں یہ بستیاں بنائیں۔ دو سب سے بڑی بستیاں وارسا اقر لوڈز کے مقبوضہ پولش شہروں میں واقع تھیں۔ جون 1941 کے شروع میں، جرمن عہدیداروں نے انہیں سوویت یونین پر جرمن حملے کے بعد مشرقی یورپ کے نئے مفتوحہ علاقوں میں بھی بنایا تھا۔ جرمن حکام اور ان کے اتحادیوں اور حلیفوں نے یورپ کے دیگر حصوں میں بھی اقلیتی یہود بستیاں بنائی تھیں۔ خصوصاً، 1944 میں، جرمنی اور ہنگری کے حکام نے ہنگری سے یہودیوں کے انخلاء سے پہلے یہودیوں کو ایک جگہ جمع کرنے اور کنٹرول کرنے کے لیے عارضی اقلیتی یہود بستیاں بنائی تھیں۔

اقلیتی یہودی بستیوں کا مقصد

جرمن حکام نے بنیادی طور پر اقلیتی یہود بستیوں کی تعمیر مقبوضہ مشرقی یورپ میں بڑی مقامی یہودی آبادیوں کو الگ تھلگ رکھنے اور کنٹرول کرنے کے لیے کی تھی۔ ابتدا میں، انہوں نے یہودی رہائشیوں کو شہر کے اندر اور اس کے مضافاتی علاقے یا خطے میں محصور کیا۔

تاہم، 1941 کے آغاز میں، جرمن عہدیدار یہودیوں کو یورپ کے دیگر حصوں (بشمول جرمنی) سے نکال کر بھی ان میں سے بعض اقلیتی یہودی بستیوں میں لائے۔

یہودی جبری مشقت بہت سی اقلیتی یہودی بستیوں کی زندگی کی مرکزی خاصیت بن گئی تھی۔ نظریاتی طور پر، ان کی جبری مزدوری کا مقصد یہ بتایا جاتا تھا کہ اقلیتی یہودی بستیوں کے انتظام و انصرام کے لئے ادائیگی میں مدد مل جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جرمنی کی جنگی کوششوں میں معاونت فراہم ہو جائے۔ بعض اوقات، قریب ہی فیکٹریاں اور ورکشاپس بنائی جاتی تھیں تاکہ جبری مشقت کے لیے قیدی یہودیوں کا استحصال کیا جاسکے۔ یہ مشقت عموماً ہاتھ سے کیے جانے والے کاموں پر مبنی اور انتہائی دردناک ہوتی تھی۔

یہودی بستیوں میں زندگی

وارسا یہودی بستی کے مختلف حصوں کو ایک پل کے ذریعے ایک دوسرے سے منسلک کر دیا گیا تھا تاکہ یہودی ایس سڑکوں کی طرف نہ جا سکیں جو یہودی بستی کا حصہ نہیں تھیں۔ یہودی بستیوں کو سیل کرنے سے پہلے کچھ ہی داخلی اور خارجی دروازوں پر چیکنگ کیلئے چوکیاں موجود تھیں۔ یہودی بستیوں کے ابتدائی مہینوں میں زندگی بظاہر نارمل دکھائی دیتی تھی لیکن جلد ہی خوراک اور مناسب رہائشی سہولتوں کی کمی سے صورتِ حال انتہائی خراب ہو گئی۔

اقلیتی یہودی بستیوں میں زندگی انتہائی خستہ حال اور خطرناک تھی۔ وہاں بہت کم کھانا اور صحت و صفائی یا طبی امداد کی محدود سہولیات ہوتی تھیں۔ لاکھوں لوگ قحط؛ وبائی امراض؛ سخت موسمی حالات؛ اور کڑی جبری مشقت کے باعث مر گئے۔ جرمنوں نے قیدی یہودیوں کو خوفناک مار پیٹ، اذیت رسانی، من مانے قتل، اور دیدہ دانستہ تشدد کی دیگر صورتوں کے ذریعے بھی ہلاک کیا۔

اقلیتی یہودی بستیوں میں رہنے والے یہودی عزت اور معاشرت کے احساس کے متلاشی تھے۔ اسکولوں، لائبریریوں، اجتماعی فلاحی خدمات اور مذہبی اداروں نے رہائشیوں کو رابطے کے کچھ مواقع فراہم کیے۔ اقلیتی یہودی بستیوں میں زندگی کی تصویر کشی کی کوششیں، جیسے کہ اونیگ شبات دستاویزی ریکارڈ اور خفیہ فوٹوگرافی، روحانی مزاحمت کی طاقتور مثالیں ہیں۔ بہت سی اقلیتی یہودی بستیوں میں خفیہ تحریکیں بھی تھیں جو مسلح مزاحمت کر رہی تھیں۔ ان میں سب سے مشہور 1943 میں وارسا اقلیتی یہودی بستی کی شورش ہے۔

اقلیتی یہودی بستیوں کا خاتمہ

1941–1942 کے آغاز میں، جرمنوں اور ان کے اتحادیوں اور حلیفوں نے اقلیتی یہودی بستیوں کے رہائشیوں کا اجتماعی قتلِ عام کیا اور ان بستیوں کے انتظامی ڈھانچے کو تحلیل کر دیا۔ وہ اس عمل کو "خاتمہ" کہتے ہیں۔ یہ "یہودیوں کا آخری حل" کا حصہ تھا۔ اقلیتی یہود بستیوں میں رہنے والے یہودیوں کی اکثریت کو یا تو قریبی قتل گاہوں میں یا پھر دور دراز کی قتل گاہوں تک منتقل کر کے اجتماعی طور پر گولیوں سے بھون ڈالا گیا تھا۔ زیادہ تر قتل گاہیں جان بوجھ کر جرمنی کے زیرِ تسلط پولینڈ کی بڑی اقلیتی یہود بستیوں کے قریب یا آسان رسائی کے حامل ریلوے راستوں پر بنائی گئی تھیں۔

ہولوکاسٹ اور آخری حل کے ارتکاب کا ذمہ دار کون؟

بہت سے لوگ ہولوکاسٹ اور آخری حل کے ارتکاب کے ذمہ دار تھے۔

بلند ترین سطح پر، ایڈولف ہٹلر نے یورپ کے یہودیوں کی نسل کشی کی ترغیب، حکم، منظوری اور معاونت فراہم کی۔ تاہم، ہٹلر نے اکیلے یہ سب کچھ نہیں کیا۔ نہ ہی اُس نے آخری حل پر عملدرآمد کے لیے قطعی منصوبہ مرتب کیا تھا۔ یہ دیگر نازی قائدین ہی تھے جنہوں نے براہِ راست اجتماعی قتلِ عام کو مربوط کیا، اس کا منصوبہ بنایا، اور عملدرآمد کیا۔ ان میں ہرمین گورنگ، ہائنرک ہملر، رائن ہارڈ ہیڈرک اور ایڈولف آئکمین شامل تھے۔

تاہم، لاکھوں جرمنوں اور دیگر یورپیوں نے ہولوکاسٹ میں حصہ لیا تھا۔ ان کی شمولیت کے بغیر، یورپ میں یہودیوں کی نسل کشی کبھی ممکن نہ ہوتی۔ نازی قائدین نے جرمن اداروں اور تنظیموں؛ دیگر محوری قوتوں؛ مقامی نوکر شاہوں اور اداروں؛ اور افراد پر انحصار کیا تھا۔

جرمن ادارے، تنظیمیں اور افراد

نازی قائدین نے ہولوکاسٹ کے ارتکاب میں مدد کے لیے بہت سے جرمن اداروں اور تنظیموں پر انحصار کیا۔ نازی تنظیموں کے اراکین نے عالمی جنگِ عظیم دوم سے پہلے اور اس کے دوران بہت سے یہود مخالف اقدامات کا آغاز کیا اور انہیں انجام دیا۔ ان تنظیموں میں نازی پارٹی، ایس اے (اسٹورم ٹروپرز یا براؤن شرٹس) اور ایس ایس (Schutzstaffel)، حفاظتی اسکواڈرن) شامل تھیں۔ جنگ شروع ہوتے ہی، ایس ایس اور اس کے پولیس معاونین بالخصوص انتہائی مہلک اور خطرناک بن گئے۔ Sicherheitsdienst (ایس ڈی)، گسٹاپو، کریمینل پولیس (Kripo) اور آرڈر پولیس کے افراد نے یورپی یہودیوں کے اجتماعی قتلِ عام میں خاص طور پر فعال اور مہلک کردار ادا کیا۔ آخری علاج کے ارتکاب میں شامل دیگر جرمن اداروں میں جرمن فوج؛ جرمن قومی ریلوے اور صحتِ عامہ کے سسٹمز؛ جرمن سِول سروس اور فوجداری انصاف کے سسٹمز؛ اور جرمن کاروباری ادارے، بیمہ کمپنیاں، اور بینک شامل تھے۔

ان اداروں کے اراکین کے طور پر، بے شمار جرمن فوجیوں، پولیس اہلکاروں، سرکاری ملازمین، وکلاء، ججز، کاروباری افراد، انجینئرز، اور ڈاکٹرز اور نرسوں نے حکومت کی پالیسیوں پر عملدرآمد کا فیصلہ کیا تھا۔ عام جرمنوں نے بھی مختلف طریقوں سے ہولوکاسٹ میں شرکت کی تھی۔ بعض جرمن اس وقت خوشی کا اظہار کرتے تھے جب یہودیوں کو مارا پیٹا یا ذلیل و رسوا کیا جاتا تھا۔ دیگر لوگ نسلی قوانین اور ضوابط کی عدم تعمیل پر یہودیوں کی مخبری کرتے تھے۔ بہت سے جرمنوں نے اپنے یہودی پڑوسیوں کی املاک اور جائیداد کو خریدا، ہتھیا لیا یا لُوٹ لیا۔ ہولوکاسٹ میں جرمنوں کی شمولیت کو دیگر عوامل کے علاوہ، جوش و جنون، کیریئر میں ترقی، خوف، لالچ، ذاتی مفاد، یہود دشمنی، اور سیاسی پسندیدگیوں سے تقویت ملی۔

غیر جرمن حکومتیں اور ادارے

نازی جرمنی نے ہولوکاسٹ کا تنِ تنہا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ اس کا انحصار اپنے اتحادیوں اور حلیفوں کی مدد پر تھا۔ اس تناظر میں، "اتحادیوں" سے مراد وہ محوری ممالک ہیں جنہوں نے باضابطہ طور پر نازی جرمنی سے اتحاد کیا تھا۔ "حلیفوں" سے مراد وہ حکومتیں اور تنظیمیں ہیں جنہوں نے باضابطہ یا نیم باضابطہ طور پر جرمن حکام کے ساتھ تعاون کیا۔ نازی جرمنی کے اتحادیوں اور حلیفوں میں شامل تھے:

یورپی محوری قوتیں اور دیگر حلیف حکومتیں (جیسے کہ وکی فرانس)۔ ان حکومتوں نے اپنے یہود دشمنی پر مبنی قوانین پاس کیے اور جرمن اہداف کو تعاون بخشا۔

جرمنی کی حمایت یافتہ مقامی نوکر شاہی، خصوصاً مقامی پولیس فورسز۔ یہ تنظیمیں جرمنی کے نیدرلینڈ جیسے غیر اتحادی ممالک میں بھی یہودیوں کی گرفتاری، نظر بندی اور انخلاء میں مدد دیتی تھیں۔

فوج اور پولیس کے عہدیداروں اور شہریوں سے مل کر بنائے گئے مقامی امدادی یونٹس۔ جرمنی کے حمایت یافتہ ان یونٹس نے مشرقی یورپ میں یہودیوں کے ساتھ کی گئی خونریزیوں میں (عموماً رضاکارانہ طور پر) شرکت کی۔

"اتحادیوں" اور "حلیفوں" کی اصطلاحات ان افراد پر بھی لاگو ہو سکتی ہیں جو ان حکومتوں اور تنظیموں سے وابستہ تھے۔

پورے یورپ میں موجود افراد

پورے یورپ میں، وہ افراد جن کا کسی حکومت یا ادارے سے کوئی تعلق نہ تھا اور جنہوں نے یہودیوں کے قتلِ عام میں براہِ راست شرکت نہیں کی تھی، انہوں نے بھی ہولوکاسٹ میں اپنا کردار ادا کیا۔

ایک مہلک ترین عمل جو پڑوسی، واقف کار، ملازم ساتھی، اور حتیٰ کہ دوست احباب بھی کر سکتے تھے، وہ یہ تھا کہ یہودیوں کی مخبری نازی جرمن حکام کو کر دی جاتی۔ لوگوں کی ایک نامعلوم تعداد نے یہ حرکت بھی کی۔ انہوں نے یہودیوں کی چھپنے کی جگہوں سے آگاہ کر دیا، ان کی جعلی عیسائی شناخت کو آشکار کیا، اور دوسرے طریقوں سے یہودیوں کی مخبری نازی عہدیداروں کو کر دی۔ اپنے اس عمل سے، انہوں نے انہیں موت کے منہ میں ڈال دیا۔ وہ عوامل جن کے تحت ان افراد نے یہ حرکت کی، ان میں شامل تھے: خوف، ذاتی مفاد، لالچ، انتقام، یہود دشمنی، اور سیاسی اور نظریاتی عقائد۔

افراد کو انفرادی سطح پر بھی ہولوکاسٹ سے فائدہ پہنچا۔ غیر یہودی بعض اوقات یہودیوں کے گھروں میں منتقل ہو جاتے، یہودیوں کے کاروبار پر قبضہ جما لیتے، اور یہودیوں کی املاک اور قیمتی اشیاء چرا لیتے تھے۔ یہ سب کچھ وسیع پیمانے پر چوری اور ڈاکہ زنی کی اُن وارداتوں کا حصہ تھا جو نسل کشی کے درپردہ ہو رہی تھیں۔

اکثر و بیشتر افراد نے ہولوکاسٹ میں اس طرح حصہ لیا کہ وہ اپنے یہودی پڑوسیوں کی مصیبتوں پر بے حس اور خاموش تماشائی بنے رہے۔ بعض اوقات ایسے افراد کو تماشائی کہا جاتا ہے۔

نازیوں کے ظلم و ستم اور اجتماعی قتلِ عام کے شکار دیگر لوگ

ہولوکاسٹ تخصیصی طور پر چھ ملین یہودیوں کے منظم، سرکاری سرپرستی میں کیے جانے والے ظلم و ستم اور قتلِ عام کو کہا جاتا ہے۔ تاہم، نازیوں کے ظلم و ستم اور قتلِ عام کے شکار دیگر لاکھوں افراد بھی تھے۔ 1930 کی دہائی میں، حکومت نے جرمن معاشرے میں مختلف مبینہ ملکی دشمنوں کو ہدف بنایا۔ جیسے جیسے نازی عالمی جنگِ عظیم دوم کے دوران آگے بڑھتے گئے، لاکھوں دیگر یورپی بھی نازیوں کی خونریزی کا نشانہ بنے۔

نازیوں نے یہودیوں کو سب سے بڑے "دشمن" کا درجہ دے رکھا تھا۔ تاہم، انہوں نے جرمنوں کی صحت، اتحاد، اور سالمیت کے لیے خطرہ بننے والے دیگر گروہوں کو بھی ہدف بنایا۔ نازی حکومت کا ہدف بننے والا پہلا گروہ سیاسی مخالفین پر مشتمل تھا۔ ان میں دیگر سیاسی

جماعتوں کے عہدیداران وارا کین اور تجارتی انجمنوں کے سرگرم کارکنان شامل تھے۔ سیاسی مخالفین میں وہ افراد بھی شامل تھے جن پر نازی حکومت کی مخالفت یا اس پر تنقید کرنے کا محض شبہ تھا۔ سب سے پہلے سیاسی دشمنوں کو ہی نازی حراستی کیمپوں میں نظر بند کیا گیا تھا۔ یہوواہ کے گواہوں (Jehovah's Witnesses) کو بھی قید خانوں اور حراستی کیمپوں میں نظر بند کیا گیا تھا۔ انہیں اس لیے گرفتار کیا گیا تھا کیونکہ انہوں نے حکومت کی وفاداری کا حلف اٹھانے یا جرمن فوج میں خدمات انجام دینے سے انکار کیا تھا۔

نازی حکومت نے ایسے جرمنوں کو بھی ہدف بنایا تھا جن کی سرگرمیاں جرمن معاشرے کے لیے نقصان دہ سمجھی جاتی تھیں۔ ان میں مبینہ طور پر ہم جنس پرستی میں مبتلا افراد، پیشہ ور یا عادی مجرم، اور نام نہاد راہب (جیسے کہ آوارہ، فقیر، طوائف، طوائف کے دلال، اور شرابی) شامل تھے۔ ایسے دسیوں ہزاروں افراد کو قید خانوں اور حراستی کیمپوں میں نظر بند کیا گیا۔ حکومت کی جانب سے جبری طور پر ایفرو-جرمنز کی نس بندی بھی کی گئی اور انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔

نازی حکومت نے معذور افراد کو بھی ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ عالمی جنگِ عظیم دوم سے پہلے، ایسے جرمنز جن کی وراثتی خصوصیات کو غیر صحتمند سمجھا جاتا تھا، ان کی جبری طور پر نس بندی کر دی جاتی تھی۔ جیسے ہی جنگ شروع ہوئی، نازی پالیسی میں شدت آگئی۔ معذور افراد، خصوصاً جو اداروں میں رہ رہے تھے، انہیں موروثی اور مالی دونوں لحاظ سے جرمنی پر بوجھ سمجھا گیا۔ نام نہاد آسان موت کا پروگرام (Euthanasia Program) کے نام پر ان لوگوں کو قتل کیا گیا۔

نازی حکومت نے نسلی، تہذیبی، یا نظریاتی دشمن سمجھے جانے والے گروہوں کے خلاف انتہائی سخت اقدامات کیے۔ اس میں روما (خانہ بدوش)، پولش (خصوصاً پولش دانشور اور اشرافیہ)، سوویت عہدیداران، اور جنگ کے سوویت قیدی شامل تھے۔ نازیوں نے ان گروہوں کے خلاف اجتماعی قتلِ عام کا ارتکاب کیا۔

ہولوکاسٹ کا اختتام

ہولوکاسٹ کا اختتام مئی 1945 میں اُس وقت ہوا جب بڑی اتحادی قوتوں (برطانیہ، امریکہ اور سوویت یونین) نے عالمی جنگِ عظیم دوم میں نازی جرمنی کو شکست دی۔ جوں جوں اتحادی افواج جارحانہ تسلسل میں یورپ میں آگے بڑھتی گئیں، وہ حراستی کیمپوں کو پامال کرتی چلی گئیں۔ انہوں نے یہاں باقی بچ جانے والے قیدیوں کو رہا کیا، جن میں سے زیادہ تر یہودی تھے۔ ان اتحادیوں کو نام نہاد موت کے پیدل قافلے (Death Marches) بھی نظر آئے اور انہوں نے ان قافلوں میں باقی بچ جانے والوں کو رہائی دلوائی۔ یہ جبری قافلے یہودی اور غیر یہودی حراستی کیمپ کے قیدی تھے جنہیں ایس ایس گارڈ کی تحویل میں کیمپوں سے نکال کر پیدل چلایا جاتا تھا۔

لیکن اس رہائی نے اس صورتحال کو ختم نہیں کیا۔ ہولوکاسٹ میں بچ جانے والے بہت سے یہودی جب اپنی نئی زندگیوں کا آغاز کرنے جا رہے تھے تو انہیں پُرتشدد یہود دشمنی اور جلاوطنی کے مسلسل خطرات کا سامنا رہا۔ بہت سے لوگ اپنے خاندان کے افراد کو کھو چکے تھے، جبکہ باقی لوگ اپنے گمشدہ والدین، بچوں اور بہن بھائیوں کی تلاش میں برسوں تک سرگرداں رہے۔

بعض یہودی ہولوکاسٹ میں زندہ بچ گئے

اگرچہ نازی جرمنی کی کوشش تھی کہ یورپ کے تمام یہودیوں کو قتل کر دیا جائے، لیکن پھر بھی بعض یہودی ہولوکاسٹ میں بچ گئے۔ اس طرح زندہ بچ جانے کی مختلف صورتیں ہیں۔ لیکن، ہر صورت میں، ان کی زندگیوں کا بچ جانا صرف حالات کے غیر معمولی گٹھ جوڑ، انفرادی انتخاب، دوسروں کی مدد (یہودیوں اور غیر یہودیوں دونوں کی طرف سے)، اور محض قسمت کی بدولت ہی ممکن ہوا تھا۔

جرمنی کے زیرِ تسلط یورپ سے باہر زندہ بچ جانے والے افراد

بعض یہودی جرمنی کے زیرِ تسلط یورپ سے فرار ہو کر ہولوکاسٹ سے بچ گئے تھے۔ عالمی جنگِ عظیم دوم شروع ہونے سے پہلے، لاکھوں یہودی ہجرت کے راستے میں عائد خاطر خواہ رکاوٹوں کے باوجود نازی جرمنی سے ہجرت کر گئے تھے۔ وہ لوگ جو ہجرت کر کے جرمنی کے تسلط سے آزاد ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ اور دیگر علاقوں میں چلے گئے تھے، وہ نازیوں کے تشدد سے محفوظ رہے۔ عالمی جنگِ عظیم دوم شروع ہونے کے بعد بھی، کچھ یہودی جرمنی کے زیرِ تسلط یورپ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مثال کے طور پر، اندازاً 200,000 پولش یہودی جرمنی کے زیرِ قبضہ پولینڈ سے فرار ہوئے۔ جب سوویت حکام نے انہیں سوویت یونین کے اندرونی علاقوں میں مزید مشرق کی جانب بھیج دیا تو یہ یہودی جنگ کے سخت حالات میں زندہ بچے رہے۔

جرمنی کے زیرِ تسلط یورپ میں زندہ بچ جانا

جرمنی کے زیرِ تسلط یورپ میں یہودیوں کی ایک مختصر تعداد زندہ بچی۔ ان کا بچ جانا عموماً بچانے والے افراد کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔ بچانے کی یہ کوششیں لوگوں کے انفرادی اقدامات سے لے کر منظم نیٹ ورکس تک، چھوٹے اور بڑے دونوں پیمانے پر ہوئیں۔ پورے یورپ میں، ایسے غیر یہودی بھی تھے جنہوں نے اپنے یہودی پڑوسیوں، دوستوں اور اجنبیوں کو بچانے کے لیے جان کی بازی لگا دی۔ مثال کے طور پر، انہوں نے یہودیوں کے لیے چھپنے کی جگہیں تلاش کیں، جعلی کاغذات حاصل کیے جو انہیں حفاظتی عیسائی شناخت مہیا کرتے تھے، یا انہیں خوراک اور سامان مہیا کیا۔ دیگر یہودی حمایتی پارٹی کی مزاحمتی تحریکوں کا حصہ ہونے پر بچ گئے۔ آخر میں، کچھ یہودی ناممکن اور حیرت انگیز طور پر، حراستی کیمپوں، اقلیتی یہودی بستیوں، حتیٰ کہ قتل گاہوں میں بھی زندہ بچ گئے۔

نتیجہ

اگرچہ ہولوکاسٹ جنگ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا تھا، لیکن خوف و دہشت کی میراث اور نسل کشی اب بھی باقی ہے۔ عالمی جنگِ عظیم دوم کے اختتام تک، چھ ملین یہودی اور لاکھوں دیگر لوگ جاں بحق ہوئے۔ نازی جرمنی اور اس کے اتحادیوں اور حلیفوں نے پورے یورپ میں ہزاروں یہودی کمیونٹیز کو ویران یا مکمل طور پر تہہ و بالا کر دیا۔

ہولوکاسٹ کے نتیجے میں، وہ یہودی جو زندہ بچ گئے تھے، انہیں اپنے پورے خاندان اور برادریوں کے کھو جانے کی انتہائی صدماتی حقیقت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان میں سے بعض اپنے گھروں کو واپس لوٹ سکے اور انہوں نے یورپ میں اپنی زندگیاں دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ جبکہ بے شمار دیگر لوگ جنگ کے بعد ہونے والے تشدد اور یہود دشمنی کے جذبات کے باعث ایسا کرنے سے خوفزدہ تھے۔ جنگ کے فوراً بعد کے دنوں میں، وہ لوگ جو اپنے گھروں کو واپس نہ جا سکے یا واپس نہیں گئے، انہیں گمشدہ افراد کے کیمپوں میں زندگی گزارنا پڑی۔ وہاں، بہت سے افراد کو اپنے نئے گھروں میں جانے سے پہلے کئی سال انتظار کرنا پڑا۔

ہولوکاسٹ کے نتیجے میں، دنیا نسل کشی کی دہشت ناک واقعات کو قبول کرنے، متاثرین کو یاد رکھنے، اور ظلم کرنے والوں کو ذمہ دار ٹھہرانے کی جدوجہد کرتی آئی ہے۔ ان اہم کوششوں کا تسلسل ہنوز جاری ہے۔

☆☆☆☆

مسکان

(فاطمہ نعیم،بی ایس سمسٹر سوم،ایوننگ)

قدرتی طور پر اسکا جھکاؤ اور ماحول کے مطابق اسکا رجحان اولاد نرینہ کا خواہش مند تھا مگر ایک گول مٹول، سانولی سی بچی، اسکی پہلوٹی کی اولاد، اسکی بانہوں میں لیے جانے کی منتظر تھی۔

Hello Tuan Ibrahim. Tuan, adakah anda mendengar saya

محترم ابراہیم؟ سر آپ مجھے سن رہے ہیں؟

نرس نے کوئی تیسری دفعہ اسے متوجہ کرنے کی کوشش کی تھی اور بالآخر اسنے ہمت مجتمع کی اور اس ننھے سے وجود کو گود میں بھر لیا۔

وہ خود سے بھی چھپا رہا تھا لیکن اسکا دل لگتا تھا جیسے کود کود کر باہر آنے کی جستجو میں ہے، وہ نظریں چرا رہا تھا، وہ دیکنا نہیں چاہتا تھا وہ ماننا بھی نہیں چاہتا تھا اور چند لمحے بعد وہ اس پہلوٹی کی اولاد کو ٹھنڈے بنچ پر لٹا کہ خود جا چکا تھا۔ ماحول کا اثر غالب آ چکا تھا۔ مگر آہ یہ قدرت کی منشا ہوتی ہے اور اسے مانا ہی جاتا ہے، ابن آدم ایک یہ ہی تو زندگی کا پہلو ہوتا ہے جس میں تم مجبورِ محض پیدا کیے گیے ہو، تم نہیں بدل سکتے، تم نہیں بھاگ سکتے اور تمہیں رکنا ہی ہوتا ہے۔ اور بلا آخر وقت ہی مرحم ثابت ہوتا ہے اور ایک وقت گزر جانے کے بعد تمہارا پہاڑ جیسا بوجھ بھی ہو تو سرکنے لگتا ہے، پھر وہ بس تمہاری زندگی کی کہانیوں میں سے ایک کہانی کا موضوع ہوتا ہے۔ مگر وہ لمحے جو بعض اوقات جینے کے ہوتے ہیں کھو چکے ہوتے ہیں۔

آج جب وہ عرصہ دراز کے بعد مسجد نبوی کے ٹھنڈے فرش پر پاؤں رکھ رہا تھا تو گویا دل دھڑکنا نہیں جانتا تھا، وضو کا پانی ہاتھوں کو منجمد کیے جاتا تھا، نظریں تھی کہ زمین میں گر کر رہ گئی تھی بلاشبہ الفاظ اس کیفیت کے بیان سے قاصر ہیں۔ مگر ذہن کے اوراق پلٹ چکے تھے۔ یہ ہی وہ جگہ تھی جہاں فاطمہؓ کی پیش قدمی پر انبیاء کے سردار چادر اطہر بچھاتے ہونگے، شائد یہ ہی زمین کا ٹکڑا تھا جہاں زندہ دفنائی گئی معصوم کلی کی فریاد سننے پر روئے ہونگے کہ داڑھی مبارک تر ہو گئی ہو گئی، اسی فرش پر بیٹھ آپ نے تین، دو اور ایک بیٹی کی احسن پرورش پر جنت میں رفاقت کی بشارت دی ہو گی۔ مگر اسکا ردعمل تو کم علمی، نادانی تھا اور ماحول کا اثر اب بھی غالب آ چکا تھا ہچکی بندھ چکی تھی اور ایک دعائے مستجاب کا وقت تھا، معافی کی گھڑی تھی، خدا کے احسان پر تشکر کے جذبات امڈھے آتے تھے۔

میرے پروردگار تو بلاشبہ بہتر کارساز ہے میرا حال جانتا ہے، میری کم علمی کو وبال بننے نہیں دیا گیا میرے پروردگار آج میری نسلوں پر اس بھلائی کو یفقھ فی الدین کی صورت کھول دے، علم کا ایسا تاج میری محبت سے مرحومیت کے عوض میری اولاد کو عطا کر دے کہ جسکی روشنی سے عالم اسلام منور کر یے جائیں۔ بہتر اجر انکے حصے میں لکھ دے۔

اتنے میں کوئی بہت آہستگی سے اسکے شانوں پر سر رکھ رہا تھا، نرم نرم سانولے ہاتھوں سے کندھا سہلا رہا تھا۔

Baba, comelnya Nahool ni? Saya rasa saya telah berada di sini selama-lamanya.

بابا یہ ماحول کتنا پیارا ہے نا؟ مجھے لگتا ہے کہ میں ہمیشہ سے ادھر ہی رہی ہوں.

Ayah, kita balik pagi?

بابا کیا ہم صبح واپس چلیں جائیں گے ؟

وہ ہزاروں میں یہ آواز پہچانتا تھا اور اک بار میں اسے لگا کہ واقعی وقت اپنے پیمانے کھو چکا ہے اور اسنے ہسپتال کے ٹھنڈے بینچ پر سے اسے اٹھا کر مشفق گود میں پناہ دی ہے.

Semoga anda berdoa agar mulai sekarang, tidak kira di mana kita tinggal di dunia, kita akan terus mematuhi arahan ini, terima kasih kepada mesej yang tanah ini disimpan suci, kita akan bertemu dalam barisan orang-orang yang beriman. Tetapi terbuka ilmu ini yang tintanya lebih baik daripada darah para syuhada.

مسکان آپ دعا کرو کہ یہاں سے جانے کہ بعد بھی، چاہے ہم دنیا کہ جس بھی کونے میں رہیں، ہم ان ہدایات کو مانتے رہیں، جس پیغام کی بدولت اس سرزمین کی حرمت رکھی گئی، ہم روز محشر مومنین کی صفیں میں ملیں، ہم پر اس علم کو کھول دیا جائے کہ جس کی سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے۔

Ya ayah Jadi adakah kita akan pulang ke Malaysia pada waktu pagi?

بابا. تو کیا صبح پھر ہم ملائیشا واپس چلیں جائیں گے ؟

Ya senyum, betul

جی مسکان، ایسا ہی ہے۔

بلآخر مسکان اسکے چہرے پر بھی محور قص تھی، صدیوں کا بوجھ لمحوں کی مسافت طے کر چکا تھا۔

☆☆☆☆

بہترین معاشرے کی تشکیل

(عنبرین کنول،21-2017)

ایک بہترین معاشرے کی تشکیل کے لیے قرآن پاک کے مختصر مگر انتہائی مؤثر پیغامات درج ذیل ہیں:

- گفتگو کے دوران بدتمیزی نہ کیا کرو۔(سورۃ البقرہ2:83)
- غصے کو قابو میں رکھیں۔(سورۃ آل عمران3:134)
- دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں۔(سورۃ القصص28:77)
- تکبر نہ کرو۔(سورۃ النحل16:23)
- دوسروں کی غلطیاں معاف کر دیا کرو۔(سورۃ النور24:22)
- اپنی آواز پست رکھا کرو۔(سورۃ لقمان31:19)
- دوسروں کا مذاق نہ اڑایا کرو۔(سورۃ الحجرات49:11)
- والدین کی خدمت کیا کرو۔(سورۃ بنی اسرائیل17:23)
- والدین سے اُف تک نہ کہو۔(سورۃ بنی اسرائیل17:23)
- والدین کی اجازت کے بغیر ان کے کمرے میں داخل نہ ہوا کرو۔(سورۃ النور24:58)
- لین دین کا حساب لکھ لیا کرو۔(سورۃ البقرہ2:282)
- کسی کی اندھا دھند تقلید نہ کرو۔(سورۃ بنی اسرائیل17:36(
- اگر مقروض مشکل وقت سے گزر رہا ہو تو اسے ادائیگی کے لیے مزید وقت دے دیا کرو۔(سورۃ البقرہ2:280)
- سود نہ کھاؤ۔(سورۃ البقرہ2:278)
- رشوت نہ لو۔(سورۃ المائدہ5:42)
- وعدہ نہ توڑو۔(سورۃ الرعد13:20)
- دوسروں پر اعتماد کیا کرو۔(سورۃ الحجرات49:12)
- سچ میں جھوٹ نہ ملایا کرو۔(سورۃ البقرہ2:42)
- لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا کرو۔(سورۃ ص38:26)
- انصاف کے لیے مضبوطی سے کھڑے ہو جایا کرو۔(سورۃ النساء4:135)
- مرنے والوں کی دولت خاندان کے تمام ارکان میں تقسیم کیا کرو۔(سورۃ النساء4:8)
- خواتین بھی وراثت میں حصہ دار ہیں۔(سورۃ النساء4:7)
- یتیموں کی جائیداد پر قبضہ نہ کرو۔(سورۃ النساء4:2)

- یتیموں کی حفاظت کرو۔(سورۃ النساء4:127)
- دوسروں کا مال بلاضرورت خرچ نہ کرو۔(سورۃ النساء4:6)
- لوگوں کے درمیان صلح کراؤ۔(سورۃ الحجرات49:10)
- بدگمانی سے بچو۔(سورۃ الحجرات49:12)
- غیبت نہ کرو۔(سورۃ الحجرات49:12)
- جاسوسی نہ کرو۔(سورۃ الحجرات49:12)
- خیرات کیا کرو۔(سورۃ البقرہ2:271)
- غرباء کو کھانا کھلایا کرو۔(سورۃ المدثر74:44)
- ضرورت مندوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کیا کرو۔(سورۃ البقرہ2:273)
- فضول خرچی نہ کیا کرو۔(سورۃ الفرقان25:67)
- خیرات کر کے جتلایا نہ کرو۔(سورۃ البقرہ2:262)
- مہمانوں کی عزت کیا کرو۔(سورۃ الذاریات 51:24تا27)
- نیکی پہلے خود کرو اور پھر دوسروں کو تلقین کرو۔(سورۃ البقرہ2:44)
- زمین پر برائی نہ پھیلایا کرو۔(سورۃ العنکبوت29:36)
- لوگوں کو مسجدوں میں داخلے سے نہ روکو۔(سورۃ البقرہ2:114)
- صرف ان کے ساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ لڑیں۔(سورۃ البقرہ2:190)
- جنگ کے دوران جنگ کے آداب کا خیال رکھو۔(سورۃ البقرہ2:190)
- جنگ کے دوران پیٹھ نہ دکھاؤ۔(سورۃ الانفال8:15)
- دین میں کوئی سختی نہیں۔(سورۃ البقرہ2:256)
- تمام انبیاء پر ایمان لاؤ۔(سورۃ النساء4:150)
- جنسی بدکاری سے بچو۔(سورۃ بنی اسرائیل17:32)
- حکمرانوں کو میرٹ پر منتخب کرو۔(سورۃ البقرہ2:247)
- کسی پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔(سورۃ البقرہ2:286)
- منافقت سے بچو۔(سورۃ البقرہ2:14تا16)
- کائنات کی تخلیق اور عجائب کے بارے میں گہرائی سے غور کرو۔(سورۃ آل عمران3:190)
- عورتیں اور مرد اپنے اعمال کا برابر حصہ پائیں گے۔(سورۃ آل عمران3:195)
- بعض رشتہ داروں سے شادی حرام ہے۔(سورۃ النساء4:23)

- مرد خاندان کا سربراہ ہے۔(سورۃ النساء34:4)
- بخیل نہ بنو۔(سورۃ النساء37:4)
- حسد نہ کرو۔(سورۃ النساء54:4)
- ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔(سورۃ النساء29:4)
- فریب(فریبی) کی وکالت نہ کرو۔(سورۃ النساء135:4)
- گناہ اور زیادتی میں دوسروں کے ساتھ تعاون نہ کرو۔(سورۃ المائدہ2:5)
- نیکی میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔(سورۃ المائدہ2:5)
- اکثریت، سچ کی کسوٹی نہیں ہوتی۔(سورۃ المائدہ100:5)
- صحیح راستے پر رہو۔(سورۃ الانعام153:6)
- جرائم کی سزا دے کر مثال قائم کرو۔(سورۃ المائدہ38:5)
- گناہ اور ناانصافی کے خلاف جدوجہد کرتے رہو۔(سورۃ الانفال39:8)
- مردہ جانور، خون اور سور کا گوشت حرام ہے۔(سورۃ المائدہ3:5)
- شراب اور دوسری منشیات سے پرہیز کرو۔(سورۃ المائدہ90:5)
- جوا نہ کھیلوں۔(سورۃ المائدہ90:5)
- ہیرا پھیری نہ کرو۔(سورۃ الاحزاب70:33)
- چغلی نہ کھاؤ۔(سورۃ الھمزہ1:104)
- کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو۔(سورۃ الاعراف31:7)
- نماز کے وقت اچھے کپڑے پہنو۔(سورۃ الاعراف31:7)
- آپ سے جو لوگ مدد اور تحفظ مانگیں ان کی حفاظت کرو، انہیں مدد دو۔(سورۃ التوبہ6:9)
- طہارت قائم رکھو۔(سورۃ التوبہ108:9)
- اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔(سورۃ الحجر56:15)
- اللہ، نادانستگی میں کی جانے والی غلطیاں معاف کر دیتا ہے۔(سورۃ النساء17:4)
- لوگوں کو دانائی اور اچھی ہدایت کے ساتھ اللہ کی طرف بلاؤ۔(سورۃ النحل125:16)
- کوئی شخص کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔(سورۃ فاطر18:35)
- غربت کے خوف سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو۔(سورۃ النحل31:16)
- جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو اس پر گفتگو نہ کرو۔(سورۃ النحل36:16)
- کسی کی ٹوہ میں نہ رہا کرو(تجسس نہ کرو)۔(سورۃ الحجرات12:49)

- اجازت کے بغیر دوسروں کے گھروں میں داخل نہ ہو۔(سورۃ النور24:27)
- اللہ اپنی ذات پر یقین رکھنے والوں کی حفاظت کرتا ہے۔(سورۃ یونس10:103)
- زمین پر عاجزی کے ساتھ چلو۔(سورۃ الفرقان25:63)
- اپنے حصے کا کام کرو۔اللہ، اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین تمہارا کام دیکھیں گے۔(سورۃ توبہ9:105)
- اللہ کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔(سورۃ الکہف18:110)
- ہم جنس پرستی میں نہ پڑو۔(سورۃ النمل27:55)
- حق (سچ) کا ساتھ دو، غلط (جھوٹ) سے پرہیز کرو۔(سورۃ توبہ9:119)
- زمین پر ڈھٹائی سے نہ چلو۔(سورۃ بنی اسرائیل17:37)
- عورتیں اپنی زینت کی نمائش نہ کریں۔(سورۃ النور24:31)
- اللہ شرک کے سوا تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔(سورۃ النساء4:48)
- اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔(سورۃ زمر39:53)
- برائی کو اچھائی سے ختم کرو۔(سورۃ حٰم سجدہ41:34)
- فیصلے مشاورت کے ساتھ کیا کرو۔(سورۃ الشوریٰ42:38)
- تم میں زیادہ معزز وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔(سورۃ الحجرات49:13)
- اسلام میں ترک دنیا نہیں ہے۔(سورۃ الحدید57:27)
- اللہ علم والوں کو مقدم رکھتا ہے۔(سورۃ المجادلۃ58:11)
- غیر مسلموں کے ساتھ مہربانی اور اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔(سورۃ الممتحنۃ60:8)
- خود کو لالچ سے بچاؤ۔(سورۃ النساء4:32)
- اللہ سے معافی مانگو، وہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔(سورۃ البقرہ2:199)
- جو دست سوال دراز کرے اسے نہ جھڑکو بلکہ حسب توفیق کچھ دے دو۔(سورۃ الضحیٰ93:10)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین

☆☆☆☆

آزمائش

(اقصیٰ پروین، بی ایس، سمسٹر ہفتم، مارننگ)

اللہ کی دی ہوئی ایک ایسی طاقت ہے جو انسان کو بڑا مضبوط بنا دیتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ غم انسان کی سب سے بڑی قوت ہے۔ اس قوت کے بل بوتے پر وہ بڑی بڑی تکلیفیں بڑی آسانی سے برداشت کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو آزماتا ہے۔ اگر وہ آزمائش میں نہ ڈالتا تو انسان دوسرے کا غم کس طرح سمجھتا اسلئے زندگی میں غم بہت ضروری ہے۔

أحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُون

کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے جائے

"موتی تلاش کرنا ہو تو ذرا گہرا جانا پڑتا ہے اور اگر گھونگے تلاش کرنے ہو تو پاؤں بھیگ جائیں تو کافی ہوتا ہے۔"

انسان بڑا جلد باز ہے اگر اللہ اس کو کسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اب پتہ نہیں یہ کب ختم ہو گی اور شاید ہو گی بھی یا نہیں بڑی جلدی مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ جو چیز وہ پسند کر رہا ہے اصل میں وہ اس کے حق میں اچھی نہیں ہے جن دروازوں کے کھلنے کا آپکو شدت سے انتظار ہوتا ہے ہو سکتا کھلنے پر اتنے کھوکھلے ہوں کہ کھلتے ہی ٹوٹ جائیں۔

وَ عَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْا وَ هُوَ شَرٌّ لكم "کہ عین ممکن ہے جو چیز تمھیں پسند آرہی ہے وہ تمھارے حق میں بری ہو۔!!

جسے نقصان اٹھانا نہیں آتا اسے نہیں معلوم کہ فائدہ کسے کہتے ہیں

ظرف ہو تو غم بھی ایک نعمت ہے خدا کی اقبال
جو سکون رونے میں ہے وہ مسکرانے میں کہاں

☆☆☆☆

غلاظت میں لتھڑی یہ زبانیں

(میاں شاہد شفیق، ایم فل اسلامیات)

سنا کرتے ہیں کہ گئے وقتوں میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے جن کی گفتگو دل کی تسکین کا باعث بنا کرتی، جن کے کلام سے یوں لگتا کہ الفاظ نہیں موتی جھڑ رہے ہیں اور شدید ترین اختلاف بیان کرنے میں بھی ان کا اندازِ تخاطب نہایت شیریں ہوا کرتا لیکن لگتا ہے اب یہ سب کچھ عنقاء ہو چکا۔ کتب میں ایسی باتیں پڑھنے اور بزرگوں سے سننے پر افسانوی سی معلوم ہوتی ہیں۔ یوں لگتا ہے حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا معاشرہ شدید ترین اخلاقی گراوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔ سیاسی و مذہبی جماعتوں نے سوشل میڈیا پر اپنے شتر بے مہار کارکنان کے جتھے چھوڑ رکھے ہیں۔ جماعتوں کے میڈیا سیل اور ترجمانی کی ذمہ داری اس شخص کو ملتی ہے جو مقابل پر بھرپور دشنام طرازی کر سکے۔ ذاتی حملوں کا سلسلہ یہاں تک پہنچ چکا کہ ریاست مدینہ کے دعویدار ہوں یا مذہبی سیاست کے علمبردار ہونے کے دعویدار یا سیاسی رواداری کے چیمپئن کہلانے والے، کسی سے اب مقابل کے اہل خانہ بھی محفوظ نہیں۔ کسی دور میں Francis Grose نے بہت تگ و دو کے بعد A Classical Dictionary of the Vulgar Tongue ترتیب دی تھی. جس کیلئے اس نے کوٹھوں سے لیکر چوکوں چوراہوں کے اوباش لوگوں کی غلیظ زبان بازی کا قریب سے جائزہ لیا۔

آج کے تناظر میں دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے اب کوئی شخص اس طرز کی جدید لغت لکھنا چاہے تو اسے Francis Grose جیسی محنت نہ کرنی پڑے گی وہ ہمارے جلسوں میں زعماء ملت کی سیاسی ٹرولنگ کے نام پر استعمال کی جانے والی غلاظت سے لتھڑی گفتگو سنے اور لکھتا جائے۔ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ان عمائدین کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ فرمان ازبر کروانے کی اشد ضرورت ہے۔

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ (جامع ترمذی، حدیث 1977)

مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بے حیاء اور بدزبان نہیں ہوتا ہے

☆☆☆☆

لائبریری کی کتاب کی آپ بیتی

(بنیش حسیب، ایم فل، سمسٹر سوم)

میں لائبریری کی ایک کتاب ہوں۔ میرا نام تنقیحات ہے، مجھے بہت بڑے مجدد اور اسکالر مولانا سید ابوالاعلی مودودی نے لکھا ہے۔ مجھے لاہور کے ایک مشہور ناشر نے چھاپا اس نے میری بہت سی بہنوں کے ساتھ مجھے اپنی دکان میں سجالیا۔ بہت سے خریدار آئے وہ بہت سی کتابیں خریدتے رہے مگر میں کسی کی نگاہ انتخاب میں نہ آئی۔ ایک دن ایک خوبصورت شخص دکان میں داخل ہوا۔ اس نے مولانا مودودی کی دیگر تصانیف خریدیں اور ساتھ مجھے بھی خرید لیا۔ وہ مجھے اپنے شہر میں لے آیا اور ایک الماری میں سجادیا۔ اس الماری میں اور بھی بہت سی کتابیں تھیں جبکہ کمرے میں اور بھی بہت سی الماریاں تھیں۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ایک لائبریری ہے کیونکہ مجھ پر ایک مہر لگادی گئی تھی اور اس پر ایک نمبر بھی لکھ دیا گیا تھا۔ پھر ایک الگ رجسٹر میں میرا اندراج بھی کر دیا گیا تھا۔

ایک دن ایک شخص آیا وہ کچھ عرصہ مجھے تکتا رہا۔ پھر اس نے مجھے الماری کے خانے سے نکالا اور اپنے نام میرا اجرا کرالیا۔ دوسرے دن اس نے مجھے پڑھنا شروع کر دیا چونکہ میری ہر بات دل آویز، تشبیہ دل کش اور ہر استعارہ دامن کش قلب و نظر تھا۔ اس لیے وہ جابجا نشانات لگاتا رہا۔ پر یہ لمحات میرے لیے انتہائی تکلیف دہ تھے کہ جب میری پیشانی پر خراش دیتا تو میں درد سے بلبلا اٹھتی مگر میری آہوں اور فریادوں کو سننے والا کوئی نہ تھا کیونکہ اس کے لیے کانوں کی نہیں دل درد آشنا کی ضرورت تھی اور میرے قاری کا سینہ درد کی دولت سے خالی تھا۔ وہ میرے سینے کو پنسل کی نوک سے مسلسل دل زخمی کرتا رہا الٹتا پلٹتا رہا بے پروائی سے پھینکتا، کھولتا اور بند کرتا رہا۔ میرا سرورق پھٹ گیا تھا اس کا حسن کچلا گیا اور تابندگی ماند پڑ گئی تھی۔ چار دن کے بعد اس نے مجھے واپس کر دیا اور مجھے دوبارہ اسی خانے میں اسی جگہ رکھ دیا گیا جہاں سے مجھے اٹھایا گیا تھا۔

ایک ہفتے کے بعد ایک سنجیدہ اور شائستہ انسان آیا۔ اس نے مجھے اٹھایا اور اپنے نام میرا اجرا کرایا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا وہ ایک پروفیسر تھا۔ اس نے بڑی محبت اور پیار کے ساتھ مجھے پڑھا اور میرے سینے پر جو لاتعداد خراشیں تھیں انہیں دیکھ کر بار بار افسوس بھی کیا کہ قارئین میں مطالعے کا سلیقہ مفقود ہو گیا ہے۔ اس کی محبت میں مجھے انتہائی مسرت اور سکون ملا وہ مجھے اپنے ساتھ لے جاتا اور اپنے تلامذہ کو میرے بہت سے موتیوں سی چمکتی اصطلاحات اور باتوں کو سمجھاتا کہ وہ اپنے اندر بصیرت اور ہدایت کی ایک دنیا لیے ہوئے ہیں۔ اس نے پندرہ دن کے بعد مجھے واپس کر دیا اور میں بہت ہی خوشگوار یادیں سینے میں چھپائے اپنے خانے میں پہنچ گئی۔

پھر ایک اور نوجوان آیا جس کے چہرے سے درشتی ٹپکتی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے مجھے اٹھایا۔ مجھے اس کا طرز عمل کھٹکا اور میں مستقبل کی سنگینیوں کے تصور سے لرز گئی اس نے بڑے غلط طریقے سے مجھے استعمال کیا۔ یہاں تک کہ اپنی پسندیدہ صفحات بلیڈ سے کاٹ لیے۔ میں اس ظلم و ستم کے خلاف سراپا احتجاج تھی مگر جب دلوں پر مہر لگ چکی ہو تو احساس پتھر ہو جایا کرتا ہے اور آہیں دم توڑ دیا کرتی ہیں۔ اس نے مجھے واپس کر دیا۔ لائبریرین نے بغیر دیکھے مجھے الماری میں رکھ دیا۔

ایک سال کے بعد جب بوسیدہ کتابیں الگ کی گئیں تو مجھے بھی چھانٹ دیا گیا اور دوسری کتابوں کے ساتھ ایک کباڑی کے ہاتھ بیچ دیا جس نے مجھے ایک سڑک کے کنارے زمین پر سجادیا۔ میں اس وقت سے راہ گزر، اس شعر کی تفسیر بنی بیٹھی ہوں۔

پر ہوں میں شکوے سے یوں، راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑیئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

☆☆☆☆

آنکھ

(حافظہ اقصیٰ نور، بی ایس، سمسٹر پنجم، مارننگ)

آنکھ اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے آنکھ کے ذریعے انسان کسی بھی اچھائی اور برائی کی طرف مائل ہوتا ہے کیونکہ آنکھ کے ذریعے ہم دیکھتے ہیں اور اسی کے ذریعے اچھی یا بری چیز کو اپنی زندگی میں عمل میں لاتے ہیں۔

- آنکھ اللہ پاک کی دی گئی عظیم نعمتوں میں سے ایک ہے۔
- آنکھ کی حفاظت کر کے ہم زنا جیسے برے فعل سے بچ سکتے ہیں۔
- آنکھ کی حفاظت کر کہ ہم نامحرم کی طرف دیکھنے اور برائی کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں۔
- ہر فتنہ کی ابتدا ہی آنکھ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی لئے اسلام میں حفاظت نظر پر زور دیا ہے۔
- بد نظری فحاشی اور برائی کی جڑ اور بنیاد ہے۔

آنکھ کی حفاظت کیسے کی جائے؟

آنکھ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ غض بصر ہے یعنی نظر جھکانا ہے۔

- راہ میں نظر جھکا کر چلنا۔
- کسی فنکشن میں نظر کو جھکا کر رکھنا۔

ارشاد ربانی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ.

ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں، یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے، بیشک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ (النور:30)

اور اسی طرح عورتوں کو بھی غض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ.

اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں! (النور:31)

اسلام نے مرد و عورت دونوں کو نگاہ پست رکھنے کا حکم دیا ہے۔

ان آیات کی ترتیب سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ نے پہلے مرد کو نگاہ جھکانے کا حکم دیا ہے کہ مرد اپنی نظروں کو جھکا کر رکھے۔ نامحرم کی طرف دیکھنے سے گریز کریں تاکہ معاشرہ مستحکم رہ سکے۔ اور ہر قسم کی برائی سے محفوظ ہو سکے۔ حدیث شریف میں بھی نظر کی حفاظت کا تذکرہ موجود ہے۔

صحابہ کرام سے ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کہ راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو! صحابہ نے اپنی مجبوری پیش کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم کو جب کوئی مجبوری ہو تو راستہ کا حق ادا کرو!" صحابہ نے سوال کیا راستہ کا حق کیا ہے"۔؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ۔

"نگاہ نیچی رکھنا، اذیت کا رد کرنا، سلام کا جواب دینا، اور بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے منع کرنا"۔

(مسلم بن حجاج، امام، الصحیح، بیروت، داراحیاء التراث العربی، جلد4، صفحہ 1704234۔)

جس طرح ہم اپنے جسم کو پاک صاف رکھتے ہیں اسی طرح ہمیں جسمانی اعضاء مثلاً: دل، دماغ، زبان، آنکھ کی حفاظت کرنی چاہیے۔

بد نظری سے بچنے کے فضائل:

حضرت ابو ہریرہ نبی کریم ﷺ کا یہ اِرشاد نقل فرماتے ہیں:

كُلّ عَيْنٍ بَاكِيةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عَيْنٌ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللهِ وَعَيْنٌ سَهِرَتْ فِيْ سَبِيلِ اللهِ وَعَيْنٌ خَرَجَ مِنْهَا مِثْلُ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ۔

ہر آنکھ قیامت کے دن رو رہی ہو گی سوائے تین آنکھوں کے۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے سے جھکی ہو گی، اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے جاگی ہو گی، اور تیسری وہ آنکھ جس سے مکھی کے سر کے برابر آنسو اللہ کے خوف سے نکلا ہو گا۔

(الترغیب والترھیب:2925)

- آنکھ کی حفاظت کرنے سے دل صاف ہوتا ہے۔

اللہ ہم سب کو نظر کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆

بے جا خوف

(ایمان فاطمہ، بی ایس، سمسٹر سوم، مارننگ)

ڈر، خوف، گھبراہٹ، اوسان خطا ہونا اور دل کی دھڑکن کا کانوں سے ٹکرانا؛ یہ سب ضروری نہیں کہ کسی ڈراؤنی فلم کو دیکھ کر ہی محسوس ہو جس میں چڑیل (جس کے ناخن نوکیلے اور شکل بگڑی ہے) چمٹنے والی ہو۔ بلکہ اصل زندگی میں تو ڈرنے کے لیے چڑیل یا جن کی ضرورت نہیں۔ ڈر خود بہت سے ٹھکانوں سے ہم تک رسائی حاصل کر ہی لیتا ہے۔ آج ایک اندھیرے کمرے میں قدم رکھا ہی تھا کہ ایک سایہ نظر آیا۔ محسوس ہوا کہ کوئی کھڑا ہے۔ پہلے تو ہمت جمع کر کے اس پر تھوڑی سی نظر ڈالی مگر فوراً ڈر نے مجھے جکڑ لیا اور اس کی وجہ سے میں نے یقین کر لیا کہ ضرور کوئی کھڑا ہے۔ اس سوچ نے گھبراہٹ پیدا کی اور میں بمشکل ہی کمرے کی بتی جلا پائی۔ آخر جب روشنی نے تمام راز فاش کیے تو سمجھ نہ آئی کہ اپنی بیوقوفی پر ہنسوں یا اس احمقانہ حرکت پر غصہ ہوں۔ یہ سایہ جو مسلسل میری تشویش کا باعث تھا جس کی بنا پر نہ جانے کتنے وسوسوں نے میرے ذہن میرے ڈیرے ڈال لیے تھے، وہ کھونٹی پر لٹکے میرے ابو کے کپڑے تھے۔

احساس ہوا کہ ہم ڈر کی بدولت نہ جانے کتنے کام کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ کتنے ہی بے تکے کام ہم اسی ڈر کی وجہ سے کر جاتے ہیں۔

کچھ لوگ خدا سے ڈر کر بندوں سے بھڑ جاتے ہیں اور کچھ افراد بندوں سے ڈر کر خدا کے سامنے اکڑ جاتے ہیں یعنی خدا سے ڈر کر مجرموں سے لڑنے والے بھی ڈر پر قائم اور مجرموں کے خوف سے انصاف نہ کرنے والے افراد بھی ڈر پر قائم۔

بیوی سے ڈر کر پھونک کر قدم رکھنے والے شوہر اور شوہر کے ڈر سے اشاروں پر ناچتی بیویاں بھی ڈر کی پجاری۔

عذاب الٰہی سے ڈر کر امانت لوٹانے والے لوگ اور قلتِ زر سے ڈر کر خیانت کرنے والے لوگ۔ رزلٹ سے ڈر کر دن رات پڑھنے والے طالب علم اور کتاب کی وسعت سے ڈر کر پڑھائی سے جان چھڑانے کی تاک میں رہنے والے طالب علم۔ والدین کے رعب میں آ کر بری عادتوں سے پرہیز کرنے والے بچے اور اپنے امیر دوستوں کے رعب میں آ کر ان کی عادات کو اپنانے والے بچے۔

عزت کی خاطر قتل تک کر جانے والے لوگ اور جان جانے کے ڈر سے چاپلوسی کرنے والے لوگ۔ آخرت سے ڈر کر مفلسی سے زندگی گزارنے والے لوگ اور مفلسی کے خوف سے آخرت بگاڑنے والے۔ علم سے ڈر کر بندوق اٹھانے والے لوگ اور لاعلمی کے خوف سے بندوق کے سامنے آجانے والے۔ غربت کے ڈر سے ذخیرہ اندوزی کرنے والے لوگ اور ذخیرہ اندوزی کے ڈر سے چھاپے مارنے والے افراد۔ اونچائی سے خوف کھا کر نیچے آجانے والے اور نچلی حیثیت سے ڈر کر اونچائی کی جانب سفر کرنے والے افراد۔

تو گویا معاشرے کے تمام افراد میں چاہے وہ راہِ حق پر ہوں یا پھر بھٹکے ہوؤں میں سے ہوں ان سب میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ ہے "ڈر".

اسی کی بنا پر کوئی ایمان بچا لیتا ہے اور اسی کی بدولت ایمان بیچ بھی دیا جاتا ہے۔ اگر سب ہی ڈرپوک ہیں تو بہادر کون ہیں؟ تو بہادری کیا ہے؟ ڈر کا سامنا کرنا کیا ہے؟

تو جہاں ڈر خود بھی ڈر جاتا ہے وہ منازل تو عشق کی ہیں۔ خدا سے عشق، اس کے محبوب سے محبت اور وطن سے الفت ڈر کو ڈرا دیتی ہیں۔ یہی صفت انسان کو کامیاب بناتی ہے۔

مشکل وقت

(کہکشاں اویس، بی ایس، سمسٹر ہفتم)

کبھی کبھی جب ہمیں لگ رہا ہوتا ہے تمام دروازے بند ہو گئے ہیں
جب مشکل وقت آجاتا ہے جب زندگی کی سمجھ نہیں آرہی ہوتی کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ہوتا جب ہم مایوس ہو جاتے ہیں
سب سے پہلا سوال یہی ہوتا ہے جو ہم اپنے رب سے کرتے ہیں
میں ہی کیوں؟
پہلے کم مشکلات سے گزرے تھے؟
یہ بھی ابھی باقی تھا؟
لیکن!
یہ بھول جاتے ہیں جس سے ہم یہ سوالات کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ ہم سے ستر ماوں سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔
اُس کے ہر کام میں بہتری ہے۔
لیکن!
اُس وقت صورتحال ایسی ہوتی ہے کسی بات کی سمجھ نہیں آرہی ہوتی۔
ہمارے خود کے پاس ہی ان سوالات کے جواب ہوتے ہیں۔
لیکن ہم سوچتے نہیں ہیں۔
ہم اس لیے کہ کیا پتا یہ اللہ نے اپنے قریب کرنے کے لیے ہم پر یہ مشکل ڈالی ہو۔
اب دوبارہ اس لیے کہ ہم غافل ہو گئے ہوں اللہ سے اس لیے تم پر مشکل ڈالی کہ تم اُس کو پکارو۔
کبھی سوچو کہ تم ہی کیوں!!
اللہ تو اپنے بندوں سے محبت ہی بہت کرتا ہے وہ بخشش کے لیے موقع دیتا ہے اپنے بندوں کو تو کیا پتا تم جیسے مشکل سمجھ رہے ہو جس سے مایوس ہو گئے ہو۔
وہ تمھارے لیے بہترین منزل کا راستہ ہوں۔
اللہ تمہیں مشکل راستے سے گزار کے تمھیں بہترین منزل دینا چاہتا ہو۔
اس لیے
بوجھ سمجھ کر نہیں بلکہ منزل کا راستہ سمجھ کر گزارو۔
یقیناً
اس وقت سے جلدی گزر جاوگے۔

کیونکہ

وہ ہمت سے زیادہ بوجھ بھی نہیں ڈالتا۔

وہ تمھیں سنبھال لے گا یقین رکھوں وہ تمھارے ساتھ ہے۔

تم یقین کرو وہ باخبر ہے تم سے تمھاری تکلیف سے۔

☆☆☆☆

دور حاضر کی مہنگائی اور ہماری بچت

(خنسہ عفیفہ، بی ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

دور حاضر میں جو مہنگائی کی صورتحال ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اور اس مہنگائی کے دور میں گھر کے اخراجات کو پورا کرنا محال ہے۔ ایسے میں انسان پریشانی کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ ذہنی دباؤ کا بھی شکار ہے۔ بجلی، گیس اور پانی کا بل کسی بھی تنخواہ دار انسان کا خون نچوڑ کر رکھ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے خاندان میں خوشی یا غمی آجائے تو الامان الحفیظ۔

مڈل کلاس سے تعلق رکھنے والے افراد کے لیے تو جینا یوں بھی دوبھر ہے۔ اخراجات اور وسائل میں ضرورت کو پورا کرنا اور بچت کرنا ایک مشکل کام ہے۔۔ چھوٹے چھوٹے غیر ضروری اخراجات کو کم کر کے بچت کی جاسکتی ہے۔ ان کی مثال کچھ یوں ہے کہ سب سے اہم یہ ہے کہ آپ اپنا قرض کا بوجھ اتار پھینکیے۔ بہت سے افراد ایسی جگہوں سے قرضہ لیتے ہیں جہاں شرح سود بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے میں اصل قرض کی رقم سے کئی گنا زیادہ لوٹانا پڑتا ہے۔ اور یوں آپ مزید کنگال ہوسکتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ قرض کے بوجھ سے آزاد ہو جائیں تو آسانی سے بچت کرسکتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ سگریٹ نوشی کرتے ہیں ان کو یہ بات ہضم نہیں ہوگی اور وہ یہ بات سوچتے ہوں گے کہ یہ ننھی منی سی سگریٹ بھلا اخراجات کو کیسے گھٹا سکتی ہے؟ آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ سگریٹ کے ایک معمولی سے برانڈ کی ایک ڈبی بھی روزانہ کی بنیاد پر استعمال کی جائے تو مہینے کے پانچ سے چھ ہزار خرچ ہو جاتے ہیں۔ آپ اندازہ کیجیے کہ کیسے عام سی نظر آنے والی سگریٹ آپ کے وسائل کو دیمک کی طرح چاٹ سکتی ہے۔ آپ کی صحت پر اثر انداز ہو سکتی ہے اگر آپ بھی سگریٹ نوشی کی عادت میں مبتلا ہیں تو فوراً اسے ترک کر دیں۔ یہ مشکل ہے ناممکن نہیں۔

اگر آپ طالب علم ہیں یا کہیں نوکری کرتے ہیں تو آپ دیکھیں کہ دوپہر کا کھانا اگر آپ کالج، یونیورسٹی یا آفس کی کینٹین سے روزانہ کی بنیاد پر کھاتے ہیں تو اچھے خاصے پیسے لگ جاتے ہوں گے لیکن اگر یہی لنچ باکس آپ گھر سے لائیں تو نہ صرف پیسے بچیں گے بلکہ آپ اچھی خاصی بچت کر سکیں گے اور اس سے کوئی اچھا کام بھی کر پائیں گے۔ جہاں تک ممکن ہو اپنا کھانا باہر سے خریدنے کی بجائے خود بنائیں۔

آپ اپنے یوٹیلیٹی بلز میں کمی لا کر بھی بچت کر سکتے ہیں، جیسے کہ بازاری اشیاء کی بجائے اگر خالص اور گھر میں بنی ہوئی اشیاء استعمال کریں تو بچت ہو سکتی ہے۔ فروزن فوڈز اور پیکیجڈ اشیاء کی بجائے گھر کے بنے ہوئے کھانے نہ صرف صحت بخش ہوتے ہیں بلکہ اخراجات کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ گھر میں رہ کر ضرورت سے زیادہ بجلی استعمال نہ کریں اور گھر سے باہر جاتے وقت تمام بورڈ چیک کریں اور سوئچز بند کر کے جائیں۔ رات کو اے سی کا استعمال محدود کریں اور ٹائم دیکھ کر چلائیں۔ سبزیوں کو اپنی خوراک کا حصہ بنائیں۔ یہ وٹامنز سے بھرپور ہوتی ہیں اور گوشت کی نسبت سستی بھی۔

باہر نکلنے پر ہر بار ڈسپوزیبل بوتل خریدنے کی بجائے ایک اچھی سٹین لیس سٹیل یا گلاس واٹر بوتل لے لیں تاکہ اسے بعد میں بھی استعمال کر سکیں۔ ایسا کرنے سے بہت زیادہ بچت ہوگی۔

باہر سے بسکٹ، سنیکس، جام اور سوسز خریدنے کی بجائے خود گھر پر تیار کریں۔ یہ بچت بھی دیں گے اور مضر صحت اشیاء سے پاک بھی ہوں گے۔ اگر گروسری سٹور، جم اور مسجد آپ کے گھر کے قریب ہے تو بجائے پٹرول اور گیس ضائع کرنے کے پیدل سفر کریں۔

پلاسٹک بیگز کے بجائے ایک کپڑے یا پیپر بیگ کا استعمال کریں جو کہ سائز میں بڑا ہو اور بار بار استعمال کیا جاسکے۔

مہنگے گفٹ خریدنے کی بجائے خود سے چیزیں بنائیں۔ بلاضرورت شاپنگ سے گریز کریں۔ اپنی ترجیحات کا تعین کریں۔ اپنے گھر میں چھوٹا سا باغیچہ بنائیں جہاں سے اگنے والے پھل اور سبزیاں آپ کو بچت میں مدد دے پائیں۔

کچھ لوگ پکنک اور چھٹیاں گزارنے کے لیے نئی نئی جگہوں کا انتخاب کرتے ہیں اور بعض تو اس سلسلے میں ملک سے باہر بھی چلے جاتے ہیں۔ اس کیلیے بڑی رقم خرچ کرتے ہیں۔ انسان کو چاہیے کہ اس رقم کو بچائیں اور ایسے مشاغل اپنائیں جو آپ کیلئے تفریح کا سامان پیدا کر دیں۔

☆☆☆☆

ہماری کہانی ہماری زبانی

(بریرہ،بی ایس، سمیسٹر سوم،مارننگ)

9 جنوری کو میں نے ڈیپارٹمنٹ میں دیکھا تو کچھ نئے نئے چہرے نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ جونیئرز آئے ہیں۔ لیکن وہ دیکھنے میں بالکل بھی نووارد نہیں لگ رہے تھے کیونکہ آج سے غالبا ایک سال دوماہ قبل جب ہم نے جامعہ پنجاب میں قدم رکھا تو ہم یونیورسٹی کو بڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اچھا!!! تو ایسی ہوتی ہے یونیورسٹی!!! ایسے ہیں یہاں کے لوگ!!! ایسے بات کرتے ہیں!!! ایسا پہنتے ہیں!!! گویا کہ ایک سال تو ادب آداب سیکھنے میں ہی لگ گیا۔ لیکن- جونیئرز تو کسی اور ہی دنیا کی مخلوق معلوم ہوتے تھے۔ پہلے دن ہی سیلفی سیشن ہو رہیں۔ اور ڈیپارٹمنٹ میں ایسے گھوم رہے تھے گویا کہ برسوں کی شناسائی ہو۔ ہمارے جیسے بھولے اور شریف بچے تو شاید ہی اب یونیورسٹی میں آئیں۔

لیکن ہم پر بھی قسمت کی بڑی ستم ظریفی ہے۔ ہم پر ہی نہیں یونیورسٹی کے تمام طالبعلموں پر قسمت کی بڑی ستم ظریفی ہے۔ جب بچپن میں خاندان کے بزرگوں سے ملتے تھے تو وہ دعائیں دیتے تھے کہ "پتر اللہ تینوں تتی ہوا نہ لوائے" اور میں یہ بات سمجھنے سے قاصر تھی کہ تتی ہوا کسے کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ خراب حالات کا دوسرا نام ہے۔ اور یونیورسٹی کے ہر طالبعلم کے حالات خراب ہیں۔ اس بات کا اندازہ مجھے تب ہوا جب میں نے STC میں کسی کو کہتے ہوئے سنا کہ بس اس دفعہ میں پاس ہو جاؤں اگلے سمیسٹر میں ساتھ ساتھ پڑھوں گا۔ اور سب طالبعلموں کا یہی حال ہے۔ لیکن ہمارا وہ اگلا سمیسٹر ابھی تک نہیں آیا اور نہ ہی کبھی آئے گا۔

ہم طالبعلموں کے دکھ سانجھے ہیں۔ یونیورسٹی کا طالبعلم مڈز اور فائنل کے درمیاں معلق رہتا ہے۔ مڈ سے نکلو تو فائنل، فائنل سے نکلو تو مڈ اور اس سب میں رزلٹ کی پریشانی مسلسل ہے۔ آج تک میں نے یونیورسٹی میں اتنا خوش طالبعلم نہیں دیکھا جتنا ہنستا مسکراتا ہوا پر سیکٹس کے پہلے صفحے پر دیکھا تھا۔

اب ہم یونیورسٹی میں گزارے جانے والے دن کا جائزہ لیتے ہیں۔ یونیورسٹی آنے کیلئے سب سے پہلے آپ کا واسطہ پوائنٹ سے پڑتا ہے۔ دیکھنے میں تو یہ بس بڑی شاندار معلوم ہوتی ہے۔ دور سے نظر آنے پر طالبعلموں میں خوشی کی لہر دوڑتی ہے۔ لیکن جیسے ہی آپ بس پر سوار ہونگے آپکی دنیا بدل جائے گی۔ آپ کو لگے گا کہ آپ بس میں نہیں آئے بلکہ مرغیوں کے ڈربے میں آگئے ہیں لامحالہ آپ کو انٹر میں پڑھے وہ اشعار یاد آئیں گے:

بس میں لٹک رہا تھا کوئی ہار کی طرح
کوئی پڑا تھا سایہ دیوار کی طرح
سہما ہوا تھا کوئی گناہگار کی طرح
کوئی پھنسا تھا مرغ گرفتار کی طرح

پوائنٹ سے اتر کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے پرندہ پنجرے سے آزاد ہو گیا ہو۔

یہ ایک صبر طلب مرحلہ تھا لیکن اس سے بھی زیادہ صبر طلب مرحلہ لیکچر لینے کا ہے۔ لمبے لمبے ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے کے لیکچر جس میں ہم نیند سے ایسے لڑتے ہیں جیسے مجاز پر سپاہی دشمن سے۔ اس سب میں ہمیں چھوٹی سی آدھے گھنٹے کی بریک ملتی ہے۔ جس میں پہلے پہل تو ہم سکھ کا سانس لینے کے لیے کینٹین کا رخ کرتے تھے۔ پھر شہباز شریف کی حکومت آگئی۔ مہنگائی آسمانوں سے باتیں کرنے لگی۔ چائے کا کپ تیس سے پچاس تک پہنچ گیا۔ میرے خیال میں اب اس پر لکھ دینا چاہیے کہ عام عوام کی پہنچ سے دور رکھیں۔ ایسے میں اگر کسی چیز کی قیمت نہیں بڑھی تو وہ بیچارہ ہمارا جیب خرچ ہے جو بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سامنے دم توڑتا نظر آتا ہے۔ اور حال ہی میں وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار صاحب نے منی بجٹ پیش کیا جس میں انہوں نے بہت سی چیزوں پر ٹیکس لگائے اور یہ بھی کہا کہ بڑے سائز کی قبروں پر بھی ٹیکس لگے گا گویا کہ اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کی ہے کہ ہم مر کر بھی چین نہ پائیں۔ میں سوچ رہی تھی کہ اس سے پہلے کہ چھوٹے سائز کی قبروں پر ٹیکس لگے مجھے تو مر جانا چاہیے۔

لیکن مہنگائی سے نبٹنے کے لیے ہم نے وہ طریقہ اپنایا جو سر سعیدی نے بنایا۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا حلال مال کھانا۔ اور ان کے نزدیک ہر وہ مال حلال ہے جو دوسروں کے پیسوں سے کھایا جائے۔ تب سے ہماری نظر دوسروں کی جیبوں پر ہے۔ جہاں کوئی کھاتا ہوا ملے گا ہم بھی وہیں ملیں گے۔

یہاں تک کی دکھی داستان Day Scholars کی تھی۔ اس کے بعد آتا ہے یونیورسٹی کا پسماندہ ترین طبقہ یعنی ہاسٹل میں رہنے والے۔ ان کے بھی اپنے ہی دکھ ہیں۔ آئے دن میس کے چارجز تو پڑھتے ہیں لیکن میس کی حالت کیوں خراب ہو رہی ہے میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں۔ پہلے پہل تو میس میں قیمہ، کراہی اور بریانی ملتی تھی لیکن حکومت کیا بدلی میس کا مینیو بھی بدل گیا۔ اب میس کی صورتحال کچھ یوں ہے کہ دن میں ماش کی دال، چنے کی دال، مونگ کی دال، مونگ اور مسور کی دال، مسر اور لوبیا جبکہ رات کو آلو مٹر، آلو شوربہ، آلو انڈے، آلو پالک، آلو میتھی، آلو شلجم اور آلو گوبھی کھانے کو ملتی ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ چار سال بعد جب میں یونیورسٹی سے نکلوں گی تو میرے DNA میں سے آلو اور دال کے علاوہ کچھ نہیں نکلے گا۔ ہاسٹل میں رہنے والے اس قدر تربیت یافتہ ہوتے ہیں کہ اگر انہیں جنگلات میں چھوڑ دیا جائے تو یہ وہاں بھی گزر بسر کر لیں گے۔ یہ درختوں کے پتوں پر گزارا کر لیں گے کیونکہ انہیں پالک اور میتھی کے نام پر گراؤنڈ کی گھاس ہی کھلائی جاتی ہے۔

لیکن ان تمام شکل حالات میں ہم گھبرائے نہیں اور نہ ہی ہم نے صبر کا دامن ہاتھ سے جانے دیا۔

پھر یوں ہوا کہ صبر کی انگلی پکڑ کے ہم
اتنا چلے کہ راستے حیران رہ گئے

☆☆☆☆

طالب علموں کو سخت محنت کرنے کے لیے حوصلہ افزا اقتباسات

(عائشہ محمود بی-ایس، سمسٹر ہفتم، ایوننگ)

- ✓ وقت گہرے سمندر میں گرا ہوا موتی ہے، جس کا دوبارہ ملنا نہ ممکن ہے۔
- ✓ پرندہ جب اڑنے کی ٹھان لے تو، ہوا کو راستہ دینا ہی پڑتا ہے۔
- ✓ ساری دنیا کے رہنماؤں کی رہنمائی کچھ نہیں کر سکتی، اگر آپ خود کچھ نہ کرنا چاہیں۔
- ✓ کامیاب لوگ اپنے فیصلوں سے دنیا بدل دیتے ہیں، اور کمزور لوگ دنیا کے ڈر سے اپنے فیصلے بدل دیتے ہیں۔
- ✓ منزلیں ہمیشہ ان ہی کو ملتی ہیں، جو منزلوں کو تلاش کرتے ہیں۔
- ✓ ہار اور جیت تو اپنے اندر ہوتی ہے، مان لو تو ہار ہے، ٹھان لو تو جیت ہے۔
- ✓ نہ کامیابی حتمی ہوتی ہے اور نہ ہی ناکامی، بلکہ اصل چیز کوشش جاری رکھنے کا حوصلہ ہوتا ہے۔
- ✓ ساتھ ملنا ایک آغاز ہے، ساتھ رہنا پیشرفت ہے! اور ساتھ مل کر کام کرنا کامیابی ہے۔
- ✓ ہمیشہ اپنے آپ بن کر رہیں، اس کا اظہار کریں، خود پر یقین رکھیں۔ باہر جا کر کسی کامیاب شخصیت کو ڈھونڈ کر اسے نقل نہ کریں۔
- ✓ کامیابی چاہتے ہو تو اسے مقصد نہ بناؤ؛ جو آپ کو پسند ہے اور جو یقین ہے بس وہ کرتے جاؤ، اور یہ قدر تاً مل جائے گی۔
- ✓ میں کسی انسان کی کامیابی کو اس طرح نہیں جانچتا کہ وہ کتنے بلند مقام تک پہنچا لیکن بجز اس کے کہ وہ پستی میں گر کر واپس کتنی بلندی پر پہنچا۔
- ✓ کامیابی کو سب سے زیادہ میٹھا وہ شمار کرتے ہیں، جو کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔
- ✓ آپ کی کامیابی کی قدو قامت آپ کی قوت خواہش، آپ کے خوابوں کی وسعت، اور راستے میں آنے والی مایوسیوں سے آپ کے نبٹنے کے طریقے پر منحصر ہے۔
- ✓ ایک کامیاب آدمی وہ ہے جو اس کی طرف دوسروں کی پھینکی ہوئی اینٹوں سے ایک مضبوط بنیاد بنا سکتا ہے۔

☆☆☆☆

اگر ہمارے ادارے میں ڈوریمون آئے تو

(زویا مقصود، بی ایس، سمیسٹر ہفتم، مارننگ)

ہم اکثر تصوراتی دنیا میں رہنے کے خواب دیکھتے ہیں لیکن اگر ہم اسے حقیقت کا روپ دے دیں تو میرے نزدیک ہر طالب علم کا بس ایک ہی خواب ہو گا کہ اس کے پاس ڈوریمون ہو جس سے وہ طرح طرح کہ گیجٹ لے کر اپنی زندگی کے کام با آسانی کر لے جیسے کہ:

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے ہم سب کو گرامر اچھے سے سمجھ آجائے۔

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے مس شاہدہ پھر سے ہمارا لیکچر لینے آجائیں۔

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے مس سعدیہ ہمیں کلاس میں موٹیویشنل لیکچر ہی دیتی رہیں۔

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے سر افضل کا لیکچر تھوڑا اور لمبا ہو جائے

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے سر عاصم کی کلاس میں نیند نہ آئے۔

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے سر حسن مدنی پڑھائی کے علاوہ بھی کوئی بات کریں۔

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے سر عبد اللہ کی کلاس میں مزا ہی آجائے۔

ڈوریمون مجھے کوئی ایسا گیجٹ دو جس سے اسائمنٹ منٹوں میں تیار ہو جائے۔

☆☆☆☆

زوال کا سبب۔۔۔۔۔رشوت

(اقراء یحییٰ،بی-ایس، سمیسٹر سوم،مارننگ)

ہمارا ملک دن بدن عروج سے زوال کی طرف جارہا ہے۔ جب میں نے اس زوال کی طرف توجہ دی تو معلوم ہوا کہ اس زوال کی سب سے بڑا سبب بدعنوانی ہے۔ بدعنوانی کی بہت سی قسمیں ہیں لیکن میں بدعنوانی کی سب سے بدترین اور گھٹیاں قسم کا تذکرہ کروں گی وہ قسم ہے رشوت۔

رشوت ملک کی تنزلی کا سب سے اہم سبب ہے۔ کسی بھی دفتر میں چلے جائیں یا پھر کسی بھی ادارے میں چلے جائیں اپنا کام کروانے کے لیے ہمیں رشوت دینی پڑتی ہے۔ کچھ لوگ اپنا جائز کام نکلوانے کیلئے رشوت دیتے ہیں تو کچھ لوگ اپنے ناجائز کام کروانے کے لئے رشوت دیتے ہیں جبکہ یہ دونوں صورتوں میں جائز نہیں۔ وہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں اور ساتھ ہی وہ لوگ جو رشوت دیتے ہیں سب پر اللہ کی لعنت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي(سنن ابن ماجه : 2313)

رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

رشوت کسی کیلئے بھی جائز نہیں۔ آجکل تو بڑے بڑے عہدیداران بہت خوشی سے رشوت لیتے ہیں۔ اگرچہ ان کی تنخواہیں اتنی زیادہ ہوتی ہیں کہ فضول خرچی کے بغیر گزر بسر بہت اچھا ہو سکتا ہے۔ لیکن وہ خوشی خوشی اللہ کی لعنت کو دعوت دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص پر کوئی جھوٹا مقدمہ دائر ہو گیا۔ دوسرا شخص جو کہ کسی چھوٹے سرکاری عہدے پر فائز تھا، اس نے کہا کہ مجھے کچھ پیسے دے دو میں تمہارا یہ کیس ختم کروادوں گا لیکن اس نے کہا کہ ن میں نے کبھی رشوت دی ہے اور نہ ہی کبھی دوں گا۔ پر وہ مقدمہ آگے بڑھتا بڑھتا عدالت میں پہنچ گیا۔ پھر جو پیسے اس رشوت لینے والے نے مانگے تھے اس سے کہیں زیادہ پیسے کیس لڑنے میں لگ گئے۔ آخر اسے سزا دے دی گئی۔ پر دوبارہ مقدمے کی پیروی کی گئی تو یہ نتیجہ سامنے نکلا کہ وہ شخص بے قصور ہے۔ پھر اسے جج نے رہائی دے دی اور اس سے پوچھا کہ تمہارا اس سارے تجربے کے بارے میں کیا کہنا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ سے پہلے ہی اُس شخص نے مجھے بہت پہلے اور کم پیسوں میں انصاف دے دیا تھا۔

یہ حال ہے آج ہمارا کہ وہ شخص جو رشوت نہ دینے کا وعدہ کرے تو رشوت لینے والے اُس کیلئے کوئی راستہ نہیں چھوڑتے جبکہ اللہ نے فرمایا۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ(البقرۃ2:188)

اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس رشوت پہنچا کر تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ناجائز طور پر نا کھا جاؤ حالانکہ تم جانتے بھی ہو۔

ہم سب کو چاہیے کہ ہم زندگی میں نہ رشوت لیں اور نہ ہی کبھی رشوت دیں تاکہ ہم اللہ کی لعنت سے بچ سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ ہمیں اپنی لعنت سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

دعا

(اقصیٰ پروین، بی ایس، سمیسٹر ہفتم، مارننگ)

دعا ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان کی بڑی بڑی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

"دعا عبادت کا مغز ہے۔"

معاشرتی المیہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ میرے لیے دعا کیجئے گا۔ مگر دعا لینے کی کوشش نہیں کرتے شاید وہ بھول گئے ہیں کہ دعا مانگوائی نہیں جاتی بلکہ دعا تو لی جاتی ہے کبھی کسی کے دل میں رہ کر کبھی کسی کی نظروں میں رہ کر۔

"نبی کریم سے کسی نے پوچھا کہ اللہ کہاں ملے گا تو نبی کریم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں"

اللہ اکبر! کس قدر زور ہے قرآن کے لفظ (اقربا) میں ہم اس کا لفظی ترجمہ رشتہ دار کرتے ہیں مگر حقیقت میں اس لفظ کا معنی قریب کا ہے۔ میں آج اپنوں سے دور ہوں۔ مگر جو میرے قریب ہیں وہ ہی میرے رشتہ دار ہمدرد اور ساتھی ہیں حتی کہ وہ ملازم ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ کے بندوں سے محبت در حقیقت اللہ سے محبت ہے۔ اس کے بندے کیسے ملیں گے۔ حقیقت میں وہ اللہ اپنے بندوں کے مختلف انداز میں ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی کسی محتاج کی صورت میں کبھی کسی سائل کی صورت میں اور کبھی کسی مہمان کی صورت میں۔ دعا کا تعلق در اصل دل سے ہوتا تو دعا کے لیے اتنا ہی کافی ہو گا کہ آپ کسی کے دل میں رہو۔

ایسا بنیں کہ وہ آپ کو دیکھے تو خوشی محسوس کرے اور دل انجانے میں دعا دے بیٹھے۔ میں نے یہ بات محسوس کی ہے کہ جب کوئی میرا کام کرتا ہے اور فرض کریں وہ نہیں بھی کرتا اچھے اخلاق سے بات کرتا ہے تو بھی میرے دل سے دعا نکلتی ہے اور مجھے ایسا محسوس ہوتا۔ میرے پاس کسی چیز کا اختیار ہوتا تو میں اس شخص کو آج عنایت کرتی جس نے میرا یہ کام کیا ہے مگر محض میں اُس کے لیے اتنا ہی کر سکتی ہوں بلکہ اس سے پہلے ہی میرا دل اُس کو دعا دے چکا ہوتا ہے۔

مجھے نہیں پتہ ایسا کیوں ہوتا ہے یہ اللہ کی عنایت ہے کہ فضل ہے کہ رحمت یا پھر کوئی فطری جذبہ جو مجھ میں موجزن ہو جاتا ہے میرا یہ ماننا ہے کہ جو دعا خلوص نیت سے مانگی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے کیوں کہ ہر چیز کا تعلق نیت سے ہوتا ہے تو وہ ایسی ذات ہے جو بذات الصدور ہے

حدیث مبارکہ ہے:

"بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"

دعا بھی تو ایک عبادت ہے اس میں مختلف پہلو آتے ہیں۔

1- راستہ بتانا

2- آسانی پیدا کرنا

3- پانی پلانا

4- مسکرانا

5-خوشی دینا۔

6-سلام لینا

یہ چھوٹی چھوٹی عبادتیں اپنی زندگی میں لائیں اور ان سے بڑے بڑے کام آسان ہو جاتے ہیں۔

☆☆☆☆

افسانہ نگاری

ادھوری کہانی کی تکمیل

(عارفہ تبسم، ایم اے، سمیسٹر چہارم، ایوننگ)

پیپر ختم ہوتے ہی میں اُٹھی اور چیزیں سمیٹ کر عبایا پہنا، تقریباً بھاگتے ہوئے
کالج سے کچھ فاصلے پر بنے اسٹاپ پر پہنچی جہاں کالج وینز کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ مجھے اپنی وین ڈھونڈنے میں خاصی مشکل پیش آئی۔ اس خیال کے تابع کہ وین آج تاخیر سے آئے گی، میں وہیں پہ ایک طرف لگے درخت کی چھاؤں میں جا کھڑی ہوئی۔ اس درخت کے سائے میں وہاں دو خانہ بدوش خواتین اور ایک بچہ براجمان تھا۔ گرمی کی شدت کے باعث جہاں تمام طالبات درختوں کے سائے تلے کھڑی ہو کر بھی بے حال تھیں وہیں میں بھی انتہائی بیزاری کا شکار تھی۔ اپنا دھیان بٹانے کی خاطر میں بلا ارادہ اُن خواتین کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جس عورت کی گود میں بچہ تھا وہ اسے کبھی دائیں گھٹنے پر کبھی بائیں گھٹنے پر اور کبھی ہاتھوں میں جُھلا رہی تھی۔ جُھلاتے ہوئے کبھی چہرہ بھی چوم لیتی۔ کبھی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرنے لگتی۔ میں یہ عمل بڑے انہماک سے دیکھ رہی تھی جو ری پلے ہو رہا تھا۔ بچہ نہایت نحیف و کمزور تھا، رنگت گہری سانولی اور معمولی سے نین نقوش تھے ۔

مجھے متوجہ پا کر ساتھ والی عورت نے اسے کہنی ماری۔ مجھے لگا اُس نے میری طرف اشارہ کیا ہے جیسے آہستگی سے کچھ کہا ہو۔ پھر دونوں ہنس دیں۔ اب وہ ماں گاہے بگاہے مجھے دیکھنے لگی، جیسے پرکھ رہی ہو کہ میں کن نظروں سے دیکھ رہی ہوں، ستائشی یا تنقیدی ؟

ساتھ والی نے دوبارہ کان میں کچھ کہا تھا۔ نجانے کیا کہا تھا کہ وہ ہلکے سے مسکرا دی ۔

"ایہہ سوہنا نئیں؟ (یہ پیارا نہیں ؟)

اس نے اچانک مجھ پہ سوال جھاڑا!

میں ہڑبڑا گئی کہ کیا کہوں۔ اُدھر وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔ اس کی مسکراہٹ

دیکھتے ہوئے میں نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کہا

"سوہنا ایں" (پیارا ہے)

اب کے وہ خوب مسکرائی تھی۔ جواب سُن کر دوبارہ بچے کو والہانہ انداز میں چُومنے لگی۔

میں مسلسل اسے دیکھ رہی تھی۔ میرا خیال تھا وہ تعریف سُن کر دعا دے گی۔

"اللہ تینوں پاس کرے!

"تیرے بھرا جیون

"تیرا اماں پیو جیوے" وغیرہ

لیکن ادھر وہ مست اپنے بچے کے ساتھ مگن رہی۔ مجھے گمان گزرا کہ میری تعریف کو اس نے احسان نہیں مانا بلکہ پُر اعتماد ہے کہ اُس کا بچہ واقعی بہت پیارا ہے۔ میں زیرِ لب مُسکرا دی اور سوچنے لگی "ماں کیا چیز ہے ؟"

کہتے ہیں کائینات میں ہر چہرہ کسی نہ کسی کا محبوب ہے جو کسی کا نہیں وہ اپنی ماں کا پیارا ہے۔

"وین آچکی تھی، سارا رستہ میں اسی واقعے کے متعلق سوچتی رہی، کافی دن گزر گئے یہ واقعہ میرے دماغ پر سوار رہا۔ خیال آیا کیوں نہ کسی جریدے میں لکھ بھیجوں ۔

لکھنے بیٹھی تو جان نہ پائی کہ کیا لکھوں کس زاویے سے لکھوں "ماں کا پیار" اولاد کی محبت" کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

میں کافی دن اسی مخمصے کا شکار رہی اور لکھ نہیں پائی۔ یوں لگ رہا تھا کہ کہانی ابھی ادھوری ہے۔ اگرچہ خاصی شیریں اور پُر لطف ہے لیکن ابھی ادھوری ہے ۔

دو تین ماہ گزر گئے مگر یہ واقعہ مجھے ازبر رہا۔ میں کہانی مکمل ہونے کا انتظار کرتی رہا ۔

پھر ایک دن یوں ہوا کہ ہمارے گھر ایک عورت آئی، خاصی بوڑھی تھی۔ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی امی کے پاس آ بیٹھی اسکے بتانے پر معلوم ہوا کہ اپنے محلے ہی سے ہے اور کچھ رقم درکار ہے ۔

امی کی واقفیت نکل آئی تو باتیں شروع ہو گئیں۔ وہ اپنی نحیف سی آواز میں بول رہی تھی :

"جہاں میں کام کرتی ہوں وہ پانچ ہزار دیتے ہیں، صفائیاں 'برتن' کپڑے سب کچھ میں ہی کرتی ہوں۔

آپ اس عمر میں کام کرتی ہیں اور بیٹے کیا کرتے ہیں؟

امی نے پوچھا تھا۔

وہ چند لمحے خاموش رہی گویا سانسیں بحال کر رہی ہو۔

"اوہ کچھ نئیں کر دے۔"

اس نے بات مختصر کر دی اور کافی دیر تک خاموشی رہی ۔

اب وہ میرا لایا ہوا پانی پی رہی تھی۔ پی لیا تو امی نے گفتگو کا سلسلہ دوبارا جوڑا

"کچھ کرتے نہیں تو بیوی بچے کیسے پالتے ہیں ؟

اس نے گلاس میری طرف بڑھایا۔

اور سر اثبات میں ہلاتے ہوئے بولی:

ان کے لیے کرتے ہیں، میرے لیئے نہیں کرتے۔

اس نے بات ختم کی تو امی اٹھیں اور کچھ رقم لا کر اسکے ہاتھ پہ رکھی۔ وہ اٹھی، توازن برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے ہوئے چلنے لگی۔

دروزاہ کھولا اور دہلیز پار کر گئی

دروازہ بند ہوا تھا اور میری ادھوری کہانی مکمل ہو گئی تھی ۔

☆☆☆☆

تصویری البم

ایک روزہ فکری و تحقیقی سیمینار
تحقیق کے اصول و آداب، علوم اسلامیہ کے تناظر میں
15
پروفیسر ڈاکٹر ابوسفیان اصلاحی

ایک روزہ فکری و تحقیقی سیمینار
تحقیق کے اصول و آداب، علوم اسلامیہ کے تناظر میں
15

WELCOME
2022

Pakistani-American
10:00 AM
Thursday, 20th Oct, 2022
Auditorium, Sheikh Zayed
University of the Punjab,
Faculty of Islamic

بین الاقوامی سیمینار
"معاصر قرآن فہمی میں تجدید اور تجدد"
۲۲ نومبر ۲۰۲۲ء
مقرر: پروفیسر ڈاکٹر عبید اللہ فہد فلاحی
(پروفیسر آف اسلامک اسٹڈیز، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، انڈیا
شیخ زاید اسلامک سینٹر وادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور

FAREWELL
DEAR FRIENDZ
WE'LL MISS U

انگریزی تحاریر

Chapters of Quran

(Hadia Bashir, BS 3rd Semester, Morning)

A **surah** is the equivalent of chapter in the Quran, each divided into **ayats(verses).**There are total 114 chapters, out of which **86** are classified as **Makki** and **28** are **Median.**

Sr. no.	Surah Names	Meanings	Ayaat	Raku	Makki/Madni
1	Fatehah	The opening	7	1	Makki
2	Bakara	The cow	286	40	Madni
3	Al-e-Imran	The family of Imran	200	40	Madni
4	Nissa	The women	176	24	Madni
5	Maidah	The table spread with foods	120	16	Madni
6	Al-Anaam	The cattle	165	20	Madni
7	Al-Araaf	The wall of elevation	206	24	Makki
8	Al-Anfaal	The spoils of war	75	10	Madni
9	Tawbah	The repentance	129	16	Madni
10	Yunas	The Prophet (Jonah)	109	11	Makki
11	Hud	The Prophethood	123	10	Makki
12	Yusouf	The Prophet (Joseph)	111	12	Makki
13	Ar-Ra’ad	The Thunder	43	6	Madni
14	Ibrahim	The Prophet (Abraham)	52	7	Makki
15	Hijr	The rocky tract	99	6	Makki
16	Nahl	The bee	128	16	Makki
17	Israa	The journey by night	111	12	Makki
18	Al-Kahf	The cave	110	12	Makki
19	Maryam	Mary (Mother of Jesus)	98	6	Makki
20	Taha	One of the names of the Prophet	135	8	Makki
21	Al-Anbiya	The Prophets	112	7	Makki
22	Al-Hajj	The pilgrims	78	10	Madni
23	Al-Muminun	The believers	118	6	Makki
24	Al-Nur	The light	64	9	Madni
25	Al-Furqan	The criterion	77	6	Makki
26	Ash-Shu’ara	The poets	227	11	Makki
27	Al-Naml	The ant	93	7	Makki
28	Al-Qasas	The Narration	88	9	Makki
29	Al-Ankabot	The Spider	69	7	Makki
30	Al-Rum	The Romans	60	6	Makki
31	Luqman	Luqman (A wise man)	34	4	Makki
32	Al-Sajdah	The prostration	30	3	Makki

33	Al-Ahzab	The confederates	73	9	Madni
34	Al-Saba	Sheba(The Queen)	54	6	Makki
35	Al-Fatir	The originator of the creation	45	5	Makki
36	Ya'sin	One of the names of the Prophet Muhammad(PBUH)	83	5	Makki
37	As-Saffat	Those ranged in ranks	182	5	Makki
38	Suad	Arabic Alphabet	88	5	Makki
39	Az-zamar	The groups	75	8	Makki
40	Al-Mumin	The forgiver/The believer	85	9	Makki
41	Hamim Sajdah	In detail	54	6	Makki
42	Ash-Shura	The consultation	53	5	Makki
43	Al-Aukhraf	The gold adornment	89	7	Makki
44	Al-Dukhan	The smoke	59	3	Makki
45	Al-Jathiya	The kneeling	37	4	Makki
46	Al-Ahqaf	The curved sand hills	35	4	Makki
47	Muhammad	The last Prophet Muhammad(PBUH)	38	4	Madni
48	Al-Fath	The victory	29	4	Madni
49	Al-Hujrat	The dwellings	18	2	Madni
50	Q'af	Arabic alphabet	45	3	Makki
51	Al-Dhariyat	The wind scatters	60	3	Makki
52	Al-Tur	The name of a mountain	49	2	Makki
53	Al-Najm	The star	62	3	Makki
54	Al-Qamar	The Moon	55	3	Makki
55	Ar-Rehman	The most merciful	78	3	Madni
56	Al-Waqiah	The event	96	3	Makki
57	Al-Hadid	Iron	29	4	Madni
58	Al-Mujadilah	The disputation	22	3	Madni
59	Al-Hashr	The Gathering	24	3	Madni
60	Al-Mumtahana	The woman to be examined	13	2	Madni
61	Al-Saff	The row /The rank	14	2	Madni
62	Al-Jumah	Friday	11	2	Madni
63	Al-Munafiqun	The hypocrites	11	2	Madni
64	Al-Taghabun	Mutual loss or gain	18	2	Madni
65	Al-Talaq	The divorce	12	2	Madni
66	Al-Tahrim	The prohibition	12	2	Madni
67	Al-Mulk	Dominion	30	2	Makki

68	Al-Qalam	The pen	52	2	Makki
69	Al-Haqqah	The ineritable	52	2	Makki
70	Al-Maarij	The way of ascent	44	2	Makki
71	Noah	The Prophet Noah	28	2	Makki
72	Al-J'nn	Genie	28	2	Makki
73	Al-Muzammil	The one wrapped in garment	20	2	Makki
74	Al-Mudasir	The one enveloped	56	2	Makki
75	Al-Qiyammah	The resurrection	40	2	Makki
76	Al-Dahr	The man	31	2	Madni
77	Al-Mursalat	Those sent forth	50	2	Makki
78	Al-Naba	The great news	40	2	Makki
79	Al-Naziat	Those who put out	46	2	Makki
80	Abasa	The frowned	42	1	Makki
81	Al-Takwir	Wound round and lost its light	29	1	Makki
82	Al-Infitar	The cleaving	19	1	Makki
83	Al-Mutaffafin	Those who deal in fraud	36	1	Makki
84	Al-Ishiqaq	The splitting asunder	25	1	Makki
85	Al-Bhruj	The big stars	22	1	Makki
86	Al-Tariq	The night-comers	17	1	Makki
87	Al-A'la	The most high	19	1	Makki
88	Al-Gashiya	The over whelming	26	1	Makki
89	Al-Fajr	The break of the day/The dawn	30	1	Makki
90	Al-Balad	The city	29	1	Makki
91	Ash-Shams	The sun	15	1	Makki
92	Al-Lail	The night	21	1	Makki
93	Al-Duha	The forenoon after sunrise	11	1	Makki
94	Al-Inshira	The opening forth	8	1	Makki
95	Al-T'in	The fig	8	1	Makki
96	Al-Alaq	The clot	19	1	Makki
97	Al- Qadr	The night of decree	5	1	Makki
98	Al-Beyinna	The clever evidence	8	1	Madni
99	Al-Zilzal	The earthquake	8	1	Madni
100	Al-Aadiyat	Those who runs	11	1	Makki
101	Al-Qariah	The striking hour	11	1	Makki
102	Al-Takatur	The pilling up of emulous desire	8	1	Makki
103	Al-Asr	The time	3	1	Makki
104	Al-Humazah	The slanderer	9	1	Makki
105	Al-Fil	The elephant	5	1	Makki
106	Al-Qureysh	A famous Arab tribe	4	1	Makki
107	Alma'un	The small kindness	7	1	Makki

108	Al-Kauthar	A river in paradise	3	1	Makki
109	Al-Kafirun	The disbelievers	6	1	Makki
110	Al-Nasr	The help	3	1	Madni
111	Al-Lahab	The palm rope	5	1	Makki
112	Al-Ikhlas	The purity	3	1	Makki
113	Al-Falaq	The day break	5	1	Makki
114	Al-Nas	The people	6	1	Makki

*****

O Allah!

(Bareera, BS 3rd Semester, Morning)

O turner of heart and sight,
O master of day and night,
O changer of year and the state,
Change our state to the best state.

(Persian Poetics)

*****

Unity of Muslim ummah is the need of the time

(Beenish Haseeb, Mphil- Semester:3rd)

The Islamic community throughout the world faces challenges which are increasing daily and taking various shapes. They can be economic blockade, an intervention into the theology of Muslims, and many other problems, which can take very long to discus. What is the purpose of this struggle against Islam? It is to take Muslim's confession from them by weakening the muslim community, influencing the ideology of Muslims and separating Muslims from the values of Islam.

The question is how to resist this struggle? How can Muslims stand up against the world's aggression? Which takes different forms? What should we do in this situation?

There is only one way out of Muslims to regain their former unity. Only when Muslims are united and become a united group, they will manage to stand up anyone and anything. All the Muslims are one third of the world total population. This is a very huge number! If Muslims Don't unite, no other methods, offered by scholars and Islamic movements, will help to resist world aggression.

Unity can only be achieved when Muslims will listen to Allah's message in the Quran:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ[1]

"AND HOLD FAST, ALL TOGETHER BY THE ROPE WHICH STRETCHES TO YOU, AND BE NOT DIVIDED AMONG YOURSELVES "

Another ayah says:

وَلَا تَنَٰزَعُواْ فَتَفْشَلُواْ وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ [2]

"FALL INTO NO DISPUTES, LEST YE LOSE HEART AND YOUR POWER DEPART "

Remember when the Muslims forgot about remembering the Allah almighty the whole ummah was attacked by the predators just as a predator attacked on her prey. The best solution is to resolve petty solution and try to accept all sects as Muslims.

If we are destroyed it is our fault.

OH, Allah give us strength that we remember you.

In this conference paper our great ambition that we find causes for sectual dispute and after that causes we are able to find solution for the dispute.

Keywords:

Meaning of struggle, dispute means , causes of the dispute between sects ,solution for the dispute.

*****

[1] Al-imran,3:103

[2] Al-infal,8:46

Al-wahab

(Zoia Maqsood, BS 7th Semester, Morning)

And when you wake up in the middle of the night feeling all alone with your thoughts,
Fall straight into sujood
For Allah arouse you
Out of your sleep,
So you could be with Him,
In His companionship
Perhaps you would notice
That you do not need anyone else
Except Al-Wahhab,
The Giver of All

*****

Worst fitnah of 21st century

(Arifa Tabassum, MA Semester 4th, Evening)

What do you think is the most dangerous fitnah has fallen upon our homes in the 21st century??Being a Muslim in my opinion in the current century,Muslim Ummah is passing through the trial of SHOW OFF.you may ask how?? Let me explain to you..

I am the son of a businessman.I find My father busy always in business talks,meetings,visits etc.He does not bother to chose right or wrong path.His concern is to earn money more and more in order to compete his contemporary rivals and in doing good or bad ,my mother supports him completely as she needs wealth to impress her social circle.

My elder brother loves to arrange parties to show our aristocratic family background.He is fond of having expensive vehicles to travel.

While his wife is always busy in shopping branded clothes,shoes,bags etc ,to copy showbiz stars.Their only son is found either sleeping or playing games at home..

Our servant's son makes TikTok videos to get fame and after becoming famous to earn money to improve his financial status.while since last three years,his sister is waiting for a miracle to get enough money for dowry to meet the demands of future inlaws.

Now what are the effects of these activities done by above mentioned people.

Show-off has forced my father to become a culprit.My brother is wasting money here and there just to keep his head high and impress the society.His wife is wasting her time,energy and money to influence others.Her child is deprived of becoming well brought-up person in future.

My servant's son is chasing nothing but fruitless fame.His sister's in laws are dragging their son and his future wife away from nikah and they are opening the doors of Zina.

Hospitals of my country are overloaded with patients but no satisfying facilities are available.patients cry sigh and die.

Educational institutes lack all the facilities to educate the children of my nation.

Uncountable people are deprived of good shelter to live under:their kids have neither basic food to eat nor clothes to put on.

Rich people are busy in showing their status while middle class is trying to copy them and the lower one is searching for basic necessities.Muslim men an women have lost the real purpose of their lives.

This fitnah of show-off has filled hearts of the

People with the love of the world called "Wahan" in hadith. This is the root cause of many evils in the society.

Although I know it is a far cry of mine yet I hope may someone hear it and think to change his life.

*****

Until We Meet Again

(Sidra Bukhari, BS 7th Semester, Morning)

Those special memories of you
Will always bring a smile
If only I could have you back
For just a little while
Then we could sit and talk again
Just like we used to do
You always meant so very much
And always will do not
The fact that you're no longer here
Will always cause me pain
But you're forever in my heart
Until We Meet Again

*****

Not to be worried, Allah is there

(Tayyaba Nisar , BS 7th Semester, Evening)

Look,
You are alone now!
I know,
But don't you know that
anything should be left alone?
She is the most beautiful!
Like the moon, and like you.
And why is such a person singled out?
Have you ever had time to think?
I tell you!
That is why you and the moon are kept alone.
So be unique.
Create your own identity.
Come to a point where people like you like this,
As you do to the moon!
Often you do not see the moon and you lose sight of it.
Do you give the same importance to the stars?
No no, something unique always pleases the heart.
Allah has singled you out so that He can infuse you with unique qualities.
And with these qualities you can stand out among people.
Not to be worried ,Allah is there!

*****

The Measure Of A Man

(Nabiha Maqsood, BS 7th Semester, Morning)

The measure of a man is not determined
By his show of outward strength
Or the volume of his voice
Or the thunder of his action
Or of his intellect or academic abilities
It is seen rather in terms of the love that he has
For his family and for everyone
The strength of his commitments
The genuineness of his friendships
The sincerity of his purpose
The quiet courage of his convictions
The fun, laughter, joy and happiness he gives
to his family and others
His love of life His patience and his honesty
And his contentment with what he has

*****

Life

(Iqra Zafar, Mphil 3rd Semester)

Life is a page
And you are a word.
Life is a cage
And you are a bird.
Life is Mathematics
Multiply the joys and
subtract the sorrows.
Life is a game, play it.
Life is problem, solve it.
Life is a candle, burn it.
Life is what you make of it
(Copied)

*****

SECULARISM

(Hafiza Farheen, BS 8th Semester, Evening)

Definition

Secularism is an ambiguous concept that can be understood to refer to a number of policies and ideas—anticlericalism, atheism, state neutrality toward religion, the separation of religion from state, banishment of religious symbols from the public sphere, or disestablishment (separation of church and state, although Islam has no institution corresponding to this sense of "church") Secularism has been categorized into two types, "hard" or "assertive" and "soft" or "passive"—"hard" being irreligious, considering religion illegitimate and seeking to discourage and weaken religious faith as much as possible(an example being found under Communist governments);"soft" secularism emphasizes tolerance, and neutrality and seeking to exclude "the state from any involvement in doctrine", and exclude "upholders of any doctrine from using the coercive powers of the state.

There is no word in Arabic, Persian, or Turkish corresponding exactly to the English term "secularism". According to Mansoor Alam, the "common and prevalent" translation of secularism in the four main languages of Muslims—Arabic, Persian, Urdu, Turkish—is ladeenia or ghair-mazhabee, which means "without religion" or "non religious". Alam protests that contrary to these translations, definitions of secularism found in "western languages" all indicate that secularism "does not mean anti-religious or anti-God", but has come to mean freedom of religion and non-interference by the state in religion and vice versa. Nader Hashemi writing in The Oxford Encyclopedia of the Islamic World, gives two more words commonly used as translations in Arabic : ʿilmānīyah (from the Arabic word for science) and ʿalmanīyah (apparently derived from the Arabic word for "world").(The latter term, first appeared at the end of the nineteenth century in the dictionary Muhit al-Muhit written by the Christian Lebanese scholar Butrus al-Bustani.) In Persian, one finds the loan word sekularizm, while in Turkish laiklik comes from the French laïcité.

PRINCIPAL OF SECULARISM

The principles of secularism which protect and underpin many of the freedoms we enjoy are:

1. Separation of religious institutions from state institutions and a public sphere where religion may participate, but not dominate.
2. Freedom to practice one's faith or belief without harming others, or to change it or not have one, according to one's own conscience.
3. Equality so that our religious beliefs or lack of them doesn't put any of us at an advantage or a disadvantage.

Separation of religion from state

The separation of religion and state is the foundation of secularism. It ensures religious groups don't interfere in affairs of state, and the state doesn't interfere in religious affairs.

In the United Kingdom there are officially two state recognised Christian denominations – the Church of England and the Presbyterian Church of Scotland. The King is both head of state and Supreme Governor of the Church of England. There is no established church in Northern Ireland or Wales. But the 26 unelected bishops of the Church of England who sit in the House of Lords influence laws that affect the whole of the UK.

Christianity is one major influence among many that shape our current ways of life. We are a nation of many denominations and religions. Large sectors of the population do not hold, or practise, religious beliefs.

If Britain were truly a secular democracy, political structures would reflect the reality of changing times by separating religion from the state.

Secularism protects both believers and non-believers

Secularism seeks to ensure and protect freedom of religious belief and practice for all citizens. Secularists want freedoms of thought and conscience to apply equally to all – believers and non-believers alike. They do not wish to curtail religious freedoms.

Religious Freedom

Secularism seeks to defend the absolute freedom of religious and other belief, and protect the right to manifest religious belief insofar as it does not impinge on the rights and freedoms of others. Secularism ensures that the right of individuals to freedom of religion is always balanced by the right to be free from religion.

Secularism is about democracy and fairness

In a secular democracy all citizens are equal before the law and parliament. No religious or political affiliation gives advantages or disadvantages and religious believers are citizens with the same rights and obligations as anyone else.

Secularism champions universial human rights above religious demands. It upholds equality laws that protect women, LGBT people and minorities from religious discrimination. These equality laws ensure that non-believers have the same rights as those who identify with a religious or philosophical belief.

Equal access to public services

We all share hospitals, schools, the police and the services of local authorities. It is essential that these public services are secular at the point of use, so no-one is disadvantaged or denied access on grounds of religious belief (or non-belief). All state-funded schools should be non-religious in character, with children being educated together regardless of their parents' religion. When a public body grants a contract for the provision of services to an organisation affiliated to a particular religion or belief, such services must be delivered neutrally, with no attempt to promote the ideas of that faith group.

Secularism is not atheism

Atheism is a lack of belief in gods. Secularism simply provides a framework for a democratic society. Atheists have an obvious interest in supporting secularism, but secularism itself does not seek to challenge the tenets of any particular religion or belief, neither does it seek to impose atheism on anyone.

Secularism is simply a framework for ensuring equality throughout society – in politics, education, the law and elsewhere – for believers and non-believers alike.

Secularism protects free speech and expression

Religious people have the right to express their beliefs publicly but so do those who oppose or question those beliefs. Religious beliefs, ideas and organisations must not enjoy privileged protection from the right to freedom of expression. In a democracy, all ideas and beliefs must be open to discussion. Individuals have rights; ideas do not.

Secularism is the best chance we have to create a society in which people of all religions or none can live together fairly and peacefully.

*****

First in Islam

(Iqra Zafar, Mphil 3rd Semester)

- The first among men who accepted Islam

"Hazrat Abu Bakr (R.A.)"

- The first among women who accepted Islam

"Hazrat Khadija (R.A.)"

- The first among children wh0 accepted Islam

"Hazrat Ali (R.A.)"

- The first companion to recite Kalima Islam loud

"Hazrat Abu Ghafari (R.A.)"

- The first man martyred in Islam

"Hazrat Haris bin Abi Hala (R.A.)"

- The first battle with Kafirs

"Battle of Badr (2 A.H.)

- The first migration in Islam

"Abysinia Migration"

- The first Mo'uzan of Islam

"Hazrat Bilal (R.A.)"

- The first Eid ul fiter in Islam

"Ist Shawal (2 A.H.)"

- The first Eid ul Azha in Islam (2A.H.)
- The first written constitution in the world

"The Charter of Madina"

*****

Lessons From Life

(Tayyaba Shakeel, BS 7th Semester, evening)

When life takes a new turn
Sometimes It makes you blunt
It takes sometime
To realise you it's a sign
Just Trust on Divine
And Let Your Heart Shine
You May Feel Sad
But Remember
Life is a Test
You learn new lessons
By some confessions
It maybe by some trustworthy people
Who may break you in pieces
But Remember
ALLAH is always with you
Even in the situation
Where you have no clue
What To Do
Always Trust Him(ALLAH) Only
And You Never Feel Lonely
Love Him(ALLAH), Trust Him Only

*****

VIRTUE OF PATIENCE

(Hamda, MA 7th Semester, Morning)

In Islam there's a concept called Sabr (Arabic: صَبْرٌ (which literally means endurance , perseverance or patience.

It is one of two parts of a person's faith and for a good reason.

In this dunya, all of us will face many storms. Some of us during the storms will make an attempt to try and control the weather, they will curse, scream and shout .

The one who learns to embrace the storms as part of life, but who also has the sabr (patience) and courage to not be disappointed with Allah will be among the ones who earn paradise. It is the one who can say, **Alhamdulillah** (all praise be to Allah) in any circumstance that Allah rewards.

"And We will surely test you with something of fear hunger and a loss of wealth and lives and fruits, but give good tidings to the patient"

Surah Baqarah Ayah 155

The intent behind this article is to explore the virtue of being patient. **Inshallah**, after reading the following hadith and Quran verses you will have a framework and be well equipped to overcome any hardship or challenges life throws your way.

QURAN VERSES ABOUT PATIENCE:

In the Qur'an, there's one thing which we are assured about and that is those who are patient will be given a reward without measure.

Surah Ar Ra'd Ayah 22

وَٱلَّذِينَ صَبَرُواْ ٱبْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُواْ مِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِٱلْحَسَنَةِ ٱلسَّيِّئَةَ أُوْلَٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى ٱلدَّارِ.

"And those who are patient, seeking the countenance of their Lord, and establish prayer and spend from what We have provided for them secretly and publicly and prevent evil with good – those will have the good consequence of [this] home"

Surah Muddaththir Ayah 7

وَلِرَبِّكَ فَٱصْبِرْ

"And for the sake of your Lord, observe patience."

Surah Al Hajj Ayah 35

ٱلَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ ٱللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَٱلصَّٰبِرِينَ عَلَىٰ مَآ أَصَابَهُمْ وَٱلْمُقِيمِى ٱلصَّلَوٰةِ وَمِمَّا رَزَقْنَٰهُمْ يُنفِقُون.

"Those who, when Allah is mentioned, their hearts are fearful, and [to] the patient over what has afflicted them, and the establishers of prayer and those who spend from what We have provided them."

Surah Ma'arij Ayah 5

فَٱصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا.

"So be patient with gracious patience."

HADITH ABOUT PATIENCE

With regard to the virtue of patience the hadith has similar teachings as the Qur'an. It tells us real patience comes when tragedy has struck us, whoever is patient and endures Allah will forgive him or her of their sins, and that if Allah wants to do good to someone he afflicts them with challenges.

Narrated Anas:

The Prophet said, "The real patience is at the first stroke of a calamity.(Sahih Al Bukhari 1302, Jami At-Tirmidhi 987 and Sunan an-Nasa'I 1869)

Narrated Abu Huraira:

Allah's Messenger ﷺsaid, "If Allah wants to do good to somebody, He afflicts him with trials (Sahih al-Bukhari 5645)

Abu Sa'id al-Khudri reported that some people from among the Ansar begged from the Messenger of Allah ((ﷺand he gave them. They again begged him and he again gave them, till when what was in his possession was exhausted he said:

"Whatever good (riches, goods) I have, I will not withhold it from you. He who refrains from begging Allah safeguards him against want. And he who seeks sufficiency, Allah would keep him in a state of sufficiency, and he who shows endurance. Allah would grant him power to endure, and none is blessed with an endowment better and greater than endurance."

Reference : Sahih Muslim 1053

It was narrated from Ibn 'Umar that the Messenger of Allah ﷺ said:

"The believer who mixes with people and bears their annoyance with patience will have a greater reward than the believer who does not mix with people and does not put up with their annoyance."

Reference: Sunan Ibn Majah 4032

*****

TEST YOURSELF

(Lala Rukh, Mphill 3rd Semester)

1. The more of this there is, the less you see. What is it?
2. I have branches, but no fruit, trunk or leaves. What am I?
3. I shave every day, but my beard stays the same. What am I?
4. What gets wet while drying?
5. I have cities, but no houses. I have mountains, but no trees. I have water, but no fish. What am I?
6. What has words, but never speaks?
7. . What has a head and a tail but no body?
8. A man is in his car. He sees three doors. A golden one, a diamond one, and a silver one. Which door does he go through first?
9. Two in a corner, one in a room, zero in a house, but one in a shelter. What am I?
10. **What can you hold in your right hand, but never in your left hand?**
11. **I follow you all the time and copy your every move, but you can't touch me or catch me. What am I?**

ANSWERS

1. Darkness
2. A Bank
3. Barber
4. Towel
5. *Map*
6. *Book*
7. *Coin*
8. His Car Door.
9. *The Letter "R."*
10. Your Left Hand.
11. Your Shadow

*****

Should Muslims Celebrate Christmas?

(Tayyaba Nisar, BS 7th Semester, Evening)

WAS PROPHET ISA REALLY BORN IN DECEMBER?

Though the exact date of Prophet Isa's birth is unknown, there's an indication in Biblical verses that it was actually the summer since flocks were outside Jerusalem and the Quran tells us that Maryam gave birth near palm trees. Since dates need extreme heat for ripening, this also points towards Prophet Isa's birth in the summer.

Christianity is a Jesus-centric religion invented by a man named Paul. Christianity started as a pure stream but soon paganism was added to it and it became corrupted, 2000 years before Prophet Isa's birth, people of Scandinavian countries celebrated a festival called Yule during winter in which they used to have a feast, drink alcohol, chop down trees and burn them for about 12 days to celebrate those who survived the extreme cold of the North.

These pagan people believed that the evergreen fern trees obtained its "power" from the sun god, and by hanging its leaves in a circular form, it would act as an amulet that would better their lives. They also believed in a god named Oden who they said had control over natural laws. Many Christian theologians claim that the origin of Santa Claus is from Oden.

Romans used to believe in a god of the sun, named Mitra who was born on 25th December. He died for the sins of mankind and married his own mother. Saturn was the Romans' god for wealth and agriculture, for whom they would celebrate a festival called "Saturnalia", which was actually a Yule festival converted under a new name that not only celebrated the birth of Mitra but also added their Saturn god to it.

Saturn was known to be pulled by a horse with 8 legs in a sledge that was being pulled by snakes with wings. On this festival, everything used to happen oppositely like master's used to serve slaves etc. It also included a festival known as Juvenilia in which people used to have sexual relationships with children, practice homosexuality, have drunken parties and dance uncovered on roads.

200 years after Prophet Isa AS, the Christians were under Roman rule. During the rule of Emperor Constantine, a council was held. In this Council, major Scholars of the Christian world gathered in front of the Roman Emperor and his officials to discuss, debate and officially formulate some key doctrines of what is today the Trinity.

However, the Christians finally gave up and bowed down in front of the Roman world, accepting Roman paganism. This led the Romans to become a little soft for them and hence make other decisions such as giving Prophet Isa the status of God and divinity, and the name of Saturnalia was converted to the 12 days of Christmas. It was actually the day of Mitra's birth (their sun god) but it was rebranded as the day of Christ's birth.

According to most historians, Santa Claus is actually a spin on the name Saint Nicholas, who was a gift giving priest. Although Saint Nicholas is painted as a holy man and a lovable character, he is coupled with a secondary character named Krampus. It was believed if kids behaved well that year, Saint would give them gifts. However, if they misbehaved then they would be beaten up by Krampus. Saint Nicholas and Krampus were merged to make the character of Santa Claus.

Ask yourself!

Should a festival rooted in all sorts of un-Islamic ideologies be celebrated by Muslims?

*****

Prayer

(Eman Fatima, BS, 3rs Semester, Morning)

I pray to you, with this belief that You,
Listen to me and answer my call,
My heart's secrets, my hidden thoughts,
You know all, You understand all,
You know every green, textured leaf,
That has ever fallen or will ever fall.
You blessed the sky with the colours it has,
You gave the mountains, heights this tall,
Creatures obey You, large and small.
And all those that walk or crawl.
I call You with this belief that you,
Created every ocean, every bay
Even provided us land to stay,
You're always here to listen to what I say,
I know You're here to show me the way,
I know You won't let me go astray.
O Allah, help me follow Islam, the Deen
Please accept my call, Ameen

*****

On the Top of the Mountain

(Rabia Hafsa, BS 7th Semester, Evening)

On the top of mountain
It feels like I am in heaven but fully maintained
Among these grey clouds with broader vision
But I can't see what actually surrounds these mountain
You can feel fog engulfs you in a hug
I am flying with heavy feet,
Touching the ground
Makes me yearn for more
Rough path and smooth steps
Taking forever to touch the hidden heaven
I know it’s there somewhere
These clouds seem to know the way
Follow their path till they disappear
Now i see a new color it’s orange but not rare
Did the cloud change my vision or this new ray is another clue for me to follow
They are leading me nowhere
There's is just white smoke people call it fog
Even though it feel like a beautiful trap
Finding yourself in a forest of desire
Watch your steps it can backfire
These paths lead me to the top of mountain
Even though it feels like heaven but fully maintained

*****

Heaven's Doorway

(Zoia Maqsood, BS 7th Semester, Morning)

There's a road that each of us travels.
Often with no chance for good_bye.
And those who are left sad and lonely.
Greive in silence and simply ask, "why? "
But the question is one without answers,
And the comfort that others provide,
Still can't keep your poor heart for wishing,
That your loved one was there by your side.
Yet, life has beginning and endings,
And one day your heartache will cease.
Though it seems like you'll never stop hurting.
Over time you will find inner peace.
You'll be able to think of your loved one,
Without wiping a tear from your eye,
And you'll come to see death as a doorway,
And not a forever good_bye.

*****

Sentimental Mother-Daughter Quotes

(Ayesha Mehmood, BS 7th Semester, Evening)

The mother-daughter bond is one unlike anything else. It comes with fond memories and unconditional love. Use these sentimental mother-daughter quotes to communicate how happy you are to have each other in your lives.

1. “A daughter is someone you laugh with, dream with, and love with all your heart.” – Unknown
2. “A daughter is just a little girl who grows up to be your best friend.” – Unknown
3. “There were times when…I didn’t have a lot of friends. But my mom was always my friend. Always.” – Taylor Swift
4. “Mother and daughter never truly part, maybe in distance but never in heart.” – Unknown
5. “Someday when the pages of my life end, I know that you will be one of the most beautiful chapters.” – Unknown
6. “A mother and a daughter always share a special bond, which is engraved on their hearts.” – Unknown
7. “Words are not enough to express the unconditional love that exists between a mother and a daughter.” – Caitlin Houston
8. “For all the things my hands have held, the best by far is you.” – Unknown
9. “My daughter is my biggest achievement. She is a little star and my life has changed so much for the better since she came along.” – Denise Van Outen
10. “In my life, you are the sun that never fades and the moon that never wanes.” – Unknown

*****

Allah's Quotes in Arabic with Urdu and English Translation

(Ayesha Mehmood, BS Semester 7th, Evening)

لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُم

یقیناً اگر تم شکر ادا کروگے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا۔

Of course, if you are grateful, I will give you more

(Surah Ibrahim – 14)

لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِىٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

Indeed, we created man in a good form

(Surah At-Tin 95:4)

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہان والوں کا پالنے والا ہے۔

All praises are for Allah, the Sustainer of all the worlds

(Al-Fathia 1:1)

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ

بے شک آپ کے پروردگار کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔

Indeed, the grip of your Lord is very tight

(Surah Al-Baroj 12)

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ

بے شک اللہ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب ہے۔

Verily, the mercy of Allah is near to the righteous

(Surah Al Ar'af – 57)

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

And talk about the blessings of your Lord

(Surah Al-Duha 93:11)

وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ

اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔

And turn to your Lord

(Surah Allam Nash rah 94:8)

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اے میرے رب! ان (میرے والدین) پر ویسا ہی رحم فرما جیسا انھوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی۔

O my Lord! Have mercy on them (my parents) as they brought me up in my childhood

(Surah Alasra – 28)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

اے ایمان والوں اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

O you who believe, remember Allah often

(Surah Ahzaab 41)

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ

اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

And my success is from Allah

(Surah Al – Hud 88)

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

پس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

So, which of the blessings of your Lord will you deny
(Surah Ar Rahman – 13)

وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ

اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔

And glorify your Lord
(Surah Al-Mudassir 74:3)

*****

Strategy to Deal with Hypocrites

(Arifa Tabassum, MA 4th Semester, Evening)

Enemies not only exist out of the borders of a state but in the state itself also. From the very beginning of human civilization, every state has been having different kinds of rivals.Sometimes these rivals exist in the state itself, among its people therefore called hypocrites.Same was the case with the islamic state of Madina. After emigration from Mecca to Madina , On the one hand Muslims had to face their worst enemies like quresh e Mecca in the form of wars while on the other hand another group of rivals was raising its head inside the state.

They called themselves Muslims,worshiped like muslims,had Get Togethers With Muslims And Spent their days With Muslims But Not The nights.Their nights had different colours as during Nights a group of them used to sit in the corners of Madina to propagate against Muslims and Holy Prophet (May peace be upon him).Gradually They became a great challenge for the Islamic state to deal with.For they were not like other Rivals who could be conquered by Wars,so The Holy Prophet (May peace be upon him) adopted a different strategy to deal with their hidden enmity. This political strategy had different aspects as every step the holy Prophet (may peace be upon him) took was according to the demand of the situation.

For the first four years , they acted like hidden enemies within the state, so during these four years the Holy Prophet peace be upon him kept silence, although the holy Prophet (peace be upon him) was completely aware of their propagating activities but he didn't even give a clue to sahabah to avoid disturbance among Muslims.

With the passage of time their hidden enmity and hatred started getting exposed.

They supported bani qainqa openly and bani al-nadir secretly against Muslims .Their withdraw from the battle of Uhud was most hideous deed which left Muslims in great trouble. It was 5 A.H when their hypocrisy was revealed through their mouths and actions but the Holy Prophet (May peace be upon him)still reacted with calmness and patience and treated them kindly.They were so determined to shatter Muslims unity into pieces that they adopted mischievous behaviour towards Muslims and the Holy Prophet (May peace be upon him).The worst mischief they did to Muslims was the event of ifk. It disturbed not only social life of Muslims in Madina but also the domestic peace of the Holy Prophet(May peace be upon him). Even here Nabi kareem sallallahu alayhi wa alayhi wa ed to have same patience and silence on the disgusting behaviour of hypocrites .He first waited for the Revelation regarding the chastity of Syeda Ayesha R.A. after the revelation came ,the holy Prophet peace be upon him did not even point out the hypocrites in front of all, despite Allah Almighty marked them as munafiqoon in Quran.

اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ

"When the hypocrites come to you they say; we witness that you are indeed the Messenger of Allah. Allah knows that you are really His Messenger but Allah testifies that hypocrites are actually liars."(chapter 63. Verse.1)

These hypocrites apparently had disguised themselves as Muslims so it would have never been a good move to wage war against them.Another reason was that they were the third of the population of Madina and many of the chiefs Of Aus and Khazraj were their supporters, that was the reason that the holy Prophet peace be upon him didn't allow to kill the chief of hypocrites Abdullah ibne UBi

Saying that

"Lest the people should say that Muhammad(May peace be upon him) used to kill his companions."

(Sahih Bukhari: 3518)

This strategy of kindness and silence had very good effects as with the passage of time,Muslims became aware of the real face of hypocrites and started avoiding them and believing them anymore.As a result of it ، hypocrites lost their hold on Muslims gradually.Even in the era of first caliph hazrat Abu bakr siddique R.A, there was no significant existence of this fitnah because the Holy Prophet (May peace be upon him) had crushed it with his appropriate and witty behavior.

So, it is not necessary to always Wage a war to deal with every enemy of you, sometimes situations demand some different actions which could be louder than battles.This strategy of the Holy Prophet peace be upon Him is also an enlighten way for the rulers of Islamic States to deal with some hidden challenges.

*****

No escape from death

(Arifa Tabassum, MA 4th Semester, Evening)

She rushes the way
Touching the yellow leaves
Looks as she is astray!
Her feet are bared now
Going where?
I don't know!
I call loudly
But not to offend
"Come back ! Don't move forward
There is nothing to mend."
She doesn't listen
I shout again
"Come back! Come back!"
Stops though
To herself
Whispers now..
"All the doors are closed
Just one
One door is opened behind me"
She pauses
"It'll lead me to a different realm"
"Where?" I eagerly asks
"To underground"

*****

“Save water, save life”

(Lala Rukh, Mphill 3rd Semester)

Every drop matters therefore save water, save life

May be some drops of water appear useless in your eyes, but you can ask its importance from; a bird sitting on tap after hours of flight, a fish present outside water body and a field of rice crop waiting to grow. Many such examples are present around us. We just need to observe and ponder upon the importance, usage and scarcity of water. Water is such an amazing blessing of Allah that if we want to imagine the life without water , we will be surprised . Questions will arise in mind ;what about drinking , bathing, washing, gardening, industries, chirping birds, and above all, what about tiny creatures present in water; where will they go?

We must consider these questions as if we proceed with such attitude , soon we are going to face severe water shortage inspite we should say we are already facing acute water shortage in many areas, for example, Cape town , south Africa. Don’t go far, consider the situation of tharparkar, Sindh, where many children had to drink death chalice because they couldn’t get water in time.

This condition can worsen in future due to climate change and water pollution (many other causes of water shortage also exists). So, we should take action in time. We need to change our attitude towards water usage. We should close the tap while not using for example, during brushing. If there is leakage, repair it immediately. Use kitchen water for gardening. Try to follow 3R principe, reduce water usage, reuse water , recycle. Try to have a lawn in your home so water seepage can occur and ground water can recharge. Take shorter showers. Remove the source which is polluting water source. Other wise, it is not hard to imagine how the life without water is?

To avoid critical situation , please don’t waste water. It is blessing of Allah. Remain it blessing of Allah as it is ;full of life, pure and freshing. Don’t make it hard to get water for drink. It is possible only if try to save water .

*****

Love The Food That Loves You Back

(Bareera, BS 3rd sesemester, Morning)

Have you ever visited a hospital?

What do you observe there? You must have observed a crowd of patients, helpless before their diseases. After seeing all this man is compelled to think what brings them there? What?

I found the answer to the question when I see the crowding of restaurants and a lot of people eating junk food, fried stuff, bakery products and drinking soft drinks. Street food stalls are crowded all the time. Have you ever thought what this food would do with us? Have you?

Normally we are very choosy and selective for our dressings, beauty and many more things but we are not selective in our eatables. That's why hospitals are jam packed. At this point we need to get rid of al this junk food and bakery items and adopt a healthy routine and habbits. This is the need of hour. In case we don't adopt a healthy routine we are going to pay hospital bills for the rest of life.

*****

New Atheism

(Lala Rukh, MPhil 3rd Semester)

Atheism is a belief that there is no God or gods and New atheism is a movement which has the agenda of promotion of atheism in an organized way. New atheism aims to promote atheism by declaring religion a cause of violence in world. The political aim of new atheism is centered upon advocating separation of church and state, criticizing religion, promoting atheism, campaigning for insurance of civic and legal equality for the atheists. Central goal of new atheism is to normalize non-religious beliefs, to alter the public perception and to protect the conventional acceptance of non-religious views.[1]Vivian Bricker has defined the new atheism as

"New Atheism is a movement which has the idea that religion is a way to condition or Brainwash individuals' minds into hate, discrimination and racism. New Atheists believe that religion is the breeding ground for hostility, crime and violence within a society."[1]

Difference between Atheism and New Atheism

- ## Arguments for denial of God

Unlike Old atheists, new atheists focus on science to disapprove the concept of theists. Old atheists, for example Bertrand Russel, said that arguments in justification of belief in God were bad ones, so there should be no reason to believe in God. While new atheists suggest that theists concept can be absolutely negated by scientific arguments especially arguments based on concept of evolution.

- ## Political dimension

New Atheism has a political dimension which was lacking in the writings of old atheists. The old atheists were like 'armchair philosophers'. They preferred to be happy to argue that there is no God and left the matter at that. By contrast, new atheists aim to have a strong political agenda. They desire to leave armchairs and change the ways of thinking and behavior. Usually, they want people to get rid of religious belief (belief in God especially) and to appear as active members of an 'atheist liberation movement' keen to the extinction of religion. This movement should be like the movements active in promoting causes such as racial feminism, equality, and gay rights. Hitchens says in this regard that religion poisons everything so campaign against religion actively.

- ## Goals

Key goal of new atheism is to establish a sense of community and group unity. For this purpose, community gatherings were held, for example, Atheist Film Festival and Camp Quest. Meeting, conventions and conferences are arranged to construct a profound sense of atheist identify and transform atheism movement to vast social movement. While old atheist identity remain work in progress state. New atheists are more active and ambitious then old atheists.

Impact of New Atheism on Muslim Society

New atheism has caused many challenges to Muslim society. Atheists have opposite concept to Muslims and they have a typical hate for Muslims. They are influencing Muslim civilization and trying to make them their companions, hey have caused some impacts on Muslim societies which are given below

- **Deteriorated image of Islam**

New atheists criticize religion and declare religion as cause of violence. According to new atheist Holocaust is due to faith and religion. To them faith is dangerous .In Debut book of Harris, it was explained that this book was reaction to Islamic terrorist attacks on September 11 .many books have been written since 2004, against Islam. New atheists have framed Islam as religion of terrorists and cause of violence.

- **Rising Atheism**

New atheists are quite active and working ambitiously for the rise of theism. This has caused increased number of atheist in Muslim world. Benchemsi, a research scholar, mentions result of poll which shows that 5% of Saudis declare themselves as "convinced atheists[1].

- **Islamophobia**

It can be said that islamophobia caused the rise of new atheism. Islamophobia is defined as the fear or dread of Islam. Scholars connect Islamophobia to an excessively critical discourse regarding Islam that focuses on what they identify as dangerous factors in Islam. Islamophobia has caused severe issues for Muslims. Muslims of the world are facing strict actions from atheist due to their misguided Islamic perception.[1]

- **Impacts on Education System**

In Pakistan, private educational institutes are playing great role in proliferation of atheism. They are based on European education system. These institutes are causing instability in faith. English department are producing rebellion of religious values. [1]

- **Impacts On Economic System**

Atheism has interference in economic system. There is rise in interest based systems. Dealing of Muslim countries when done with atheists, they impose severe restriction on Muslims and Muslims have to follow their orders. Thus help in promoting the agenda of atheism.

*****

Smile

(Iqra Zafar, Mphil 3rd Semester)

- If you see someone without a smile, give him/her one of yours.
- When you look with smiling eyes the world looks lovely.
- Smile, it's free therapy.
- A winning smile makes winners of us all.
- A warm smile is the universal language of kindness.
- A smile is a curve that sets everything straight.
- Smile, because it is the sign of happiness.

*****

Thank you in different languages

(Laiba Safdar, BS Semester, Morning)

Pakistan	Shukria
Korean	Kamsa haminda
Chinese	xie xie , shey-shey
Turkish	tesekkur edrim
Arabic	Shukran
French	merci
German	danke
Swedish	tack
Thai	Kawp-kun
Russian	spasibo
Italian	grazie

*****

Communication in Chinese

(Beenish Haseeb, Mphil-3rd Semester)

Hello----你好
How are you?-----你好嗎？
Nice to meet you....很高興認識你
I am fine.....我沒事
Where are you going?.....你要去哪裡？
I am going to Lahore.....我要去拉合

*****

JOKES : THAT MAKE YOU LAUGH

(Benish Haseeb,mphil-IS-17-F21,Mphil semester 3)

「Question from Teacher」

The teacher asked:
What do you call an elephant that doesn't matter?
The student answerd:
An irrelephant
The Teacher and all class fellows laugh on it.

Grand son to Grandomother: Are you a joker , Grandma said no , who said this Mom said that You make people fool

Do you know the original sandwich is the man of which is sliced by his mother and wife . and is toasted by there fightings.

Teacher asked : what is the feminine of crocodile student said : Mrs. crocodile

once there are three friends, two of them are fond of outing they for outing every weekend one day one of them said we should go for outing but where ? the freind who is bored said: you should go to mars it is best place for you....

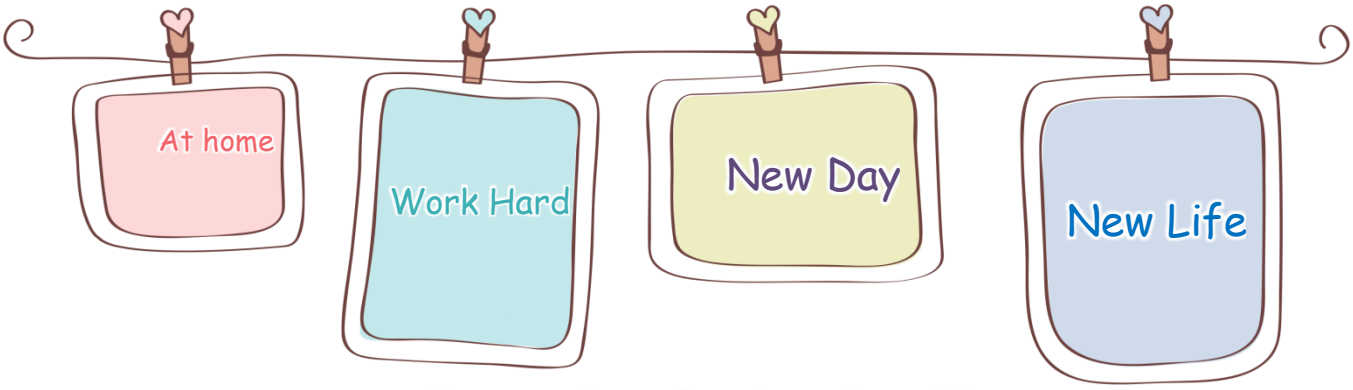

Quotes about hard work and hope

Beenish Haseeb(Mphil semester 3,Mphil-IS-17-F21)

1. Success doesn't come easy — even the most dedicated entrepreneur sometimes finds it tough to stay on track.
2. Hard work beats talent when talent doesn't work hard
3. Success is often achieved by those who don't know that failure is inevitable
4. Do the best you can until you know better. Then when you know better, do better.
5. People who say it cannot be done should not interrupt those who are doing it.

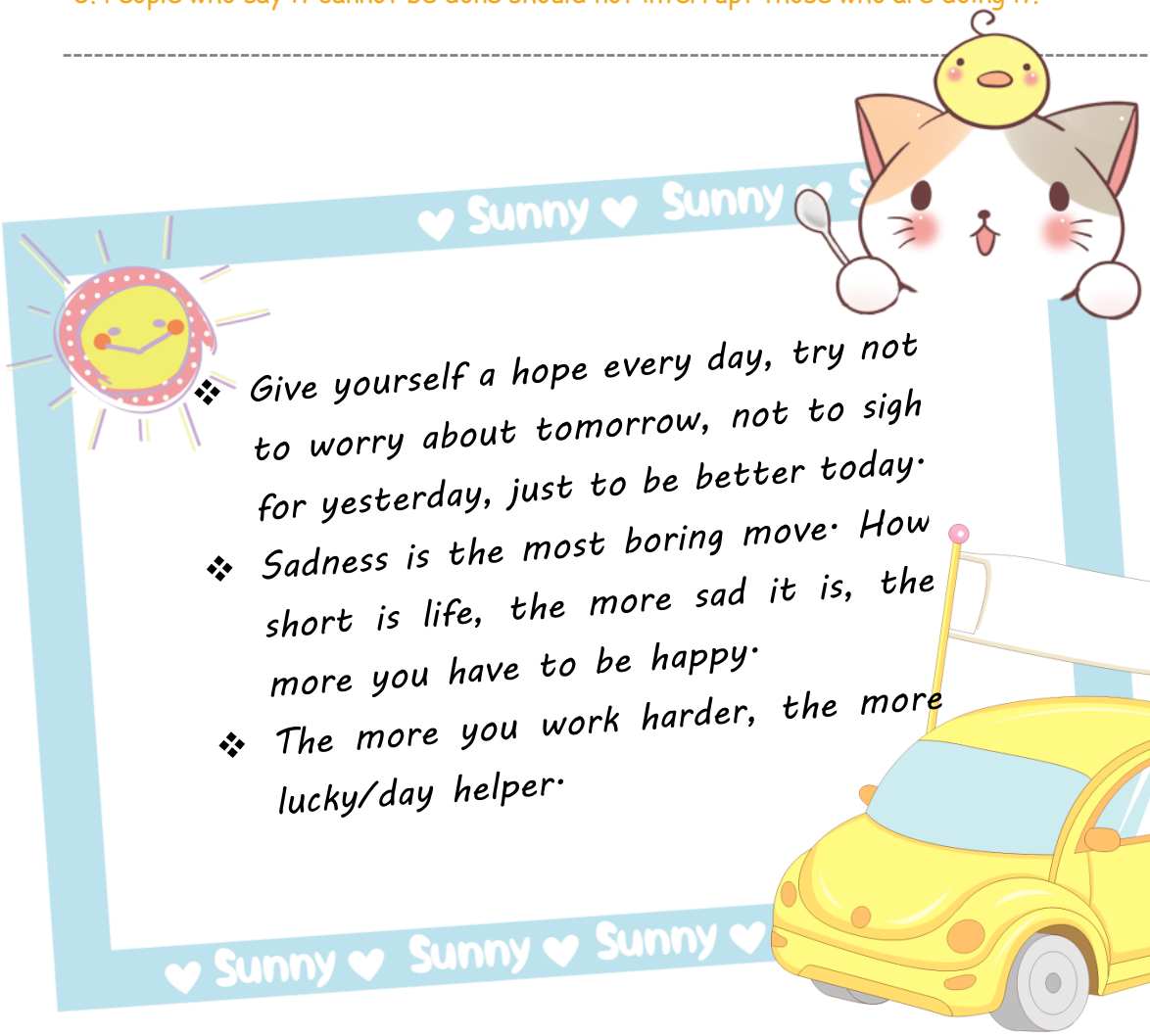

- Give yourself a hope every day, try not to worry about tomorrow, not to sigh for yesterday, just to be better today.
- Sadness is the most boring move. How short is life, the more sad it is, the more you have to be happy.
- The more you work harder, the more lucky/day helper.